صبیح رحمانی
شخص و عکس
ڈاکٹر تحسین بی بی

ڈاکٹر تحسین بی بی

صدر شعبہ اردو، یونیورسٹی آف صوابی

تحقیقی و ادبی خدمات

شائع شدہ تحقیقی مقالات کی تعداد: پچاس (50)

شائع شدہ کتب:

- پاکستانی اردو افسانے میں سیاسی شعور (1947ء تا 2011ء) 2019ء
- تکمیل (ترجمہ ہندکو رباعی مجموعہ گھیراں) 2021ء

زیر اشاعت کتب:

- تحقیق کے اصول و طریقِ کار
- زاہد منیر: شخصیت و فن
- ملاکنڈ کے ادبی اداروں کا تحقیقی جائزہ

زیر طبع کتب:

- بشیر احمد سوز: شخصیت و فن

اعزازات:

بیسٹ پی ایچ ڈی تھیسس کیٹیگری ایوارڈ 2016ء، 2017ء

پاکستان لیڈرشپ ایوارڈ 2018ء

یونیورسٹی آف صوابی ادبی ایوارڈ 2021ء

صبیحؔ رحمانی

شخص و عکس

ڈاکٹر تحسین بی بی

نام کتاب	:	صبیح رحمانی شخص و عکس
مصنفہ	:	ڈاکٹر تحسین بی بی
تعداد	:	500
سال اشاعت	:	اکتوبر 2021
قیمت	:	-/600روپے
ناشر	:	یونیورسٹی آف صوابی / شعبہ اردو، یونیورسٹی آف صوابی
پرنٹرز	:	اعراف پرنٹرز محلہ جنگی پشاور

ملنے کے پتے

- ✓ ادب محل، سٹی ٹاور کابلی بازار پشاور
- ✓ یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
- ✓ پشتو اکیڈمی بک شاپ (انور خان لالا) پشاور یونیورسٹی
- ✓ ثاقب پبلشرز، رحمت مارکیٹ، قصہ خوانی پشاور
- ✓ اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد
- ✓ نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، پشاور، ایبٹ آباد
- ✓ فرینڈز بک شاپ پی، آر، سی مارکیٹ مردان

محترم والدین اور بہن بھائیوں
کی دعاؤں اور محبتوں کے نام

فہرست

؎ خدا ہی جانے، ہمیں کیا خبر، کہ کب سے ہے
جو ان کے ذکر کا رشتہ ہمارے لب سے ہے

صبیحؔ رحمانی

اعزازی پیغام

موجودہ دور میں صبیحؔ رحمانی کا نام نعت اور نعت نویسی کے حوالے سے عالمی شہرت کا حامل ہے۔ نعتیہ خدمات کے اعتراف میں انہیں کئی اعزازات سے نوازا جا چکا ہے۔ نعتیہ ادب کی خدمات پر تمغہ ءامتیاز جیسا اعزاز بھی حاصل کیا۔ ان کے فنِ نعت کو زیرِ بحث لانا اور تحقیقی و تنقیدی جہتوں کے سلسلے میں ڈاکٹر تحسین بی بی نے قلم اٹھا کر اپنا اور جامعہ صوابی کا نام روشن کیا اور ہمارا سر فخر سے بلند کیا۔

ڈاکٹر تحسین بی بی کا شمار خیبر پختونخوا کے تحقیقی میدان میں اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے دیگر اصناف سمیت نعت گوئی پر خصوصی کام کیا ہے۔ اس کتاب کے مندرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنفہ نے کس قدر جانفشانی سے کام لیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی نعتیہ لگن، محبت اور محنت کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

مذکورہ کتاب کی صورت میں صبیحؔ رحمانی کی خدمات کا اعتراف کر کے انہیں بہترین تحفے سے نوازا گیا۔ یہ جامعہ صوابی سمیت ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ یونیورسٹی کی صنفِ نعت میں ایک بہترین کتاب سامنے آئی۔ یہ ہماری جامعہ کی کامیابی اور ترقی میں اہم زینہ ثابت ہو گی انشاءاللہ۔

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد مکرم شاہ
وائس چانسلر، یونیورسٹی آف صوابی، خیبر پختونخوا
16 اگست 2021ء

پیش گفتار

صبیحؔ رحمانی نعت گو شاعر، محقق، ناقد، نعت خواں اور نعت شناس کی حیثیت سے معروف ہیں۔ انہوں نے اپنی تمام تر تخلیقی اور تحقیقی صلاحیتوں کو فروغِ نعت کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ اس کا اظہار وہ اپنے اشعار میں بھی کرتے رہتے ہیں:

ے میرے فکر و فن کا میری زیست کا
نعت عنواں ہے خدا کا شکر ہے
صبیحؔ رحمانی

رسولِ کریم ﷺ سے دلی وابستگی کے تحت انہوں نے اپنے جذبۂ عقیدت وارادت کے اظہار اور دہر میں ہر سمت اُجالا پھیلا نے کی آرزو پوری کرنے کے لیے، جس سفر کا آغاز کم وبیش تیس برس پہلے کیا تھا، اس میں ان کو بے مثال کامیابی وکامرانی حاصل ہوئی۔ عشق رسول ﷺ کو اپنا مقصدِ حیات بنا لینے پر اللہ نے ان کوایسی مقبولیت و شہرت نصیب فرمائی کہ عصرِ حاضر کے کسی عاشقِ رسول ﷺ کا جب بھی خیال آتا ہے تو صبیحؔ رحمانی کا نام خود بخود زبان پر آ جاتا ہے۔ اس بات کی تصدیق مشفق خواجہ کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ:

"نعت صبیحؔ رحمانی کے حق میں حرفِ دُعا ثابت ہوئی ہے"

صبیحؔ رحمانی کثیر الجہات شخصیت ہیں، اردو نعت نگاری میں وہ سید سہ جہات یعنی بہ حیثیت نعت گو، نعت خواں اور نعت شناس مقبولیت و انفرادیت کے حامل ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کونعت کے فروغ اوراس کی صنف سخن کی حیثیت سے ترویج کا یہ جذبہ خداتعالیٰ کی طرف سے عطاہوا ہے وہ فطری نعت گو شاعر ہیں جواپنے علم وفضل اور صادق

جذبوں کے تحت فنی محاسن کے ساتھ نعتیں لکھتے اور پیش کرتے ہیں

؎ قلم کی پیاس بجھتی ہی نہیں مدحِ محمدؐ میں
میں کن لفظوں میں اپنا اعتراف تشنگی لکھوں

(جادۂ رحمت)

صبیحؔ رحمانی کے فکروفن کے حوالے سے بہت سی کتابیں شائع ہوئی ہیں لیکن ایسی مبسوط کتاب نظر سے نہیں گزری جس میں ان کے فن اور صنفِ نعت کے فروغ کے لیے ان کی خدمات کی تمام جہات کا احاطہ کیا گیا ہو۔ یہ کتاب اسی کمی کو پورا کرنے کی ایک کوشش ہے۔ یہ ایک مشکل کام تھا تا ہم صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی و نعت خوانی، تنقید و تحقیق اور نعت شناسی کا تذکرہ کرتے ہوئے کوشش کی گئی ہے کہ اس ہمہ جہت شخصیت کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہےاور آنے والے وقتوں کے لیے یہ کتاب حوالہ کے طور پر یاد رکھی جائے۔

صبیحؔ رحمانی کی شعر گوئی کی ابتدائی کوششوں سے لے کر نعت ریسرچ سنٹر کے قیام تک ان کی شاعری،نعت کے حوالے سے تحقیق و تنقید،نعت شناسی اورصنفِ نعت کے فروغ کے لیے کی جانے والی خدمات کے حوالے سے بہت سی تفصیلات اس کتاب میں شامل ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیائےنعت میں صبیحؔ رحمانی نے اپنی فکر، موضوعات، اسلوب وہئیت، اپنی خوش الحانی، اپنےانتخاب، سوز وگدازاور اپنی ذہانت سے تاریخِ نعت میں وہ کار ہائے نمایاں سر انجام دیے ہیں اورعقیدت و محبت کے وہ چراغ روشن کیے ہیں جن سے ایوانِ نعت تا دیر منور رہے گا۔ صبیحؔ رحمانی کا یہ سفر ہنوز جاری وساری ہے اور ان کے سامنے نعت کی فکری، موضوعاتی اور فنی جہتوں پر کام کے لیے

ایک وسیع کینوس موجود ہے۔

"صبیح رحمانی: شخص و عکس" کو منظرِ عام پر لانے اور منتشر کلام و مواد کو یکجا کرنے میں متعدد احباب کا تعاون مجھے حاصل رہا جس کے لیے میں ان کی شکر گزار ہوں بالخصوص صبیحؔ رحمانی ،ڈاکٹر ابرار عبدالسلام، ڈاکٹر منور ہاشمی ،ڈاکٹر عزیز کی ممنون ہوں جنھوں نے ہر لمحہ اپنے قیمتی مشوروں سے نوازنے کے ساتھ میرا حوصلہ بڑھایا اور ایک اعلیٰ پائے کی کتاب کو منظرِ عام پر لانے کے لیے میرا بھرپور ساتھ دیا۔اس کے ساتھ ہی وائس چانسلر یونیورسٹی آف صوابی محترم پروفیسر ڈاکٹر سید محمد مکرم شاہ کے علمی و ادبی تعاون کی نہایت شکر گزار ہوں کہ انھوں نے نہ صرف میری اس کاوش کو سراہا بلکہ اس کتاب کو یونیورسٹی کی سطح سے شائع کروانے کے لیے میری حوصلہ افزائی کی۔شعبۂ اردو کے تمام اساتذہ کرام و دیگر شعبوں سے ڈاکٹر ساجد حسین اور معاذالدین سب کی نہایت مشکور ہوں جنھوں نے اپنی قیمتی مشوروں سے نوازا۔آخر میں اپنے والدین، بہن بھائیوں اور شاگردوں خاص طور پر پی ایچ ڈی سکالرز ناصر آفریدی، راج محمد آفریدی اور محمد مقصود کے بھر پور تعاون اور دعاؤں پر حرفِ تشکر پیش کرتی ہوں۔اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

ڈاکٹر تحسین بی بی
صدر شعبۂ اُردو،یونیورسٹی آف صوابی
خیبر پختونخواہ،پاکستان

باب اوّل:

صبیحؔ رحمانی: نعت گوئی سے نعت شناسی تک

نوّے کی دہائی کے آغاز میں، اردو شاعری کے افق پر طلوع ہونے والے معدودے چند اور نمایاں تر صاحب طرز نعت گو شعرا میں صبیحؔ رحمانی کا نام بھی شامل ہے جنہوں نے مدحت سرور کونین ﷺ کو اپنا بنیادی شعری وسیلہ ہی نہیں بلکہ فریضہ زندگی تسلیم کیا ہے۔ نعت گوئی کا مقصد عشق رسول ﷺ کا جذبہ، تعلیمات رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ، سنت رسول ﷺ اور رسول ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار ہے جس کا پر چار صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں واضح طور پر ملتا ہے۔

؎ گفتگو خوشبو کے لہجے میں سکھائی آپؐ نے
خار نفرت چن لیے دے کر محبت کا گلاب

معاصر نعت نگاروں میں صبیح رحمانی کو بلند مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ انہوں نے نعت گوئی کو مقصد زندگی تصور کرتے ہوئے۔اسے تیس برسوں کی شبانہ روز محنت سے ادب کے مرکزی دھارے میں شامل کروانے اور بطور صنف سخن منوانے میں کامیاب کوشش کی ہے۔

خاندانی پس منظر

صبیحؔ رحمانی کے آباؤ اجداد کا تعلق حیدر آباد دکن کے سادات گھرانے سے ہے۔ ان کے دادا سید مقبول علی شاہ اور پر دادا سید مجذوب علی شاہ تھے۔ ان کے بڑے بیٹے سید مقبول علی شاہ ہیں، جن کے تین بیٹے سید کریم الدین کمتر، سید اسحاق الدین، سید

سردار الدین، دو بیٹیاں سیدہ اقبال پروین اور سیدہ مصباح ہیں۔ سید کریم الدین کمترؔ ایک کہنہ مشق شاعر تھے۔ ان کے کلام پر مشتمل ایک دیوان شائع ہو چکا ہے۔ان کا ایک شعر ملاحظہ کریں:

؎ کمترؔ کی غزل وقت کے تاروں کی زباں ہے
نقاد بتائیں کہ ادب ہے کہ نہیں ہے
(دیوان کمترؔ)

سید کریم الدین کے تینوں بیٹوں سید سجاد اختر، سید اختر اور اعجاز اختر اور بڑی بیٹی سیدہ شہناز کو بھی اردو ادب بالخصوص شاعری سے خاص لگاؤ تھا۔ سید سجاد اختر اردو کے پروفیسر کی حیثیت سے خدمات سر انجام دیتے رہے ہیں۔ وہ شاعر بھی تھے اور اپنے دور میں مشہور و مقبول بھی رہے۔

تقسیم ہند کے بعد 1958ء میں دکن حیدر آباد انڈیا کے ضلع بیڑ میں حالات کشیدہ ہوئے اور ہر طرف فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ ان حالات میں بہت سے لوگوں نے وہاں سے ہجرت کی۔ اسی دور میں سید کریم الدین کے بھائی سید اسحاق الدین بھی ان سے جدا ہو گئے، اور وہ ہجرت کر کے پاکستان کے شہر کراچی آ گئے۔ یوں ان دونوں بھائیوں کے درمیان سرحدیں کھنچ گئیں۔ زمین کی تقسیم کے ساتھ خونی رشتے بھی تقسیم ہو گئے، اس کا صدمہ سید کریم الدین کمترؔ کو اپنی آخری سانس تک رہا اور ان کی زندگی کا یہ زخم دمِ آخر تک نہ بھر سکا۔

1960ء میں سید اسحاق الدین نے اپنے چھوٹے بھائی سید سردار الدین (پیدائش: 1947ء) اور پھر دونوں بہنوں سیدہ اقبال پروین اور سیدہ مصباح کو بھی

اپنے پاس کراچی بلا لیا۔ سید سردار الدین نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ 19 نومبر 2008ء کراچی میں اُن کا انتقال ہوا۔ دونوں بہنوں کا بھی پاکستان میں انتقال ہوا۔ سیدہ مصباح کی وفات 13 دسمبر 2004ء کو ہوئی اور سیدہ اقبال بانو کی وفات 28 مارچ 2013ء کو ہوئی۔

سید اسحاق الدین کی شادی 1962ء میں عصمت بانو سے ہوئی۔ اللہ نے ان کو تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا کیں۔ ان میں سب سے بڑی سیدہ ثمینہ الماس، سید سمیع الدین، سید صبیح الدین رحمانی، سیدہ سیما اسحاق، سیدہ اسماء اسحاق، سیدہ ریما اسحاق، سیدہ ارم اسحاق اورسید فصیح الدین شامل ہیں۔ سید سمیع الدین کم عمری ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ سید اسحاق الدین نے کراچی منتقل ہونے کے کچھ عرصے کے بعد کراچی یونیورسٹی میں ملازمت شروع کی اور بیس سال پہلے کراچی یونیورسٹی سے اسسٹنٹ کنٹرولر امتحانات کے طور پر ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ سید اسحاق الدین 16 اگست 2019ء بروزِ جمعہ دار فانی سے عالم جادوانی کی طرف کوچ کر گئے۔ ان کی وفات پر امریکہ میں مقیم معروف شاعر تنویر پھولؔ نے قطعاتِ تاریخ بھی کہے

تاریخ ہجری: "اسلوبِ استقامت سید اسحاق الدین" (1440 ہجری)

اے صبیح! اب پھولؔ بھی غمگین ہے اُٹھ گیا سر سے تمہارے سائباں
بارش شفقت رہی تم پر سدا "ابر ادا اسحاق ہیں خلد آشیاں"

تاریخ عیسوی: "حضرت اسحاق دید کُنج فردوس" (2019 عیسوی)

پھولؔ! بے شک تھے وہ مردِ با صفا ہیں صبیح الدین جن کے دل کا لخت
جمعہ کے دن راہِ جنت پر گئے "اوج رَہ اسحاق تھے بیدار بخت"

تعلیم اور عملی زندگی کا آغاز

سید صبیح الدین رحمانی کا قلمی نام صبیح رحمانی اور تخلص صبیحؔ ہے۔ 27 جون 1965ء کو فردوس کالونی، گل بہار کراچی (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حسن پرائمری سکول فردوس کالونی سے حاصل کی۔ 1983ء میں فیڈرل گورنمنٹ اسکول، ناظم آباد چورنگی سے سائنس گروپ میں میٹرک امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ 1985ء میں گورنمنٹ اسلامیہ کالج کراچی سے ایف اے اور 1987ء میں جامعہ کراچی سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ 1998ء میں اسی جامعہ سے ایم اے امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔

صبیحؔ رحمانی نے ملازمت کا آغاز 1983ء میں پاکستان ٹیلی کمیونیکشن کارپوریشن میں بحیثیت ٹیلیفون آپریٹر کیا۔ اس ادارے میں تقریباً (18) اٹھارہ سال وابستہ رہنے کے بعد اس کو خیر آباد کہہ کر ایک نجی ٹی وی چینل (اے آر وائی) میں ریسرچ ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ یہیں بطور سینئر پروڈیوسر بھی اپنی خدمات سر انجام دیں۔ اس شعبے میں صبیحؔ رحمانی نے ایک ماہر و تجربہ کار پروڈیوسر کی حیثیت سے خدمات سر انجام دیں اور بہت جلد ڈائریکٹر پروگرامز اینڈ پلاننگ کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ بعد ازاں انہوں نے ایک نجی ایئر لائن (شاہین ایئر لائن) میں بحیثیت ڈائریکٹر حج ملازمت اختیار کی اور ترقی کے مراحل طے کرتے ہوئے کنٹری ہیڈ سعودی عریبیہ کے منصب پر بھی فائز رہے ہیں۔ آج کل نعت ریسرچ سنٹر کراچی کے بانی و سیکرٹری جنرل کے عہدے پر فائز ہیں، اس کے علاوہ مختلف علمی و ادبی اداروں میں بھی وقتاً فوقتاً اپنی ادبی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

صبیحؔ رحمانی کی شادی، سید ناصر حسین رضوی کی صاحبزادی سیدہ شاہین صبیح سے 1989ء میں کراچی میں طے پائی۔ سیدہ شاہین صبیح کے والد سید ناصر حسین رضوی اور والدہ سیدہ نرگس رضوی، سادات کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سید صبیح رحمانی کے تین بچے ہیں، دو بیٹے اور ایک بیٹی۔ بڑے بیٹے کا نام 'سید سرمد صبیح اور چھوٹے کا نام 'محمد تابش صبیح' ہے، بیٹی 'سیدہ اُم ایمن' ہیں۔ "سید سرمد صبیح" کمپیوٹر سائنس میں گریجویٹ ہیں اور آج کل بطور سافٹ وئیر انجینئر ایک امریکی سافٹ وئیر کمپنی سے وابستہ ہیں۔ سید محمد تابش صبیح نے ایم اے انگلش کیا ہے اور آج کل ایک نجی ائیر لائن کے شعبہ سیلز میں ملازمت کر رہے ہیں۔ صبیح رحمانی کے دونوں بیٹے شادی شدہ ہیں اور ایک ایک بچے کے باپ بھی۔ "سیدہ اُمِ ایمن" نے جامعہ کراچی سے سوشل سائنسز کے شعبے کریمینالوجی میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔ رئیس یوسف سے شادی کے بعد آج کل وہ برطانیہ میں مقیم ہیں۔

فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی

صبیحؔ رحمانی کو نعتیہ شاعری کا شوق بچپن سے ہی تھا اور ان کی محبوب صنف اردو نعت ہے۔ اردو ادب میں ان کی پہچان بطور نعت گو و نعت شناس کی ہے۔ وہ کسی صلے کی پروا کیے بغیر بڑی سنجیدگی سے نعت نگاری کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ ان کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو عشق رسول ﷺ ہے، حضور ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت ان کے حرف حرف سے ظاہر ہوتی ہے۔ حضور ﷺ سے عشق مسلمانوں کے ایمان کی نشانی ہے۔ لیکن اس عشق کا اظہار صبیحؔ رحمانی نے اس طرح کیا ہے کہ جس کو پڑھ کر بندے پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ وہ جدید نعت گو شعرا کے اس کارواں میں شامل ہیں جن کا تخیل، فکر اور جذبہ و خیال انفرادیت کے حامل ہیں۔ نعتیہ ادب کے حوالے سے ان کی ہر کاوش ان کے وسعت مطالعہ اور فکری و فنی ریاضت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نعتیہ شاعری سے گہرے شغف کا سبب گھریلو ماحول اور عشق رسول ﷺ کا دلی جذبہ اور سیرت رسول ﷺ سے گہری وابستگی ہے۔ نعت نگاری کی طرف ان کی طبیعت بچپن ہی سے مائل تھی۔ اس حوالےسے حفیظ تائب کہتے ہیں کہ:

> میں تو ابھی تک حیران ہوں کہ یہ نوجوان اتنی تھوڑی عمر میں رسالت مآب ﷺ کے عشق و ادب سے کیسے آشنا ہوا۔ اس کے جذبے کن سعید فضاؤں میں پلتے رہے اور وہ اس قدر حرف شناس کیونکر ہوا کہ اتنے ارفع جذبوں کو زبان دے سکے۔ وہ تو پوری معصومیت سے کہتا نظر آتا ہے:
>
> ؎ خدا ہی جانے ہمیں کیا خبر کہ کب سے ہے
> جو اُن کے ذکر کا رشتہ ہمارے لب سے ہے

صبیحؔ رحمانی نعت گوئی کی طرف کسی خارجی دباؤ، تحریک یا ماحولیاتی اثر کے تحت نہیں آئے بلکہ ان کے دل کی پکار نے انہیں اس طرف متوجہ کیا۔ صبیحؔ رحمانی نے نعت خوانی کا آغاز 1973ء میں کیا، جس وقت وہ پرائمری جماعت کے طالب علم تھے۔ اسی زمانے میں سکول اور دیگر جگہوں پر نعت خوانی کے مقابلوں میں ان کی شرکت یقینی ہوتی تھی۔ پہلے مقابلہ نعت خوانی میں صبیحؔ رحمانی نے جو نعت پڑھی وہ مشہور شاعر قیوم نظر کی تھی۔ مطلع ملاحظہ فرمائیں:

؎ تم قبلۂ دل تم کعبۂ جاں، اب اس کے سوا کیا عرض کروں
تم واقفِ رازِ دردِ نہاں اب اس کے سوا کیا عرض کروں

1983-84ء میں انہیں ریڈیو پاکستان کے نعتیہ پروگراموں میں شرکت کا موقع ملا۔ یہاں معروف شاعر و گلوکار مہدی ظہیر نے صبیح رحمانی کی صلاحیتوں کا اندازہ لگاتے ہوئے ان کو مشوروں اور سر پرستی سے نوازا۔ یہی وہ دور ہے جب ان میں نعت خوانی کے ذوق نے تخلیقِ نعت کی طرف مراجعت کی۔ اس وقت ساتویں جماعت میں تھے جب پہلا نعتیہ شعر کہا۔

؎ بند آنکھوں سے طیبہ نظر آ گیا
میں کہاں سے چلا تھا کدھر آ گیا

صبیحؔ رحمانی نے میٹرک کے زمانےسے نعتیہ شعر کہنا شروع کر دیئے تھے لیکن کالج کے دورمیں ان کی نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ان کی پہلی مقبول نعت جو ان کی پہچان و انفرادیت کا حوالہ بنی، اس کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں:

حضورؐ! ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے
ملے مجھے بھی زبان بوصیریؒ و جامیؒ
مرا کلام بھی مقبول عام ہو جائے

1991-92ء کے دوران شیخ محمد الٰہی نے ایس۔ٹی۔این پرائیویٹ ٹی وی چینل پر ایک نعتیہ مشاعرے کا اہتمام کروایا جس میں صبیحؔ رحمانی بطور نعت گو اور نعت خواں شریک ہوئے۔ اس مشاعرے میں انہوں نے اپنا نعتیہ کلام مترنم آواز میں اس طرح

پیش کیا کہ ان کی شہرت کو پر لگ گئے۔ اس مشاعرے میں پیش کی جانے والی نعت بہت مشہور و مقبول ہوئی۔ مطلع ملاحظہ فرمائیں:

؎ کوئی مثل مصطفیؐ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا
کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا

صبیحؔ رحمانی کو اس کامیاب نعتیہ مشاعرے کے بعد ایس۔ٹی۔این ٹی وی چینل والوں نے اپنے سٹوڈیو آنے کی دعوت دی اور ان کی مشہور چار نعتیں ان کی آواز میں نشر کیں، یوں صبیحؔ رحمانی کا نعتیہ کلام مقبولِ عام ہوا اور مختلف چینلز کی نشریات میں باقاعدہ شرکت کرنے لگے۔ اب تو کوئی بھی نعتیہ پروگرام ان کی شرکت کے بغیر ادھورا لگتا ہے۔ ٹیلی وژن کے مشاعروں میں ان کو خصوصی طور پر شرکت کرنے اور اپنا نعتیہ کلام پیش کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ رمضان المبارک کے افطاری و سحری کے پروگراموں میں بھی ان کی شرکت ضروری سمجھی جاتی ہے۔

صبیحؔ رحمانی کو پہلی بار جب پی ٹی وی مشاعرہ میں شرکت کا موقع ملا، جس میں جمیل الدین عالی، اقبال عظیم،حنیف اسعدی، تابش دہلوی، سحر انصاری وغیرہ جیسے بڑے شعرا بھی شامل تھے، تو ان کے نعتیہ کلام کو بہت سراہا گیا۔

محمد قمر خان رحمانی، چیئر مین گل بہار نعت کونسل ٹرسٹ پاکستان، وہ شخصیت تھے جنہوں نے نعت خوانی کے میدان میں ان کی تربیت بھی کی اور حوصلہ افزائی بھی، انہی نے نعت خوانی کے اسرار و رموز کی بھی پہچان کروائی۔ ان کے علاوہ صبیحؔ رحمانی کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں کئی دیگر علمی، ادبی، سماجی اور روحانی شخصیات کا بڑا کردار رہا ہے جن میں اقبالؔ قادری مرحوم، سید معراج جامی، نیّر مدنی، وفاؔ کانپوری، شریف امروہوی، عبد الوحید تاج کے نام سرفہرست ہیں۔

ہمہ جہت شخصیت

اللہ تعالیٰ نے صبیحؔ رحمانی کو دورِ شباب ہی میں نعتیہ پیکر تراشنے اور درود و سلام بحضور سرورِ کائنات ﷺ پیش کرنے کی فنی و فکری بصیرت عطا کی تو دوسری طرف ان کے حضور ﷺ سے والہانہ عشق نے ان کو تخلیقی، تہذیبی، شعوری، روحانی اور وجدانی کیفیات سے سرفراز کیا، یوں صبیحؔ رحمانی جلد ہی نعت کے ان سفیروں میں شامل ہو گئے جن کا دامنِ دل محبتِ سید کونین ﷺ سے معمور اور عقیدت و محبتِ سیدِ ابرار ﷺ کے کیف و سرور سے لبریز ہے۔ یہی عقیدت و محبت اور کیف و سرور سید مکی و مدنی ﷺ کی نعت میں فن کو تازگی اور تاثیر عطا کرتا ہے۔

؎ قلم خوشبو کا ہو اور اس سے دل پر روشنی لکھوں
مجھے توفیق دے یا رب کہ میں نعتِ نبیؐ لکھوں

قدرت نے صبیحؔ رحمانی کو ایک طرف خوب صورت لحن سے نوازا تو دوسری طرف ان کو خداد داد شعری صفات اور تکلم و ترنم کی صلاحیتیں بھی ودیعت کر دیں۔ وہ جب نعت پڑھتے ہیں تو محافل میں ایک سماں بندھ جاتا ہے، نعت کہتے ہیں تو کیف و مستی، فکر و نظر سے مزین ہوتی ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی نعتوں کی انفرادی خصوصیت اُن کے لہجے کی تازگی، مضمون کا اچھوتا پن اور انداز کی خوب صورتی ہے۔ بقول سرشار صدیقی:

"نعتیں سننا، نعتیں سنانا، نعتیں لکھنا، نعتیں جمع کرنا، نعتیں شائع کرنا، نعتوں پر گفتگو کرنا، نعتوں کی فضا میں سانس لینا، نعتوں کی سر مستی میں زندہ رہنا، نعت سوچتے ہوئے سونا، اور نعت گنگناتے ہوئے بیدار ہونا، ایسی کیفیاتِ سعادت ہیں جو کسی کسی کے نصیب کا حصہ ہوتی ہیں اور صبیحؔ رحمانی خوش

قسمت ہیں کہ انہیں یہ اُسلوبِ حیات ان کے خلوصِ مدحت کی قبولیت کے صلے میں عطا ہوا ہے۔"

صبیحؔ رحمانی ایک وہبی اور فطری نعت گو شاعر ہیں۔ وہ اپنے علم و فضل اور سچے جذبے کے تحت عقیدت اور ارادت سے نعت گوئی و نعت خوانی کرتے ہیں۔ ان کے ذوق و شوق کا یہ عالم ملاحظہ کیجیے:

ے قلم کی پیاس بجھتی ہی نہیں مدح محمدؐ میں
میں کن لفظوں میں اپنا اعتراف تشنگی لکھوں

صبیحؔ رحمانی کی شخصیت جاذبِ نظر اور سادگی کا مرقع ہے۔ وہ سادہ مزاج ہیں لیکن ذہنِ رسا کے مالک بھی ہیں، محنت و مشقت، سادگی، صداقت، شرافت، خود داری، اخوت و بھائی چارہ اور قلم سے محبت ان کی شخصیت کے دلآویز پہلو ہیں۔ صبیحؔ رحمانی ایک حساس اور درد مند دل رکھنے والے نعت گو شاعر ہیں، وہ عصرِ حاضر کی ناہمواریوں پر رنجیدہ خاطر بھی ہیں اور انسانی درد و غم کو مسرتوں میں بدلنے کے خواہش مند بھی۔ ان کی شخصیت کے حوالے سے ڈاکٹر محمد اسماعیل آزادؔ فتح پوری ایڈوکیٹ اپنی کتاب بعنوان "ہند و پاک کی اردو نعتیہ شاعری (تقسیم سے اب تک)" میں لکھتے ہیں:

"حضرت علامہ صبیحؔ الدین رحمانی کی شخصیت، وہ لا جواب شخصیت ہے جو اعلیٰ صفات کی حامل شخصیت کہی جا سکتی ہے۔ موصوف ایک فرد نہیں بلکہ اپنے میں بہت حد تک لا جواب اور لاثانی اعلیٰ صفات رکھتے ہیں اور اس طرح وہ ایک انجمن کے خصائص کے مالک ہیں۔"

غرض صبیحؔ رحمانی ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ نہ صرف نامور نعت گو و نعت

خواں ہیں بلکہ ایک با عمل انسان بھی ہیں، ان کی زندہ دلی، نرم خوئی، خوش مزاجی اور خوش گفتاری ان کی شخصیت کو ہر دل عزیز بناتی ہیں۔ صبیحؔ رحمانی ایک درویش صفت انسان بھی ہیں۔ شہرت کے حصول سے بے نیاز اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دینا، محافل نعت میں با ادب بیٹھنا، ہمیشہ وقت کی اہمیت کو پیش نظر رکھنا، حرمین طیبین کے ذکر پر بے ساختہ آبدیدہ ہو جانا، والدین کے خدمت گزار بہن بھائیوں، اہل و عیال اور اپنے دوست و احباب کا ہمہ وقت دھیان رکھنا وہ اوصاف ہیں جو کہ پہلی ملاقات ہی میں ہر شخص کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں، چاہے وہ شخص نعت کی دنیا سے تعلق رکھتا ہو یا زندگی کے کسی دوسرے شعبے سے، ان سے مل کر سب کو اپنائیت کا احساس ہوتا ہے۔ بقول راجا رشید محمود:

> "صبیحؔ رحمانی نعت سے منسوب جس شخص سے ملتا ہے، اسے اپنائیتوں کے حصار میں لے لیتا ہے۔ میں اس کی شخصیت سے بھی متاثر ہوں اور اس کے فن سے بھی اور فن کے ساتھ اخلاص سے بھی۔"

صبیحؔ رحمانی بڑے خوش نصیب شاعر ہیں جن کا قلب و ذہن کم عمری ہی میں عشقِ رسول ﷺ سے منور و معطر ہو گیا۔ ان کا پورا کلام اسی عشقِ رسول ﷺ سے لبریز ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو جتنی جلدی اور جس عقیدت و موّدت کے ساتھ اس مقدس فریضے کے لیے وقف کیا ہے، اس کی توفیق عصرِ حاضر کے شاید ہی کسی صاحبِ علم کو نصیب ہوئی ہو۔

وفورِ حرف کا ورثہ

صبیحؔ رحمانی نے ایک طرف معاصر شعرا سے اکتساب فیض کیا تو دوسری طرف کلاسیکی ادب سے توانائی حاصل کی۔ معاصر شعرا میں حافظ مظہرؔ الدین، حفیظ تائبؔ،

ریاض مجیدؔ شامل ہیں اور کلاسیکل میں محسن کاکورویؔ وہ شاعر ہیں جن کی تخلیقی حسیت صبیحؔ رحمانی کی شاعری میں جلوہ گر نظر آتی ہے۔

نعت کو ادب میں بطور موضوع متعارف کروانے والے شعرا کی صف میں صبیحؔ رحمانی کا نام بھی شامل ہے جو ادبی خلوص و عقیدت، شاعرانہ سچائی اور تخلیقی لطافت سے سرشار، شب و روز خدمتِ نعت میں مصروف ہیں۔ ان کے نعتیہ فکر و فن میں جدت پسندی، عقیدت کی انتہا، داخلی و خارجی جمالیاتی قدریں، اثر آفرینی اور خلاّقانہ قوت کے خوب صورت استعمال نے انہیں فنِ نعت نگاری میں ایک اعلیٰ مقام و مرتبہ تک پہنچایا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے اپنی زندگی کے تمام تر تخلیقی جذبے اور صلاحیتیں فروغ نعت کے لیے وقف کر دی ہیں اور اس پر وہ بارگاہِ خداوندی میں ہدیہ شکر بجا لاتے ہوئے کہتے ہیں:

؎ میرے فکر و فن کا میری زیست کا
نعت عنواں ہے خدا کا شکر ہے

حرفِ دعا

صبیحؔ رحمانی نے مدحت سرور کونین ﷺ کو اپنا بنیادی شعری وسیلہ ہی نہیں فریضۂ زندگی قرار دیا ہے۔ رسولِ کریم ﷺ سے دلی وابستگی کے اس جذبۂ عقیدت و ارادت کی ہمہ پہلو خدمت اور دہر میں ہر سمت اُجالا کرنے کے مصطفائی ﷺ جذبے کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے جس سفر کا آغاز اکیلے کیا بہت جلد کارواں کی صورت اختیار کر گیا۔ صبیحؔ رحمانی وہ واحد نعت نگار ہیں جن کے نعتیہ فن کی طرف راغب ہونے کی وجہ کوئی خارجی دباؤ، ماحول یا تحریک نہیں ہے بلکہ ان کی دلی بے چینی اور

جذبہ عشق رسول ﷺ سے وابستگی ہے۔ اسی جذبے اور خلوص نے ان کے فن کو انفرادیت کے ساتھ مقبولیت کا شرف بھی بخشا۔ ان کے فن کا اعتراف مشفق خواجہ نعتیہ مجموعہ ”خوابوں میں سنہری جالی ہے“ کے فلیپ میں، ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”نعت صبیحؔ رحمانی کے حق میں حرفِ دُعا ثابت ہوئی ہے۔“

صبیحؔ رحمانی نعت نگاری کے حوالے سے اپنی ایک الگ پہچان اور حوالہ رکھتے ہیں۔ دل نشیں آواز، دل ربا اندازِ بیاں، نعت کے تقدس کا خیال، سر شاری اور حاضری و حضوری کی جو کیفیات صبیحؔ رحمانی کو عطا ہوئیں ہیں، وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہیں اور یہ سب ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا ایک خاص انعام ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے نہایت عمدہ سادہ اور سہل الفاظ میں لوگوں تک اپنا پیغام اور اپنے جذبات کو پہنچایا ہے۔ وہ فطری نعت گو شاعر ہیں جن کو فنی مہارت و صلاحیت خداتعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوئی۔ اسی فطری جذبے اور عقیدت و ارادت سے وہ نعت کے سفیر بنے ہوئے ہیں۔

صبیحؔ رحمانی نعت گو شاعر کے ساتھ ساتھ نعت خواں بھی ہیں۔ نعت گوئی کے میدان میں ان کو اعلیٰ اور بلند مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے نعت، رسول ﷺ کے عشق اور رنگ میں ڈوب کر لکھی اور کہی ہے۔ بہت کم شعرا ایسے ہیں جنہوں نے نعت نگاری ہی کو اپنا مقصد شاعری تصور کیا ہے۔ ان کی تمام تر صلاحیتیں اور کاوشیں صرف اور صرف نعت کے لیے ہی ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے نعتیہ صنف سے متعلقہ تمام مروج موضوعات پر شعر کہے ہیں۔ محمد محبوب اپنےمرتّبہ مجموعہ ”سرکار ﷺ کے قدموں میں“ کی ”عرض مرتب“ میں صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے نعتیہ فن کی داد دیتے ہوئے لکھتےہیں:

> دربارِ رسالت ﷺ میں ان کے کلام کو ضرور پذیرائی حاصل ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام زبان زدِ خاص و عام ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے نہ صرف نعت گوئی و نعت خوانی کی ہے بلکہ ترویجِ نعت کو با قاعدہ ایک تحریک کی صورت عطا کی ہے۔(۴)

انہوں نے صفات و فضائل محمد ﷺ عقیدت اور محبت سے بیان کیے ہیں اور دعا و استغاثہ کو بھی سامنے رکھا ہے۔ اسوۂ پاک پر بھی نہایت باریک بینی سے روشنی ڈالی ہے، ان کے ہاں تاریخی واقعات کی طرف بھی تفصیلی اشارے ملتے ہیں۔ انہوں نے جدید ادبی رجحانات کے پیش نظر حیات و کائنات کے مسائل، گرد و پیش کی زندگی کے حقائق اور عصری حسیت کو اپنی نعت سے ہم آہنگ کر کے اہم کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ انہوں نے نعت کے پیرائے میں حیاتیاتی و نفسیاتی حقائق کی ترجمانی نہایت عمدگی سے کی ہے۔ انہوں نے اپنے آپ سے عہد کیا ہوا ہے کہ تا دم زیست اپنی تمام تر تخلیقی لیاقت کا مرکز و محور اور نصب العین نعت گوئی کو قرار دیں گے جس کا اظہار وہ اپنے اشعار میں بھی کرتے رہتے ہیں:

ؔ میری زندگی کی کتاب میں سبھی حرف نعت کے حرف ہوں
اسی ذکر و فکر میں ہوں بسر، مرے ماہ و سال مرے نبیؐ

> نعت لکھنے کے لیے کس ذوق و شوق اور عشق کی شدت درکار ہوتی ہے، اس کا اندازہ صبیحؔ رحمانی کی نعتیں پڑھ کر بہ خوبی ہو جاتا ہے۔ ان کی نعت کا ڈکشن بھی جدیدیت اور تازگی سے مزین ہے۔ صبیحؔ رحمانی ادبی خلوص، شاعرانہ سچائی اور تخلیقی لطافت کے ساتھ نعت گوئی میں مصروف ہیں۔

صبیحؔ رحمانی نے نعتیہ شاعری کو محفلوں کی لحاتی فضا سے نکال کر ادب کی آفاقی

جہتوں سے ہمکنار کیا اور نعتیہ ادب میں نعت خوانی و نعت شناسی اور نعتیہ تحقیق و تنقید، تدوینِ نعت، تحریکِ نعت، ترویج نعت، تنویرِ نعت اور تشہیرِ نعت کے لیے بے مثال خدمات سر انجام دے کر ایک منفرد مثال قائم کی ہے۔ نعت گوئی، نعت خوانی، نعت ریسرچ سنٹر، نعتیہ کتب کی اشاعت، نعتیہ رسائل و جرائد کی اشاعت بین الاقوامی طور پر فروغ نعت کے لیے تنظیم سازی ان کی پہچان اور انفرادیت کے بڑے حوالے ہیں۔

نعت گو

صبیحؔ رحمانی، جنہوں نے اپنی تمام تر قوت و صلاحیت دنیائے نعت کی ترویج و اشاعت میں صرف کر دی، نعت کے میدان میں ایک الگ راہ کا انتخاب کیا جس میں وہ بہت کامیاب رہے۔ صبیحؔ رحمانی وہ سفیر عشق رسول ﷺ ہیں جنہوں نے دُنیا کے مختلف حصوں کے مسلمانوں کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ سے محبت اور عقیدت کا چراغ روشن کیا۔ صبیحؔ رحمانی ایک صاحبِ علم، خوش آواز اور خوش الحانی کے ساتھ ساتھ اچھی سوچ اور گداز قلب رکھنے والی شخصیت بھی ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام کو اُن کی دل نشیں آواز کی وجہ سے ایک منفرد پہچان ملی۔ اس حوالے سے جاذب قریشی اپنے مضمون "جنت کا گلاب" مشمولہ "نعت کے جدید رنگ" میں لکھتے ہیں:

> "صبیحؔ رحمانی نعت خواں بھی ہیں اور نعت گو بھی ہیں، میرے خیال میں صبیح کی ان دونوں شخصیتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ دونوں کا راستہ محبوب خدا کی محبتوں اور عقیدتوں کی سمت جاتا ہے اس طرح یہ دونوں مل کر ایسی وحدت بن سکتے ہیں جو توانا اور منفرد کہلا سکیں۔"

صبیحؔ رحمانی نےاپنی نعت کے ذریعے عاشقانِ رسول ﷺ کی تربیت بھی کی اور

سامعین کی ذہن سازی بھی۔ نعت نگاری کی ترویج و ترقی کے لیے ان کی کوشش سے وہ کلام جو کئی دہائیوں سے بھلا دیا گیا تھا، اسے دوبارہ محفلوں میں پیش کیا جانے لگا، یوں نعتیہ ادب کے سرمائے میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا۔

صبیحؔ رحمانی کی شاعری میں اصناف سخن اور موضوع سے ان کی گہری وابستگی نمایاں ہے۔ انہوں نے تمام اصناف سخن میں مہارت کے ساتھ شعر کہے ہیں۔ ان کا ہر شعر کمال بندگی اور عشق رسول ﷺ کو نہایت خوب صورتی سے اور تمام تر تفصیلات سے بیان کرتا ہے۔ ان کے ہاں نعتیہ شاعری کے تمام اوصاف کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے مسرور احمد زئی اپنے مضمون "نعت رنگ اور صبیحؔ رحمانی" میں لکھتے ہیں:

> "صبیحؔ رحمانی کا مشغلہ بھی "نعت گوئی" ہے تو پھر اس شغل کی فضیلت، برکت، رحمت اور فضیلت کا اندازہ کرنا کتنا مشکل ہے کہ اللہ پاک نے صبیحؔ کو اپنا ہم شغل بنا لیا۔" (مجلہ "ثنا خوانِ محمد" صفحہ:58)

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام میں قافیہ و ردیف کے التزام کے ساتھ ساتھ ترنم اور روانی بھی موجود ہے اور فکر و خیال کی تازگی کے ساتھ بیان کی خوب صورتی بھی۔ صاحبزادہ تسلیم احمد صابریؔ اپنے مضمون میں صبیحؔ رحمانی کے فنِ نعت گوئی کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

> "صبیحؔ رحمانی صاحبِ طرز نعت گو شاعر ہے۔ اس کے ہاں ندرتِ خیال اور اندازِ بیاں کا ایسا حسین امتزاج ہے کہ سُننے اور پڑھنے والا بے ساختہ پکار اُٹھتا ہے کہ یہ تو میرے دل کی آواز تھی۔"

(مضمون: خیال کی خوشبو۔ صفحہ:20)

صبیحؔ رحمانی کی نعت، زبان و بیان، اسلوب اور فکر و فن کی بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ وہ اپنے علم و فضل اور سچے جذبے کے تحت عقیدت اور ارادت سے نعت نگاری کرتے ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام کی مقبولیت و شہرت کو دیکھ کر یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ صبیحؔ رحمانی گویا نعت گوئی ہی کے لیے وقف ہو گئے ہیں۔

؎ میں ہوں وقفِ نعت گوئی، کسی اور کا قصیدہ
مری شاعری کا حصہ کبھی تھا نہ ہے، نہ ہو گا

نعت خواں

دنیائے نعت میں صبیحؔ رحمانی کی شناخت کا ایک بڑا حوالہ ان کی نعت خوانی ہے۔ انہوں نے نہ صرف نعتیں لکھی ہیں بلکہ اپنی نعتوں کے ساتھ ساتھ دوسرے معروف شعرا کے نعتیہ کلام کو بھی اپنی خوب صورت آواز میں پیش کیا اور مختلف محافلِ نعت میں بہت پذیرائی حاصل کی۔ صبیحؔ رحمانی کی خوب صورت آواز کی وجہ سے جہاں بہت سی محفلیں روشن ہوتی ہیں، وہیں سامعین کے دل بھی شاد و آباد ہوتے ہیں۔ رئیس احمد اپنے مضمون ”دنیائے نعت کی عہد ساز شخصیت“ مشمولہ ”یہ روح مدینے والی ہے“ میں لکھتے ہیں:

”دنیائے نعت میں سید صبیحؔ رحمانی نے اپنی فکر، اپنی آواز، اپنی خوش الحانی، اپنے انتخاب اور سوز و گداز سے عقیدت و محبت کے وہ چراغ روشن کیے ہیں جن کی روشنی ان شاء اللہ صدیوں پر محیط رہے گی۔“

صبیحؔ رحمانی نے اوائل عمری سے ہی نعت خوانی کا آغاز کر دیا تھا۔ اس میدان میں ان کے استاد محمد قمر خان رحمانی چیئر مین گل بہار نعت کونسل ٹرسٹ پاکستان تھے،

جنہوں نے ان کی تربیت کے ساتھ ساتھ بھر پور حوصلہ افزائی بھی کی اور نعت گوئی و نعت خوانی کے اسرار و رموز سے متعارف بھی کرایا۔ پروفیسر قیصر نجفی اپنے مضمون ”صبیحؔ رحمانی .... نعت خوانی سے نعت گوئی تک“ میں لکھتے ہیں کہ:

”نعت خوانی نے صبیحؔ رحمانی کو نعت کے ان رموز کی آگہی بخشی ہے، جو کسی طرح بیان نہیں ہو سکتے، بلکہ صرف محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ ان کی نعت گوئی کی تمام خصوصیات، خاص کر منفرد نوعیت کی وضع کردہ زمینیں، تراکیب و مرکبات لفظی ہیئت اور فارم کا تنوع، حفظِ مراتب، غنائیت، مضمون آفرینی، تکرار الفاظ، اُسلوب کی تازہ کاری اور سب سے بڑھ کر اثر انگیزی نعت خوانی ہی کی مرہونِ منت ہیں۔“(مجلّہ: ثناء خوانِ محمدؐ۔ صفحہ 12)

صبیحؔ رحمانی کو خوب صورت لحن، قدرت کی طرف سے ودیعت ہوا، جس کی بدولت انہوں نے بہت جلد ایک کامیاب نعت خواں کی حیثیت سے شہرت و مقبولیت حاصل کی۔ صبیحؔ رحمانی نے 1973ء میں پرائمری جماعت سے نعت خوانی کا آغاز کر دیا تھا۔ اس دور میں سکول کے نعت خوانی کے مختلف مقابلوں اور پروگراموں میں حصہ لیتے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کی جو پہلی نعت پڑھی وہ یہ تھی:

”تم قبلۂ دل تم کعبۂ جاں، اب اس کے سوا کیا عرض کروں“

صبیحؔ رحمانی نے مختلف محافل میں اپنی آواز کے جادو سے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس حوالےسے انہیں جناب مہدی ظہیر کی حوصلہ افزائی و رہنمائی حاصل رہی۔ انہوں نے با قاعدہ طور پر ریڈیو کے نعتیہ پروگراموں میں شرکت کر کے سرکار مصطفیٰ ﷺ کی ثنا خوانی کا اعزاز حاصل کیا اور بہت جلد صفِ اوّل کے شعرا اور نعت خوانوں میں

شامل ہو گئے۔ بقول سید مصطفیٰ کمال:

"صبیحؔ رحمانی اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوب صورت آواز کے ساتھ ساتھ نعت کہنے کی توفیق بھی عطا کی ہے اللہ رب العزت کے اس خصوصی کرم کے باعث صبیحؔ رحمانی نعت گوئی اور نعت خوانی میں اپنی علیٰحدہ شناخت کے حامل ہیں۔" (مجلّہ: ثناء خوانِ محمدؐ۔ صفحہ 39)

صبیحؔ رحمانی عہدِ حاضر کے وہ خوش بخت نعت نگار ہیں جو معبودِ برحق کے خاص کرم اور محبوبِ الٰہی ﷺ کی نگاہِ رحمت سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ جذبۂ عشق رسول ﷺ سے سرشار جب یہ سخن ور مختلف محافل میں شرکت کرتے ہیں تو محفل میں موجود سامعین پر وجد طاری کر دیتے ہیں۔ اس صورتحال کے حوالے سے پروفیسر حسن اکبر کمال لکھتے ہیں کہ: "صبیحؔ رحمانی نہ صرف ایک خوش فکر اور تازہ کار نعت گو ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خوش الحانی کے وصف سے بھی نوازا ہے اور اس درجہ نوازا ہے کہ جب صبیحؔ رحمانی اپنی سادہ و پُرکار، حُبِ سرکار ختمی مرتبت ﷺ سے معمور نعتیں ایک عالمِ کیف و عقیدت میں پڑھنا شروع کرتے ہیں تو سامعین پر وجد آفریں کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ہر آنکھ اشکبار اور ہر روح سرشار، رحمت کی حقدار ہو جاتی ہے۔" (مجلّہ: ثناء خوانِ محمدؐ۔ صفحہ 15)

صبیحؔ رحمانی کے فنِ نعت خوانی کے حوالے سے صہبا اختر لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی اپنی خوش الحانی اور نعت گوئی کے اعتبار سے "مدینہ سامانی" اور طرفہ بیانی کے آئینے میں میرے لیے کمال حیرانی کا باعث تھا اور رہے گا

.... وہ فطرتاً نعت خواں بھی ہیں اس لیے ان کی شاعری میں" غنائیت "بطور خاص گنگناتی محسوس ہوتی ہے۔ انہوں نے بیشتر نعتوں میں بڑے مترنم لہجے میں نغمگی کے ساتھ شعر کہے ہیں۔" (جادۂ رحمت کا مسافر۔ صفحہ 128)

نعت شناس

صبیحؔ رحمانی نعت نگاری کے ظاہر ہی نہیں بلکہ اس کے حقیقی جوہر کے شناسا بھی ہیں، نعتیہ شاعری صرف الفاظ کے جوڑنے اور جملے مکمل کرنے کا نام نہیں بلکہ اس کے لیے صادق جذبہ، شاداب روح اور گداز قلب کی ضرورت ہے۔ نعت ایک صنف شعر ہے جو لفظوں کو جوڑنے کا فن ہی نہیں بلکہ لفظوں کی تخلیقی پیش کش بھی ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام کا ایک ایک لفظ دل میں اترتا معلوم ہوتا ہے۔

؎ طاق مدحت میں جل رہے ہیں صبیحؔ
گل نہ ہوں گے مری نوا کے چراغ

صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری کی ابتدائی کوششوں سے لے کر نعت ریسرچ سنٹر کے قیام تک علمی و ادبی، شعری اور نعتیہ تحقیق و تنقید کے حوالے سے خدمات ایسی ہیں کہ جنہیں پوری دنیا میں نعتیہ ادب میں بیش بہا اضافے کے طور پر سراہا گیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی تالیفات، نعتیہ تحقیق و تنقید، مختلف کتب پر فلیپ ان کو بطور نعت شناس بھی متعارف کرواتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی بہت سے کتابی سلسلوں اور نعتیہ جرائد و رسائل کی سرپرستی ان کی نعت شناسی کا ایک بہت بڑا حوالہ ہے۔

صبیحؔ رحمانی نعت کے کسی ایک پہلو ہی نہیں بلکہ اس کے متعدد پہلوؤں کو مختلف

زاویوں سے سامنے رکھ کر اس کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشاں ہیں۔ انہوں نے اپنی تنظیمی مصروفیات کے ساتھ ادارتی خدمات بھی نہایت خوش سلیقگی سے سر انجام دیں۔ وہ ہر میدان میں تحرک پسند ہیں، اس لیےان کی نعتیہ خدمات میں بھی اس کا رنگ و آہنگ نظر آتا ہے۔ انہوں نے "اقلیم نعت" و "نعت ریسرچ سنٹر" میں اپنی سرکردگی میں بہت سی کتابیں شائع کروائی ہیں جن میں نعتیہ مجموعے، نعتیہ تنقید و تحقیق اور مختلف رسائل و جرائد شامل ہیں۔ انہوں نے پہلی دفعہ نعتیہ تخلیقی دانش کو سامنے لا کر اور دنیا کے سارے نعت گو شعرا کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کا سہرا اپنے سر سجایا ہے۔

صبیح رحمانی نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، یو کے، کینیڈا اور انڈیا کے بانی ہیں۔ ان کی شعری، علمی، تحقیقی اور ادارتی صلاحیتوں کا اعتراف ادبی دنیا کی مقتدر شخصیات، اہلِ قلم، صاحبان نقد و نظر نے نثر و نظم کی صورت میں کیا ہے۔ صبیح رحمانی نے نعت کے فروغ کے لیے دن رات مسلسل محنت اور لگن کے ساتھ جس تحریک کا آغاز "نعت رنگ" کے ذریعے کیا، اس کا دائرہ پوری دنیا تک پھیل چکا ہے۔ انہوں نے "نعت رنگ" میں نعت کے تنقیدی اور تحقیقی دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھ کر اس کتابی سلسلے کو کامیابی کی منزل تک پہنچایا ہے۔

نعتیہ ادب میں تنقید و تفہیم کی بابت صبیح رحمانی کے وہ فنی جوہر کھلے جن سے کئی جہتیں آشکارا ہوئیں۔ مخصوص اندازِ فکر ان کے تنقیدی و تحقیقی مضامین میں جھلکتا ہے۔ وہ نعت کے منجھے ہوئے شاعر، نقاد اور قد آور محقق بھی ہیں۔ ان کے دو شعری مجموعے منظرِ عام پر آ چکے ہیں یہ شعری مجموعے کلیات کی صورت میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی

نعتیہ تنقید و تحقیق اور تدوین کی بے شمار کتب بھی شائع ہو چکی ہیں جن میں چھے انتخاب اور گیارہ نثری تالیفات و مرتّبہ کتب شامل ہیں۔ انہوں نے مختلف شعری مجموعوں اور تنقیدی کتب کے دیباچے، مقدمات، مضامین اور فلیپ لکھے ہیں۔ نعت کے فروغ کی سعیِ پیہم کا اندازہ ان کی ادارتی خدمات سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

نعتیہ شعری مجموعے:

☆ نعتیہ مجموعہ "ماہ طیبہ" نظامی اکیڈمی، کراچی 1989ء

☆ نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" ممتاز پبلشرز، کراچی 1993ء

صبیحؔ رحمانی کے انتخاب، تالیفات اور مرتّب کردہ کتب:

شعری انتخاب:

☆ ایوان نعت (نعتیہ انتخاب) اقلیم نعت، کراچی، 1993ء

☆ جمال مصطفیٰؐ (نعتیہ انتخاب)، فرید پبلشرز، کراچی، 1993ء

☆ گیارہ انتخابِ نعت (نعتیہ انتخاب)، مکتبہ ممتاز، کراچی، 1994ء

☆ کوئے مصطفیٰؐ (نعتیہ انتخاب)، کنگ پبلشرز، اردو بازار کراچی، 1994ء

☆ مدحت نامہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2016ء

☆ کلیات عزیز احسن، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2017ء

نثری تالیفات و مرتّبہ کتب:

☆ نعت نگر کا باسی، اقلیم نعت، کراچی، 2008ء

☆ غالب اور ثنائے خواجہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2009ء/2012ء

☆ اردو نعت میں تجلّیاتِ سیرت، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2015ء
☆ ڈاکٹر عزیز احسن اور مطالعات حمد و نعت، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2015ء
☆ غالب اور ثنائے خواجہ (دوسرا ایڈیشن)،ادارہ یاد گار غالب، کراچی، 2016ء
☆ اردو نعت کی شعری روایت، اکادمی بازیافت، کراچی، 2016ء
☆ کلامِ رضا، فکری و فنی زاویے، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2017ء
☆ پاکستانی زبانوں میں نعت، روایت و ارتقا، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2017ء
☆ کلامِ محسن کاکوروی: ادبی و فکری جہات، اکادمی بازیافت، کراچی 2018ء
☆ اقبال کی نعت: فکری و اسلوبیاتی مطالعہ، اکادمی بازیافت، کراچی 2018ء
☆ اردو حمد کی شعری روایت، اکادمی بازیافت، کراچی، 2019ء

صبیح رحمانی کی زیر نگرانی شائع ہونے والے رسائل اور جرائد:

☆ مجلہ "لیلتہ النعت" کراچی (3 شمارے) 1984ء تا 1994ء
☆ مجلہ "سفیر نعت" کراچی (4 شمارے) 2001ء تا 2003ء
☆ سہ ماہی "ایقان انٹرنیشنل" کراچی 1993ء
☆ مجلہ "نعت رنگ"، کراچی (۳۰ شمارے) 1995ء تا 2021ء

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فکر و فن کا احاطہ اور ان کی خدمات کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی نعتیہ شاعری پر مشتمل اب تک کئی انتخاب شائع ہو چکے ہیں اور ان کی شاعری کے تراجم، ان کے نام لکھے گئے خطوط کے مجموعے، مختلف جامعات میں لکھے گئے تحقیقی مقالات، فنِ نعت پر مشتمل مختلف کتب اور رسائل و جرائد اور مختلف نعتیہ آڈیو کیسٹ، وی سی ڈی بھی سامنے آ چکے ہیں۔ ان سب کی تفصیل یوں ہے:

صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری پر مشتمل انتخاب:

☆ ”خوابوں میں سنہری جالی ہے“ مرتبہ: عزیز احسن
اشاعت اوّل ستمبر 1997ء ممتاز پبلشرز کراچی
اشاعت دوم نومبر 1997ء فضلی سنز کراچی
☆ ”سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے“ مرتبہ: محمد مقصود حسین قادری، فیض رضا پبلی کیشنز، کراچی، 2000ء
☆ ”سرکار کے قدموں میں“ مرتبہ: محمد محبوب، بزم غوثیہ انٹرنیشنل، کراچی، 2002ء
☆ ”سرکار کے قد موں میں“ مرتبہ: مدثر سرور چاند، دعا پبلی کیشنز، لاہور 2004ء
☆ ”یہ روح مدینے والی ہے“ مرتبہ: رئیس احمد، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2017ء
☆ ”کلیات صبیح رحمانی“، مرتب: ڈاکٹر شہزاد احمد، دار السلام پبلشرز، لاہور، 2019ء

صبیحؔ رحمانی کے شعری مجموعوں کے تراجم:

☆ نعتیہ مجموعہ ”سرکار کے قدموں میں“ کا انگریزی ترجمہ:
“Reverence unto His Feet”
مترجم: سارہ کاظمی، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، اشاعت اوّل: 2009ء / اشاعت دوم 2012ء

☆ نعتیہ مجموعہ ”جادۂ رحمت“ کا انگریزی ترجمہ:
“Jada-i-Rahmat”
مترجم: جسٹس ڈاکٹر منیر احمد مغل، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، اشاعت اوّل: 2009ء

صبیحؔ رحمانی کے نام لکھے گئے خطوط کے مجموعے:

☆ نعت اور آداب نعت، علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی
اشاعت اوّل: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2003ء
اشاعت دوم: مہر منیر اکیڈمی، کراچی، 2004ء

☆ نعت نامے، مرتبہ: ڈاکٹر محمد سہیل شفیق، اشاعت اوّل، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2014ء

☆ نعتیہ ادب: مسائل و مباحث، تہذیب و ترتیب: ڈاکٹر ابرار عبدالاسلام، اشاعت اوّل، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2019ء

صبیحؔ رحمانی پر جامعاتی سطح پر لکھے گئے تحقیقی مقالات:

☆ "صبیح رحمانی کی شخصیت اور فن کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" برائے: ایم اے اُردو
مقالہ نگار: عائشہ ناز .... نگران: ڈاکٹر سہیلہ فاروقی، جامعہ کراچی پاکستان، 2011ء

☆ "صبیح رحمانی بحیثیت نعت نگار" برائے: ایم اے اُردو
مقالہ نگار: ساجدہ اقبال .... نگران: ڈاکٹر شبیر احمد قادری، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، 2013ء

☆ "سید صبیحؔ الدین رحمانی کی شاعری کا فنی و فکری مطالعہ (مجموعہ ماہ طیبہ کے حوالے سے)"۔ برائے ایم اے اُردو
مقالہ نگار: تمنا شاہین .... نگران: ڈاکٹر تحسین بی بی، صدر شعبۂ اُردو، ویمن یونیورسٹی صوابی، خیبر پختونخوا، 2018ء

☆ "اُردو نعت گوئی کے فروغ میں صبیحؔ رحمانی کے کردار کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ"۔

مقالہ برائے ایم فل اردو

مقالہ نگار: سلمان علی .... نگران: ڈاکٹر محمد اشرف کمال، شعبۂ لسانیات و ادبیات (اُردو) قرطبہ یونیوسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنا لوجی، ڈیرہ اسماعیل خان، 2018ء–2019ء

☆ "معاصر نعت گو شعرا کا موضوعاتی، فنی اور اسلوبیاتی مطالعہ" (خصوصی مطالعہ: حفیظ تائب، مظفر وارثی، صبیحؔ رحمانی) .... مقالہ برائے پی ایچ ڈی اُردو

مقالہ نگار: زاہد ہمایوں .... نگران: ڈاکٹر ارشد محمود آصف (ارشد معراج)، شعبۂ اُردو بین الا قوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد 2019ء

☆ "کلیاتِ صبیحؔ رحمانی میں حمدیہ ونعتیہ عناصر" .... مقالہ برائے بی۔ایس اُردو

ماہم رفیق .... نگران: ڈاکٹر تقدیس زہرا، شعبۂ اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور، 2020ء

صبیحؔ رحمانی پر بنائے گئے پروجیکٹ

"نعت نامے: بنام صبیحؔ الدین کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ" ڈاکٹر شمع افروز، ریسرچ پروجیکٹ پروپوزل نمبر4/2018ء فیکلٹی آف سوشل سائنسز، جامعہ کراچی، 2019ء–2020ء

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن پر شائع شدہ کتب و رسائل

☆ سفیرنعت: صبیحؔ رحمانی نمبر مرتب: آفتاب کریمی، 2001ء

☆ مجلّہ "ثنا خوانِ محمد ﷺ" ایڈیٹر: محمد عارفین خان، 2000ء/2001ء

☆ جادۂ رحمت کا مسافر ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی، ستمبر 2001ء

☆ فنِ اداریہ نویسی اور نعت رنگ ڈاکٹر افضال احمد انور، مارچ 2010ء
☆ نعت نامے بنام صبیح رحمانی مرتب: ڈاکٹر محمد سہیل شفیق، 2014ء
☆ نعتیہ ادب، مسائل و مباحث ڈاکٹر ابرار عبد السلام، مارچ 2019ء
☆ صبیح رحمانی کی شاعری: فکری و تنقیدی تناظر ڈاکٹر شمع افروز، اکتوبر 2020ء
☆تالیفاتِ صبیح رحمانی: نقدِ نعت کی نئی تشکیل،ڈاکٹر طاہرہ انعام، 2021ء

نعتیہ آڈیو کیسٹ / وی سی ڈی

صبیح رحمانی کی نعتوں کی اب تک کئی سی ڈیز اور آڈیو کیسٹس سامنے آ چکی ہیں جن میں ان کی نعتیں شامل ہیں۔ ان پیش کی گئی نعتوں میں زیادہ تر کلام ان کا اپنا ہے اور ساتھ مختلف شعرا کی نعتیں بھی انہوں نے اپنی خوب صورت آواز میں پیش کی ہیں۔ ریڈیو اور ٹی وی کے مخلف چینلز پر صبیح رحمانی کی پڑھی ہوئی نعتیں نشر ہوتی رہتی ہیں اس کے علاوہ ٹی وی کے مختلف پرگراموں اور مشاعروں میں بھی ان کی شرکت وقتاً فوقتاً رہتی ہے جہاں ان کی نعت گوئی و نعت خوانی کو نہ صرف سراہا جاتا ہے بلکہ ان کے اس جذبہ یگانگت و حضرت محمد ﷺ سے دلی وابستگی کی داد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ صبیح رحمانی نے بہت جلد ایک کامیاب نعت خواں و نعت گو کی حیثیت سے اپنی پہچان کروائی ہے۔ ان کے نعتیہ کلام پر مشتمل سی ڈیز اور آڈیو کیسٹس کا نعتیہ ادب کے فروغ میں اہم کردار ہے۔ یہ آڈیو کیسٹس اور وی سی ڈیز صبیح رحمانی کے اپنے نعتیہ کلام کے ساتھ ساتھ مشہور و معروف شعرا کے کلام پر بھی مبنی ہیں جن کو صبیح رحمانی نے اپنی آواز میں پیش کیا۔

صبیح رحمانی کے نعتیہ کلام جو انہوں نے اپنی خوب صورت آواز میں پڑھی ہیں ان

کی اہم آڈیو کیسٹس یہ ہیں:

☆ جانِ رحمت

صبیحؔ رحمانی کا سب سے پہلا آڈیو کیسٹ "جانِ رحمت" کے نام سے ریلیز ہوا۔ جس کو مشہور کمپنی (AAP) نے ریلیز کر کے صبیحؔ رحمانی کی خو بصورت آواز کو ملکی و بین الاقوامی سطح پر متعارف کروایا۔ اس کیسٹ میں صبیحؔ رحمانی نے کئی اہم و معروف شعرا کا نعتیہ کلام پیش کیا اور خوب داد و تحسین حاصل کی۔

☆ سایہ کملی کا

صبیحؔ رحمانی کا دوسرا آڈیو کیسٹ "سایہ کملی کا" (EMI) کی جانب سے ریلیز ہوا۔ اس آڈیو کیسٹ میں صبیحؔ رحمانی نے اپنے مشہور نعتیہ کلام کو اپنی خوب صورت آواز میں پیش کیا۔ اس نعتیہ کیسٹ نے صبیحؔ رحمانی کے مداحوں اور نعتیہ فن و ادب سے تعلق رکھنے والے طبقہ میں بے حد مقبولیت حاصل کی۔

☆ ہیں مواجہ پہ ہم

صبیحؔ رحمانی کی مشہور نعتوں پر مشتمل تیسری آڈیو کیسٹ "ہیں مواجہ پہ ہم" ہے۔ یہ بھی صبیحؔ رحمانی کی پڑھی گئی مشہور و معروف نعتوں پر مبنی ہے جسے مشہور کمپنی القادری نے ریلیز کیا۔ اس کیسٹ نے بھی بہت شہرت حاصل کی۔ صبیحؔ رحمانی کی نعت خوانی پر مشتمل تینوں آڈیو کیسٹس مقبولِ عام ثابت ہوئی ہیں اور فنِ نعت خوانی میں یہ ایک اہم اضافے کا سبب بنی ہیں۔

وی سی ڈی

آڈیو کیسٹس کے بعد جدید ٹیکنالوجی کا ایک اور ترقی یافتہ ذریعہ وی سی ڈی کی صورت میں سامنے آیا جس میں ساؤنڈ سسٹم یعنی آواز کے ساتھ ویڈیو و تصاویر بھی موجود ہوتی ہیں۔ یوں وی سی ڈی میں نعت خواں کی آواز کے ساتھ ساتھ تصاویر ویڈیو کی شکل میں شروع ہوئیں۔ صبیحؔ رحمانی کی بہت سے نعتیہ وی سی ڈیز ریلیز ہوئیں جن میں ان کی تصاویر مع ویڈیو موجود ہیں۔ ان وی سی ڈیز اور ان کو ریلیز کرنے والے اہم ادارے و کمپنیوں کے نام یہ ہیں:

☆ لب پر نعت پاک کا نغمہ (EMI)

☆ یادِ مدینہ (کراچی کیسٹ سینٹر،لاہور)

☆سرکار توجہ فرمائیں (مکتبہ اشرفیہ کراچی)

☆ سرکار کے قدموں میں (کراچی کیسٹ سینٹر،لاہور)

☆یادِ حرم (FRS - کراچی)

☆انوارِ حرم (FRS - کراچی)

☆ اپنے مدینے کی زمیں (FRS - کراچی)

☆ ہم نبیؐ کا آستاں دیکھا کیے (FRS - کراچی)

☆ ہیں مواجہ پہ ہم (شالیمار ریکارڈنگ کمپنی، کراچی)

صبیحؔ رحمانی کو جو مقام و مرتبہ اور عزت، برکت، رحمت، شہرت ملی ہے سب نعت گوئی و نعت خوانی اور نعت شناسی کی بدولت ہے۔ اس ساری محنت و ریاضت اور خدمات کے صلے میں صبیحؔ رحمانی کو بہت سے اعزازات و ایوارڈز اور یادگاری شیلڈز سے نوازا گیا ہے جن میں سے اہم اعزازات کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

☆ انجمن عاشقانِ مصطفیٰ گل بہار کراچی (مقابلہ نعت خوانی) 1983ء
☆ انجمن جانثارانِ اسلام، گل بہار کراچی (حسن کارکردگی)1987ء
☆ لیلتہ النعت شیلڈ (فروغِ نعت) 1988ء
☆ کریسنٹ یوتھ ادبی ایوارڈ (نعت گوئی) 1990ء
☆ الحاج حبیب احمد ایوارڈ (نعت گوئی) 1991ء
☆ نظامی نعت ایوارڈ (نعت گوئی) 1991ء
☆ پاکستان نعت اکیڈمی سلور جوبلی ایوارڈ (نعت گوئی) 1992ء
☆ قائد اعظم یوتھ ایوارڈ (نعت گوئی) 1992ء
☆ شمس نظامی ادبی ایوارڈ (نعت گوئی) 1992ء
☆ المصطفیٰ سیرت کمیٹی ایوارڈ (فروغِ نعت) 1992ء
☆ رحمتہ اللعالمین نعت کونسل، نواب شاہ (یادگاری شیلڈ)1992ء
☆ حضرتِ حسان حمد و نعت بک بینک، کراچی (حضرت حسان نعت ایوارڈ) 1994ء
☆ انوارِ ادب حیدر آباد نعت ایوارڈ (فروغِ نعت) 1999ء
☆ جامعہ اسلامیہ کینیڈا (نعت ایوارڈ اور شاعر امت کا خطاب) 2000ء
☆ غازی پور ویلفیئر سوسائٹی کراچی (نعت ایوارڈ) 2001ء
☆ اے آر وائی ڈیجیٹل نیٹ ورک، کراچی (یادگاری شیلڈ) 2003ء
☆ صدارتی ایوارڈ (سیرت کانفرنس) برائے نعت رنگ 2004ء
☆ بزم محبانِ مصطفیٰ، کراچی (نشانِ سپاس) 2005ء
☆ بزمِ نعت وار برٹن، لاہور (حفیظ تائب ایوارڈ) 2005ء

☆ حافظ مظہر الدین نعت اکیڈمی (نشانِ حسان) 2006ء
☆ ثقافت و سیاحت اینڈ سماجی بہبود، حکومت سندھ (سند امتیاز) 2007ء
☆ ڈیفنس سینٹرل لائبریری، کراچی (یادگاری شیلڈ) 2008ء
☆ پاکستان نیشنل آرگنائزیشن، کویت (یادگاری شیلڈ) 2008ء
☆ مرحبا یا مصطفیٰ کیو ٹی وی، کراچی (یادگاری شیلڈ) 2013ء
☆ وزارتِ مذہبی اُمور حکومت پاکستان (یادگاری شیلڈ) 2013ء
☆ صدارتی ایوراڈ (سیرت کانفرنس) برائے نعت رنگ 2013ء
☆ ادبستانِ انصار، کراچی (خصوصی ایوارڈ برائے نعت) 2014ء
☆ انجمن محبانِ رسول یونیورسٹی آف کراچی (یادگاری شیلڈ) 2014ء
☆ ڈاکٹر مرتضیٰ ملک ایجوکیشنل ٹرسٹ، لاہور (یادگاری شیلڈ) 2014ء
☆ تنظیم فلاح خواتین بہ اشتراک میر خلیل الرحمٰن میموریل سوسائٹی کراچی 2014ء
☆ جامعہ عثمانیہ ایوارڈ انڈیا (سفیر نعت ایوارڈ) 2019ء
☆ صدارتی ایوارڈ (تمغہ امتیاز) 2019ء

پاکستان کی تاریخ میں یہ صدارتی ایوارڈ (تمغہ امتیاز) پہلی دفعہ نعت خوانی اور نعتیہ ادب پر ملا۔ اور صنف نعت کو پہلی دفعہ باقاعدہ اصناف ادب کا ایک اہم حصہ تسلیم کرتے ہوئے اس پر ایوارڈ دیا گیا۔

جو نعت گو ہے وہ شاعر قریب رب سے ہے
یہ سب کہیں تو مجھے اتفاق سب سے ہے

غزل بھی صنفِ سخن ہے مگر غزل ہی نہیں
ادب میں نعت بھی شامل بڑے ادب سے ہے
(دلاور فگار)

نعت ذریعہ اظہار عقیدت و محبت ہے، صبیحؔ رحمانی نے اسے ادب کی ایک صنف کے طور پر متعارف کرانے اور نقد و نظر کا جو سلسلہ کافی عرصے سے شروع کیا ہوا تھا، آخر کار اس میں اُن کو کامیابی ملی۔ انہوں نے نعت گوئی کو ادبی قرینوں اور زاویوں سے پیش کیا اور تخلیق، تحقیق و تنقید، تفہیم نعت، تدوینِ نعت، تحریکِ نعت، ترویجِ نعت، تنویرِ نعت، تشہیرِنعت میں ایک منفرد مثال قائم کی، جس کی بدولت ان کو 23 مارچ 2019ء کو صدارتی ایوارڈ "تمغہء امتیاز" سے نوازا گیا۔ ان کے اس اعزاز پر اہل ادب و نقاد اور محققین نے دل کھول کر داد دی اور اُن کی صلاحیتوں کو بہت سراہا گیا جس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

صد مبارک صبیح رحمانی
تمغہ امتیاز تجھ کو ملا
عہد حاضر میں کار مدحت شہ
تیرے جیسا کسی نے بھی نہ کیا
(ابن امام۔ ازہر)
ڈاکٹر عزیزؔ احسن

الحمد للہ! سید صبیح الدین رحمانی کو، حکومت پاکستان کی جانب سے تمغہء امتیاز سے نوازا گیا ہے۔ نعتیہ ادب میں تخلیقی، تنقیدی اور تحقیقی جہتوں میں، صبیحؔ رحمانی کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔ وہ نعت گو شاعر، اعلیٰ درجے کے نعت خواں اور کتابی سلسلے "نعت رنگ"

کے مدیر کی حیثیت سے اپنی ایک امتیازی شناخت رکھتے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھی ان کی پذیرائی ہوتی رہی ہے۔ نعتیہ ادب سے منسلک اہلِ فکر و نظر کو مبارک ہو کہ اس میدان کے ایک شہسوار کی مساعیء جمیلہ کا اعتراف کیا گیا۔

"نعت کائنات" کے ادارے کی طرف سے صبیحؔ رحمانی کے اعتراف فن و اعزاز کو ان الفاظ سے سراہا گیا:

> نعت کے جانفشاں خدمتگار، پاکستان کے صفِ اوّل کے نعت خواں، نعت گو شاعر اور دنیائے نعت کے اہم ترین مجلّے "نعت رنگ" کے مدیر سید صبیح رحمانی کو ان کی نعتیہ خدمات کے عوض حکومت پاکستان کی طرف سے "تمغہ امتیاز" پیش کیا گیا ہے۔ نعت کائنات کی طرف سے سید صبیح رحمانی کو بہت مبارک باد۔

مرحبا کی ہے چار سُو آواز
ہے سبھی کے لیے یہ باعث ناز
گو ملا ہے صبیحؔ کو لیکن
یہ ہے سب اہلِ نعت کا اعزاز

(اراکین نعت فورم)

حضرت سید صبیح رحمانی صاحب کو تمغہء امتیاز کے تفویض ہونے پر نعت اکیڈمی انڈیا بصمیم قلب ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے:

نعت خواں، شاعرِ نعت! سیّد صبیح
ذہنِ مدحت نگاراں کے آئینہ ساز

کام بھی امتیازی کیے آپ نے
کیوں نہ تفویض ہو تمغہء امتیاز
(سید فاضل میسوری)

نہیں معلوم اس کو بھی کیسی
بات یہ فخر و ناز کی ہوئی ہے
ہو مبارک صبیح سے نسبت
تمغہء امتیاز کی ہوئی ہے
(ڈاکٹر ریاض مجید)

میرزا امجد رازی نے جناب سید صبیح الدین رحمانی کے تمغہ امتیاز کے اعزاز میں یہ قطعہ لکھا:

دلیل کہیے قبولِ جنوں کی اس کو صبیحؔ
جو کارِ مدحِ پیمبر میں ہے ملا تمغہ
ابھی ادھار ہے منظر یہ چشمِ عالم پر
خود اپنے ہاتھوں سے جب دیں گے مصطفیٰؐ تمغہ

خوب جچتا ہے تیری ہستی کو
مدح شاہِ حجاز کا اعزاز
ہو مبارک صبیح رحمانی
تمغہءِ امتیاز کا اعزاز
(محمد عارف قادری)

سُنی فاؤنڈیشن کی طرف سے صبیحؔ رحمانی کو تمغہء امتیاز ملنے پر مبارکباد:
نعتیہ ادب کے فروغ کے لیے مخلصانہ کاوشیں کرنے والی باکمال شخصیت کی عظمت اور کام کا حکومتی سطح پر اعتراف اور پذیرائی احسن عمل ہے۔ ہم حکومت پاکستان کے اس اقدام کو سراہتے ہیں کہ اس نے دیگر فنون کی طرح نعتیہ ادب پر گرانقدر کارنامے سر انجام دینے والے صبیحؔ الدین رحمانی کو اس اعزاز سے نواز کر عاشقانِ رسول ﷺ کے دل شاد کر دیئے ہیں۔
(عمران چوہدری)

تمغہء امتیاز سے پوچھا
اس قدر امتیاز کا باعث
بولا زیب گلوئے ناعت ہوں
یہ ہے اس فخر و ناز کا باعث

(ڈاکٹر طاہر قریشی)

نعتیہ ادب کے فروغ میں صبیحؔ رحمانی کی خدمات کا اعتراف بڑے پیانے پر کیا گیا ہے۔ حکومتِ پاکستان کی طرف سے تمغہ امتیاز ملنا بہت بڑا اعزاز ہے۔ امریکہ سے تنویر پھولؔ نے قطعات تاریخ اعتراف خدمات صبیحؔ رحمانی پیش کیے ہیں:

قطعہ تاریخ ہجری (1440ھ):

تم کو بخشے خدا نے اعزازات، پُر ہے دامن، صبیحؔ رحمانی
پھوُلؔ! تنویر نعت ہم کو ملی، "ہست روشن صبیحؔ رحمانی"

قطعہ تاریخ عیسوی (مارچ: 2019ء):

پھول! مہکا ثنا کا ہے گلشن، اس کی نکہت صبیحؔ رحمانی
ان کو خلعت ملا مدینے سے، "مستِ خلعت صبیح رحمانی"

کینیڈا میں وصول ہونے والے اعزازی ایوارڈ و سرٹیفکیٹ:

☆ اپری سی ایشن سرٹیفکیٹ، ہاؤس آف کامن، کینیڈا (نعت گوئی) 2002ء
☆ اپری سی ایشن سرٹیفکیٹ (بر موقع عید میلاد النبی) 2006ء
☆ اپری سی ایشن سرٹیفکیٹ لیجسلیٹیو اسمبلی آف البرٹا 2015ء

صبیحؔ الدین رحمانی کا اصل اعزاز حضور ﷺ کی بارگاہ کریمہ سے حاصل ہونے والا حاضری کا شرف ہے۔اب تک ان کو حج کی ادائیگی کے لیے چار مرتبہ اور متعدد بار عمرہ کی سعادت نصیب ہو چکی ہے۔

صبیحؔ رحمانی شاعرانہ سچائی، تخلیقی لطافت، ادبی خلوص و عقیدت اور حبِ رسول ﷺ سے سرشار شب و روز نعت گوئی میں مصروف ہیں۔ ان کے نعتیہ فکر و فن میں جدت پسندی، عقیدت کی انتہا، داخلی و خارجی جمالیاتی قدروں کے پرچار، اثر آفرینی اور سخنورانہ تازہ کاری کے خوب صورت استعمال نے انہیں وہ مقام و مرتبہ دلایا ہے جس کے لیے لوگوں کی عمریں بیت جاتی ہیں۔ اردو نعت گوئی کی تاریخ صبیحؔ رحمانی کے نام کے بغیر نامکمل رہے گی۔ اور ان کی نعتیہ سرگرمیوں کی قدر و قیمت کا اعتراف ہمیشہ ناگزیر رہے گا۔ ان کو مختلف مشاہیر محققین و ناقدین اور شعرا و ادبا نے سندِ اعتبار عطا کی ہے۔

باب دوم:

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ مجموعے: تنقیدی مطالعہ

(الف) ماہِ طیبہ:

(ب) جادۂ رحمت:

صبیحؔ رحمانی کا نام فنِ نعت نگاری میں نمایاں حیثیت رکھتاہے۔ انہوں نے جو نعتیہ کلام لکھا وہ ان کی زندگی کی ریاضت اور محنت کا ثمر ہے۔ انہوں نے بیک وقت حمد، غزل اور نظم کے پیرائے میں نعت اور نعتیہ قطعات و ہائیکو میں بھی طبع آزمائی کی۔ صبیحؔ رحمانی ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ انہوں نے نعت کو فکری و فنی حوالوں سے بھرپور بناتے ہوئے اس میں اپنے جذبات و تاثرات کو شامل کیا ہے۔ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ عشق اور محبت کا یہ جذبہ ان کے کلام میں جا بجا نظر آتا ہے۔ انہوں نے اپنی نعتوں میں حضور ﷺ کے اخلاقِ حسنہ، ان کے اوصاف حسنہ اور صفاتِ حسنہ کا ذکر بخوبی کیا ہے۔

؎ محمدؐ کے جلوے نظر آ رہے ہیں
حجابِ دو عالم اٹھے جا رہے ہیں
(ماہِ طیبہ۔صفحہ55)

صبیحؔ رحمانی کے اب تک دو شعری مجموعے اور کلیات شائع ہو چکے ہیں جن کا مختصراً فکری و فنی جائزہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

(الف) ماہِ طیبہ

صبیحؔ رحمانی کا پہلا نعتیہ مجموعہ "ماہِ طیبہ" کے نام سے 5 مئی 1989ء کو کراچی سے شائع ہوا۔ اس مجموعے میں حمد باری تعالیٰ، غزل کے پیرائے میں اور نظم کی ہیئتوں میں نعتیہ کلام اور صحابہؓ اور اولیائے کرامؒ کی شان میں منقبتیں شامل ہیں۔ 144 صفحات کے اس مجموعے کا انتساب صبیحؔ رحمانی نے اپنے والدین کے نام کیا ہے۔

اس نعتیہ مجموعے کا تعارف "شاہ انصارؔ الہٰ آبادی" نے تحریر کیا ہے۔ جس میں انہوں نے نعت کے آغاز و محرکات اور نعتیہ خدمات پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ نعتیہ مجموعے کا تنقیدی جائزہ بھی لیا ہے اور صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات کو سراہا ہے۔

> "سید صبیح آلدین رحمانی نے ادارت و عقیدت حضور علیہ السلام سے معنوی استفادہ کا شرف حاصل کیا ہے جو ہر طرح قابلِ تبریک و لائقِ تقلید ہے اور "ماہِ طیبہ" اس دعوے کی منور و مکمل دلیل ہے۔"(صفحہ: 12)

ماہِ طیبہ میں مختلف نقاد و ادیبوں کی آراء بھی شامل ہیں جن میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام و خدمات، جذبہ عشقِ رسول ﷺ ان کی میلان طبع، نعت گوئی کے فہم و ادراک کی سعادت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان ناقدین و ادیبوں میں ڈاکٹر جمیل جالبیؔ، ڈاکٹر منظور الدین احمد، فدا خالد دہلویؔ، منظر وارثیؔ، سید حسین علی ادیب رائے پوریؔ، اقبال قادری، محمد قمر رحمانی، مرزا منیر بیگ شامل ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبیؔ کی رائے حوالے کے طور پر ملاحظہ کریں:

> "سید صبیحؔ الدین رحمانی نے پر اثر انداز میں اپنے جذبات عقیدت کا خوش اسلوبی سے اظہار کیا ہے اس کلام کو دیکھ کر مجھے ان کا مستقبل روشن نظر آتا ہے۔" (صفحہ: 17)

فکری جائزہ

صبیحؔ رحمانی کا نام دور جدید کے نعت گو شعرا میں اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے ہر موضوع پر شعر کہا ہے اور حضور ﷺ کی سیرت کے ہر پہلو کو شعر بنانے کی کوشش کی ہے۔ بقول پروفیسر قیصر نجمی:

"صبیحؔ رحمانی نے نعت کے حوالے سے مروج تقریباً ہر موضوع پر شعر کہا ہے،انہوں نے صفات و فضائل جناب ختمی مرتبت ﷺ بھی نہایت جوش عقیدت اور خروش محبت سے بیان کیے ہیں اور دعا و استغاثہ کا انداز و قرینہ بھی اختیار کیاہے۔"

صبیحؔ رحمانی نے رسولِ کریم ﷺ سے والہانہ عشق اور دلی لگاؤ کو نہایت شائستہ اور مہذب الفاظ اور انداز میں اپنے نعتیہ مضامین میں بیان کیا ہے۔ ان کی نعتیہ تخلیق کو اگر موضوعات کے انتخاب اور الفاظ کے چناؤ کے حوالے سے پرکھا جائے تو ایک انفرادی پہچان سامنے آتی ہے۔ انہوں نے نعت کے موضوعات کو وسعت اور گہرائی دی۔ بقول ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق:

"سید صبیحؔ الدین رحمانی کے سامنے نعت کے موضوع پر کام کرنے کے لیے وسیع میدان ہے۔" (فلیپ۔ جادۂ رحمت)

صبیحؔ رحمانی ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ انہوں نے نعتیہ کلام کو فکری و فنی حوالوں سے بھی پر تاثیر بنایا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں فکر کے حوالے سےحافظ لدھیانوی کہتے ہیں:

"فکر میں روانی، اظہار میں بے ساختگی اور عقیدت و محبت نے اس کے

اشعار کو پُر اثر بنا دیا ہے۔"

صبیحؔ رحمانی نے اپنے نعتیہ کلام کے ذریعے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے عشق اور محبت کا درس دیا ہے۔ جس کو پڑھ کر قاری کے دل میں عشق نبوی ﷺ کا پاک جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ سید صبیحؔ الدین رحمانی کی ذات میں سچائی ہے اور یہی سچائی اور حقیقت فنی کمالات میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ ان کے نعتیہ اشعار کوئی روایتی درس یا تبلیغ معلوم نہیں ہوتے بلکہ قادر الکلام شاعر کے فنی و فکری کمالات کا مظہر معلوم ہوتے ہیں۔

صبیحؔ رحمانی نے مختلف اصناف پر بیک وقت طبع آزمائی کرتے ہوئے اپنے تجربے اور مشاہدے کو پیش کیا ہے۔ وہ ایک صوفی شاعر اور تصوف میں ڈوبے ہوئے انسان ہیں۔ "ماہِ طیبہ" کے شروع میں حمدیہ کلام شامل ہے۔ اصطلاح میں حمد سے مراد اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے۔ شاعر لکھنوی نے "لطیف اثر کا جدید حمدیہ انداز" میں حمد کی تعریف کچھ اس طرح بیان کی ہے:

"حمد دراصل معرفتِ الٰہی اور عشق الٰہی کے اظہار کا عمل ہے۔"

صبیحؔ رحمانی کا حمدیہ کلام یقیناً مقبول بارگاہ خداوندی ہے۔ انہوں نے حمد گوئی میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہوئے اپنے اشعار میں اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی بزرگی، حمد و ثنا اور رحمانیت کا ذکر نہایت عمدگی سے کیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ مجموعوں میں غزل کی ہیئت میں حمد کے ساتھ حمدیہ ہائیکو بھی شامل ہیں۔ "ماہِ طیبہ" میں حمدیہ کلام کی مثال ملاحظہ کریں جن سے ان کی قابلیت، ذہانت اور معرفت الٰہی کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

حمد و ثنا سے بھی کہیں اعلیٰ ہے تیری ذات
انسان کیا بیان کرے تیری کل صفات
دل، ہیژدہ ہزار زمانوں کو کیا کہے؟
اک لفظ کُن سے وضع کیے تو نے شش جہات
حق بندگی کا کیسے ادا ہو صبیحؔ سے
انساں سے ماورا ہے ترا حسنِ التفات
(صفحہ:33)

صبیحؔ رحمانی نے تخیل اور جذبے کی آمیزش سے اپنی کیفیات، تجربات اور احساسات کو خارجی وجود مہیا کیا ہے۔ جن کا عکس ان کے اشعار میں بکھرا نظر آتا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں تمام فنی لوازمات و محاسن کے ساتھ ساتھ فکری حوالہ بھی اپنی منفرد حیثیت رکھتا ہے۔

نعتیہ کلام

نعتیہ کلام میں حضور ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے۔ اس میں حضور ﷺ کے تمام فضائل و شمائل کو موضوعِ سخن بنایا جاتا ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ نعت کے موضوع میں وسعت پیدا ہوتی گئی ہے۔ نعت گو شعرا نے اپنی نعتیہ غزلوں اور نعتیہ نظموں میں حضور ﷺ کی توصیف، ان کے اخلاق و عادات، ان کے فضائل و شمائل کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے نعتیہ غزلوں میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کا سراپا، حُسنِ اخلاق، حسن و جمال، معجزات اور القابات کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار دلکش انداز میں کیا ہے۔ آپ ﷺ نے جتنی بھی زندگی

مبارک مکہ یا مدینہ میں گزاری ہے اس کے سب حالات و واقعات کے بارے میں صبیحؔ رحمانی نے خوب صورت الفاظ کے ذریعے اپنے نعتیہ کلام میں ایک حسین اور مکمل گلدستہ پیش کیا ہے۔ پروفیسر محسن حسیب اپنے ایک مضمون "صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی" میں لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ انہوں نے اپنی اکثر نعتیں غزل کی شکل میں کہی ہیں۔"

صبیحؔ رحمانی کو حضور ﷺ سے والہانہ عشق ہے۔ اس والہانہ عشق و محبت کا اندازہ "ماہِ طیبہ" کی نعتیہ غزلوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے حضور ﷺ سے والہانہ عقیدت اور محبت کا اظہار خوب صورت سے خوب صورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔ اس کی ایک اہم مثال مجموعہ "ماہِ طیبہ" کی ایک نعت ہے جس میں نہایت خوب صورت انداز میں حضور ﷺ کے سراپا حسن کے جلوؤں کا ذکر کیا گیاہے۔

محمدؐ کے جلوے نظر آ رہے ہیں
حجاب دو عالم اٹھے جا رہے ہیں
در شہ پر ہم یوں مٹے جا رہے ہیں
پئے زندگی، زندگی پا رہے ہیں

(صفحہ:55)

صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتیہ غزلوں میں عشقِ رسول ﷺ کے مفہوم کی عکاسی واضح طور پر کی ہے کہ حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زندگی اور عشقِ رسول ﷺ کو بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آخری نبی ﷺ پر قرآن مجید نازل فرمایا جس میں ان کی پوری زندگی و حیات طیبہ کا ذکر موجود ہے۔

اس کا تذکرہ صبیحؔ رحمانی نے اپنی غزلوں میں اس طرح کیا ہے:

؎ خدا گواہ! مسلسل ہے بولتا قرآن
حضور سید عالمؐ کی زندگی کیا ہے
(صفحہ: 39)

''ماہِ طیبہ'' کا ہر شعر ہر نعت، ہر مصرع حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کا ابلاغ اور عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مختلف پہلوؤں کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے:

مری نعت کی لطافت نہیں ہر کسی کے بس کی
مرا شوق والہانہ، میری فکر عالمانہ
مہ و مہر مصطفےٰؐ کا جو صبیحؔ ذکر آیا!
تو خود اشک بن کے چمکی مری فکرِ شاعرانہ
(صفحہ: 68)

صبیحؔ رحمانی نے اپنی تمام فکری صلاحیتیں نعتِ رسُول مقبول ﷺ کے لیے وقف کرتے ہوئے مختلف رنگوں میں نعت کہی ہے اور حضور ﷺ کی ہر بات اور ادا کو نعت میں پیش کیا ہے۔

؎ وہ جو قرآن ہو گیا ہو گا
ان کا فرمان ہو گیا ہو گا
(صفحہ: 58)

صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں ہمیں جگہ جگہ تاریخی حوالے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ان کی

شاعری میں مختلف رنگ کے پہلو ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اشعار میں یوسف علیہ السلام کا قصہ مختصر لفظوں میں بیان کیا ہے۔ یوسف علیہ السلام بے پناہ حسن کے مالک تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بے حد حسین تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ کو جو حسن عطا کیا ہے وہ سب کچھ محمد ﷺ کی ذاتِ مبارک کو تنہا اور اکیلا عطا کیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے اس مجموعہ کلام میں اس کی بہترین مثالیں موجود ہیں جن میں خصوصی طور پر انہوں نے حضرت محمد ﷺ کے سراپا حسن، پیکرِ نبوت کے صوری محاسن، ان کے اخلاقِ حسنہ، ان کی صفات و عادات اور خصائل و شمائل کا تذکرہ نہایت شگفتگی و خوش اسلوبی سے کیا ہے۔

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ اشعار میں روحانی جذبات کا عکس نمایاں ہے۔ ان کی نعتیہ غزلوں میں اپنی ایک الگ شان پائی جاتی ہے۔ ان اشعار کے الفاظ ایسے ہیں جیسے چمکتے ہوئے موتی ہوں۔ صبیحؔ رحمانی کا یہ نعتیہ مجموعہ "ماہِ طیبہ" اربابِ نظر اور صاحب ذوق لوگوں کے لیے ایک تحفہ ہے۔

موت سے پہلے زبان پر کوئی نام آتا ہے
خاتمہ ہوتا ہے مومن کا بڑی شان کے ساتھ
یوں تو کونین کی ہر شے میں ہیں اس کے جلوے
مگر ایمان کی شمعیں ہیں مسلمان کے ساتھ
دونوں عالم میں نہ ہو کیوں مری توقیر صبیحؔ
خاص نسبت ہے مجھے حضرت حسانؓ کے ساتھ
(صفحہ: 78)

نظم کی ہیئتوں میں نعتیہ کلام

صبیحؔ رحمانی نے اتنے عمدہ اعلیٰ اور موثر انداز میں نعتیں کہی ہیں کہ ان کے ذوقِ شعر اور شوقِ مدحت کی داد دینا پڑتی ہے۔ انہوں نے اپنی نعتیہ غزلوں کے ساتھ ساتھ نعتیہ نظموں میں بھی نہایت خوب صورتی سے اپنی عقیدت و جذب دروں کا اظہار کیا ہے۔ سیرتِ رسول ﷺ کے ساتھ ان نظموں میں خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ، اولیاء کرامؒ کا تعارف اور ان کی خدمات اسلام و عشق رسول ﷺ کے جذبہ کو نمایاں کیا گیا ہے۔

اردو نظم کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ حمد و نعت مسلسل اس کا موضوع رہے ہیں اور خاص طور پر نعتیہ مضامین تو اس کی شناخت اور پہچان کا حوالہ بن گئے۔ صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی پر غور و فکر کیا جائے تو ہر اک لفظ میں، ہر ایک شعر میں حکمت اور سبق ضرور ملتا ہے۔ انہوں نے جتنی بھی نظمیں اس مجموعے میں شامل کی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کی اکثر نظمیں آزاد نظم کی ہیئت میں ہیں۔ان نعتیہ نظموں میں عشقِ محمد ﷺ کے جذبے اور تپشِ دل کو دلکش الفاظ میں بیان کیا ہے اور ان نظموں میں دنیا کی نا پائیداری اور بے ثباتی کا ذکر بھی کیا ہے۔

صبیحؔ رحمانی بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ راست پر لانے اور دورِ حاضر کے مسائل کا واحد حل حضور اکرم ﷺ کے حسین کردار و سنت و سیرت کی کامل پیروی کو گردانتے ہیں جس کا اظہار وہ اپنی ایک آزاد نظم "کارِ دشوار" میں برملا کرتے ہیں۔ اس نظم میں صبیحؔ رحمانی عصر حاضر کے انسانی کردار کی ابتری اور گمراہی کو سامنے رکھتے ہوئے، رسول پاک ﷺ کی سیرت سے استفادہ کی خواہش کو بیان کرتے ہیں:

منزلیں گم ہوئیں
راستے کھو گئے
تیری ﷺ سیرت سے بھٹکے
ہیں
ایسے شہا ﷺ
خود کو پہچاننا
کارِ دشوار ہے
زندگی
ریت کی جیسے دیوار ہے
تیری رحمت ﷺ ہمیں
پھر سے درکار ہے (صفحہ:104)

صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتیہ نظم "ایک ادا" میں کعبہ میں نصب حجرِ اسود کو آقائے دو جہاں محمد ﷺ کی سنت کی پیروی گردانا ہے اور اسے شعر یعنی اپنی نظم میں پیش کیا ہے اور مسلمانوں کو اس سے سبق حاصل کرنے کا اشارہ دیا ہے۔

اپنے آقا ﷺ کے
خالی شکم پر
بندھے
پتھروں کو
جو دیکھا

تو
کعبے نے بھی
اپنے خالی شکم پر
انہیں کی طرح
حجر اسود کو
باندھا تھا
اور
آج بھی
جی رہا ہے
بڑی عقیدت کے ساتھ ہیں
اپنے آقا ﷺ
کی
اس ایک
سنت کے ساتھ (صفحہ:103)

صبیحؔ رحمانی اپنی شاعری میں معاشرے میں پنپنے والی اخلاقی برائیوں، معاشرے کی زبوں حالی، بے راہ روی اور بد کرداری پر احتجاج کرتے ہیں اور اصلاحِ احوال کے لیے رسول پاک ﷺ کے وسیلہ سے دعائیں مانگتے ہیں۔ ان کا دل عصری کرب سے آزاد نہیں ہے۔ "ماہِ طیبہ" میں شامل نعتیہ نظموں "کرم کے سکے" اور "کاغذی مکاں" میں صبیحؔ رحمانی بخشش اور کرم کے چند سکے مانگتے ہوئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، شاہِ دو

عالم کی رحمت کے طلب گار ہیں۔ ان آزاد نظموں میں انہوں نے اپنے جذبات کو نرالے انداز میں بیان کرتے ہوئے رحمت وکرم کی دعا مانگی ہے۔ وہ اپنے اس رویہ کو آسودگی و نجات کا اصل ذریعہ مانتے ہیں۔ مثال ملاحظہ فرمائیں:

میں خوف عصیاں سے
رو کے سویا
جو اپنا دامن
بھگو کے سویا
تو اک سہانا سا خواب دیکھا
کہ روزِ محشر ہے
اور
میں ہوں
مدد کو رحمت
تری کھڑی ہے
کرم کی برکھا
برس رہی ہے
گنہ مرے
کاغذی مکاں ہیں (صفحہ:101)

اسی طرح صبیحؔ رحمانی عہد حاضر کے انسان کو اخلاقی برائیوں، طرح طرح کی نفرتوں اور عداوتوں میں گھرا دیکھتے ہیں تو یہ "مناجات" ان کے لبوں پر ابھرتی ہے:

نفرتوں کے گھنے
جنگلوں میں شہا ﷺ
عہد حاضر کا
انسان
محصور ہے
مشعل علم و اخلاق سے
دور ہے
کتنا
مجبور ہے
اے نوید مسیحا
دعائے خلیل
روک دے نفرتوں کی
جو
یلغار کو
پختگی ایسی دے
میرے کردار کو
تیری رحمت
زمانے میں
مشہور ہے　　　　(صفحہ: 110)

صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری کے مطالعے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے محمد ﷺ سے عشق کا خالص جذبہ ان کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ حضرت محمد ﷺ سے گہری وابستگی صبیحؔ رحمانی کی اوّلین پہچان ہے۔ اس جذبے کا اظہار انہوں نے اپنی نظم "امداد" میں نہایت خوب صورت انداز سے کیا ہے۔ ایک اور نظم "یاد" میں بھی حضرت محمد ﷺ کا ذکر نہایت دلکش انداز میں کرتے ہوئے ان کی صفات اور اوصافِ حمیدہ کو بیان کیاہے۔ آپ ﷺ کی ذات رحمتِ کل اور فخر رسل ﷺ ہے۔ آپ ﷺ کی یاد دل و روح کو سکون اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔

اے رحمتِ کل ﷺ
اے فخر رُسل ﷺ

ہیں
آپ ﷺ کی یادیں
نوری سی

سو
کیوں نہ آپ ﷺ کو یاد کریں!　(صفحہ: 105)

صبیحؔ رحمانی کا نعت سے وابستگی کا نقطۂ آغاز عشق نبی ﷺ ہے۔ اسی خالص جذبے کی وجہ سے آپ کو نعتیہ ادب میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ صبیحؔ رحمانی کو مدینہ منورہ سے خاص لگاؤ ہے۔ انہوں نے اپنی نعتیہ نظموں میں جا بجا مدینہ منورہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک عقیدت و خلوص سے مدینہ منورہ سے اپنا رشتہ مضبوط کیا ہے۔ وہ مدینہ منورہ کی تصویر کشی میں سیرت مبارکہ کی رنگ آمیزی اس طرح کرتے ہیں کہ

دیکھنے والا مسحور ہو کر رہ جاتا ہے۔ ان کی ہر سانس دیارِ رسول ﷺ سے ہو کر آتی ہے یہی وجہ ہے کہ مدینے کی یاد اور تڑپ ہر پل ان کو ستاتی ہے اور وہ پکار اٹھتے ہیں کہ اے نبی ﷺ میرے نصیب میں مدینے کی پاک گلیوں کا دیدار اور حاضری کب ہو گی۔ آقائے دو جہاں ﷺ سے ان کا یہ سوالیہ انداز ان کی اہم نعتیہ نظم "سوالیہ نشان" میں بھی سامنے آتا ہے۔ اس نظم میں صبیحؔ رحمانی نبی کریم ﷺ سے کچھ یوں التجا کر رہے ہیں:

تو ہی
بتا دے مجھے
اے
وقارِ ارض و سماں
مرے
نصیب میں
کب تک نہیں
زمیں کی جناں
دیارِ پاک میں
کب ہو گی
حاضری میری؟
ہمیشہ
سامنے ہے

اک سوالیہ نشاں
تو ہی بتا دے مجھے
اے
وقار ارض و سماں (صفحہ: 102)

صبیحؔ رحمانی نے آزاد نظم کی ہیّت میں لکھی انمول نظم "عزم" میں مدینہ پہنچنے کی تڑپ کو یوں بیان کیا ہے:

سوئے سید الانبیاء
شوق ہے رہنما
اور
کرم ساتھ ہے
اک نہ اک دن
یقیناً
پہنچ جائے گا
ورد
صل علیٰ کا
وہ
کرتا ہوا (صفحہ:106)

نعتیہ مجموعے "ماہِ طیبہ" میں مولود و میلاد نامہ اور سلام نامہ کی مثال بھی موجود ہے۔ مولود ناموں میں علمائے کرام نے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کریم ﷺ کے وجود

مبارک اور آمد رسول ﷺ کے متعلق تین مراحل کو بیان کیاہے۔ (الف) وجود نبی ﷺ کا اوّل مرحلہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں عالم عدم سے عالم وجود میں منتقل کیا۔ (ب) دوسرا مرحلہ ہے جب آپ ﷺ کا نور حضرت عبد اللہ کے گھر ظاہر ہوا۔ (ج) تیسرا مرحلہ آپ ﷺ کی ولادت کا، جو آئمہ کی اکثریت کے مطابق 12 ربیع الاوّل کا دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے ظہور قدسی کی برکتوں سے عالم انسانیت پر اپنی رحمت کاملہ کا اظہار فرمایا۔

میلاد نامے کی روایت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس نوع کی نعت میں صبیحؔ رحمانی نے حضور ﷺ کی درج بالا تینوں کیفیات کو بیان کیا ہے۔ آزاد نظم کی ہیئت میں لکھی نظم "میلا د النبی ﷺ" میں آپ ﷺ کی پیدائش، اس وقت کے مذہبی، اخلاقی و سماجی حالات و واقعات، جہالت کی تاریکی کے خاتمے، سچائی کے پرچار کی کاوشوں، ہر طرف دینِ اسلام کی روشن شمعوں اور آمدِ مصطفیٰ ﷺ سے چار سُو پھیلے نور کی عکاسی خوب صورتی سے کی ہے۔

کو بہ کو
رنگ اور روشنی
ہر قدم ہر محل
نور ہی نور
چھایا
فضا در فضا
اُن کے آنے سے ہر سو بہار آ گئی (صفحہ:109)

نعت گوئی میں سلام نامے کو ایک بلند مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ سلام نامے میں حضور ﷺ کے دربار میں درود و سلام پیش کیا جاتا ہے۔ سلام نامے کو ہیئت، آہنگ، اسلوب کے حوالے سے مختلف انداز میں لکھا جاتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کا لکھا گیا "سلام نامہ" بھی اس مجموعہ میں شامل ہے جس میں محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجنے، ان کی سنت پر پیروی کرنے اور رحمتوں کے نزول کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

ایک اک دھڑکن پہ سو سو رحمتوں کا ہو نزول
دل سے دُھرائے جو انساں الصلوٰۃ والسّلام
اہلِ ایماں کے لیے، اہلِ عقیدت کے لیے
آفتابِ علم و عرفاں الصلوٰۃ و السّلام
(صفحہ:111)

صبیحؔ رحمانی نے "ماہِ طیبہ" میں خلفائے راشدین، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ اور دوسرے کئی صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ اولیائے کرامؒ کے حضور بھی نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ انہوں نے اپنے اپنے عہد میں دینِ اسلام اور سنتِ رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اس کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور سچے عاشق رسول ﷺ ثابت ہوئے۔ صبیحؔ رحمانی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صداقت، فاروقِ اعظمؓ کی بہادری و شجاعت اور ان کے عدل و انصاف کو نہایت خوب صورت الفاظ میں اپنے نعتیہ کلام "ماہِ طیبہ" میں بیان کیا ہے۔

ے صداقت کی تصدیق، صدیق اکبرؓ
عدالت کی پہچان فاروقِ اعظمؓ
(صفحہ:115)

ے صبیحؔ آلِ اطہر کی ہر ایک ادا پر
ہیں سو جاں سے قربان فاروقِ اعظمؓ
(صفحہ:116)

اسی طرح حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی صفات، خصائل اور ان کی بہادری و شجاعت کے جو کارنامے ہیں ان کو الگ الگ نظموں میں نہایت خوب صورتی سے پیش کیا ہے:

ے جامع القرآں پئے القابِ ذو النورینؓ ہے
یعنی نورِ علم حق آدابِ ذو النورینؓ ہے
(صفحہ:117)

ے وہ دو جہاں میں ہے واللہ سرفرازِ علیؓ
علی کے ناز نے بخشا جسے نیازِ علیؓ
(صفحہ: 119)

ے صبیحؔ! کیسے نہ آساں ہوں مشکلیں میری
مدد کو آتا ہے خود دستِ دلنوازِ علیؓ
(صفحہ:120)

صبیحؔ رحمانی نے حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کا ذکر بہت عمدہ الفاظ میں کیا ہے، جن سے

حضرت فاطمہؓ کے اوصاف، صفات و عادات اور اخلاقِ حسنہ درخشندہ ستاروں کی طرح نگاہوں میں جھلملانے لگتے ہیں:

سیدہؓ دنیا و دین کی جانِ ماں ہیں سیدہؓ
سیدہؓ خود اور دو سید کی ماں ہیں سیدہؓ

(صفحہ:121)

صبیحؔ رحمانی نے اپنا کلام حضرت امام حسنؓ کی نذر کرتے ہوئے سیدنا حضرت امام حسنؓ کی خوبیوں اور ان کی بہادری کو بھی اجاگر کرتے ہوئے ان کو اپنے والدین کا حوصلہ اور حضرت مصطفیٰ ﷺ کا مجسم آئینہ قرار دیا:

علیؓ و فاطمہؓ کا حوصلہ امام حسنؓ
مجسم آئینہ مصطفیؐ امام حسنؓ

(صفحہ:123)

اس کے ساتھ ہی انہوں نے حضرت امام حسینؓ کی شجاعت و دلیری اور اسلام کے راستے میں قربانیوں کو موضوع بنایا ہے کہ انہوں نے اسلام کے راستے میں شہید ہو کر شہادت کی آبرو رکھی اور دینِ حق کے لیے جان قربان کر دی:

حسینؓ آپ نے امت کی آبرو رکھ لی
شہید ہو کے شہادت کی آبرو رکھ لی

(صفحہ:125)

اس مجموعہ کلام میں صبیحؔ رحمانی نے خلفائے راشدینؓ کے ساتھ دیگر صحابہؓ کی دینِ اسلام اور رسول اللہ ﷺ سے محبت و یگانگت، سنتِ رسول ﷺ کی پیروی کا تذکرہ

بھی نہایت خوب صورت انداز میں کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کی شان و شوکت اور خدا اور رسول ﷺ سے سچی محبت و روحانیت کے جذبے کو جامع الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ایک شعر ملاحظہ کیجیے:

؎ رگ رگ میں ہیں خدا و محمدؐ بسے ہوئے
روحانیت کی جان ہیں سلمان فارسیؓ
(صفحہ:129)

حضرت حسان بن ثابتؓ کو نعت گوئی میں جو اہم اور عظیم مرتبہ حاصل تھا، اس مرتبے کو صبیحؔ رحمانی نے نعتیہ اشعار میں نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے:

عرش بر دوش پایانِ حسانؓ ہے
خود ثناء بھی ثنا خوانِ حسانؓ ہے
اور کوئی جان حسان ہو یا نہ ہو
نعت گوئی مگر جانِ حسانؓ ہے
(صفحہ:131)

صبیحؔ رحمانی نے اپنے نعتیہ کلام میں سچے عاشقانِ رسول ﷺ کا ذکر بہت عمدگی سے کیا ہے۔ بالخصوص ان کا ذکر جو دینِ اسلام اور سنتِ رسول ﷺ کا پرچار کرتے ہوئے راہِ حق میں قربان ہو گئے۔ ان عاشقان رسول ﷺ میں صوفیا و علمائے کرام بھی شامل ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے خواجہ معین الدین چشتیؒ، سیدنا حضور غوث اعظمؒ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ، سچل سر مست کی خوبیوں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت، دینی خدمات کو اپنے مناقب میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ وہ صوفی شعرا جنہوں نے سرائیکی

شاعری میں نعت لکھی ہے، وہ بھی صبیحؔ رحمانی کی شاعری کا موضوع بنے ہیں۔ ان کا ذکر معروف شاعر و محقق خورشید ربانی اپنے مضمون بعنوان "سرائیکی شاعری میں نعت" مشمولہ "پاکستانی زبانوں میں نعت: روایت و ارتقا" مرتّبہ صبیحؔ رحمانی میں یوں کیا ہے:

"سرائیکی شاعری اس حوالے سے تو خوش بخت رہی ہے کہ اسے معروف صوفی شعرا حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، شاہ حسین، شاہ شمس سبزواری، سچل سر مست، سلطان باہو، بابا بلھے شاہ اور خواجہ غلام فرید جیسے نابغہ روزگار شخصیات کی توجہ حاصل ہوئی۔"

ان اولیا و صوفیائے کرام نے عشق رسول ﷺ کے سچے جذبے سے سرشار ہو کر دینِ اسلام کی سربلندی کو اپنا مقصدِ حیات بنائے رکھا اور سنتِ رسول ﷺ کو فروغ دیتے ہوئے اس کی تبلیغ بھی جاری رکھی۔ ان سب کے اس جذبے کی عکاسی صبیحؔ رحمانی نے اپنی نظموں میں کی ہے۔ سیدنا حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ شعر ملاحظہ کریں:

؎ یہ نگاہِ غوث دیکھو تو یہ بات مان لو گے
جہاں عظمتِ خدا ہے وہیں شانِ مصطفائی
(صفحہ:133)

حضرت بابا فریدُ الدّین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے جذبۂ عشق اور خدماتِ اسلام کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

؎ آپ کا درِ اقدس فیضِ شاہِ شاہاں ہے
جس کا ایک اک ذرّہ آفتابِ ایماں ہے
(صفحہ:137)

"ماہِ طیبہ" میں سب سے آخری ذکر حضرت شاہ میر مشرف حسین المعروف سید صاحب الہٰ آبادی کا ہے۔ ان کا شمار بھی راہِ حق اور دینِ اسلام کے فروغ اور ترویج و ترقی میں اپنی زندگی وقف کرنے والوں میں ہوتا ہے۔ اس حوالے سے ان کی منقبت کے دو اشعار دیکھیے:

سادات کا نشاں ہیں مشرف حسین شاہؒ
روحانیت کی جاں ہیں مشرف حسین شاہؒ
جو گزرا ان کے در سے شرف یاب ہو گیا
عظمت دہِ جہاں ہیں مشرف حسین شاہؒ
(صفحہ: 143)

فنی جائزہ

صبیحؔ رحمانی نے اپنے اشعار میں فکر کے ساتھ ہی فنی محاسن کا بھی خاص خیال رکھا ہے۔ کسی بھی فن پارے کو سنوارنے اور نکھارنے کے لیے فکر و فن کا شعور لازمی امر ہے۔ شاعری کی کوئی بھی صنف ہو اس میں علم بدیع اور علم بیان کے تمام اصولوں کو بروئے کار لایا جانا ضروری ہے کیونکہ صنائع بدائع شاعری کا حسن اور زیور ہیں اور ان کے بغیر شاعری جسدِ بے روح معلوم ہوتی ہے۔ پروفیسر سید مسعود حسن رضوی اپنی تصنیف "ہماری شاعری معیار و مسائل" میں لکھتے ہیں:

"صنعتیں کلام کا زیور ہیں، ان کے استعمال کے لیے بھی ایک خاص سلیقے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ سلیقہ بھی فطرت کی تائید کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔"

صبیحؔ رحمانی کے کلام میں فکری و موضوعاتی تنّوع کی پیش کش کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کا تخلیقی اظہار موجود ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے جہاں ایک طرف نعت نگاری سے اپنی شناخت قائم کی وہیں دوسری طرف انہوں نے اردو نعت کو تخلیقی رفعتوں سے ہمکنار کیا۔ بقول ڈاکٹر تحسین فراقی:

"صبیحؔ رحمانی کی نعتیں فن کی پختگی، بیان کے وقار اور حفظِ مراتب کے شعور کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔"

مختصر یہ ہے کہ صبیحؔ رحمانی کی شاعری فنی اور فکری حوالے سے ان کی شاعرانہ مہارت کا واضح ثبوت ہے۔ اسی شاعرانہ مہارت یعنی قدرتِ بیان، جدت طرازی، تازگیِ افکار، رنگینیِ بیان، واقفیتِ مقام، پر خلوص جذبات اور سادگی اظہار کی بدولت وہ اپنے دور کے دیگر شعرا سے منفرد اور ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مجموعہ "ماہِ طیبہ" میں فکر کے ساتھ ساتھ نہایت خوب صورتی سے فنی محاسن کا بھرپور استعمال کر کے نعتیہ کلام کو جلا بخشی ہے۔

واصفانہ نعت

صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں سیرت کے ایک خاص پہلو یعنی وصفِ شخصیت کے بیان کی مثالیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے حضرت محمد ﷺ کی صفات و فضائل اور اسوہ حسنہ ﷺ پر بھر پور روشنی ڈالی ہے۔ اردو نعت کی روایت اور موضوعات پر روشنی ڈالیں تو ہمیں نعت کا ایک پہلو بطورِ خاص نظر آتا ہے جسے واصفانہ نعت سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ نعت کی وہ اصطلاح ہے جس کا مطلب نعت میں رسول کریم ﷺ کی صفاتِ حمیدہ کا تخلیقی اظہار ہوتا ہے۔ شعرا نے اپنی اپنی نعتوں میں رسول

کریم ﷺ کی صفاتِ جمیلہ کو مختلف انداز میں پیش کیا۔ نعتیہ مجموعہ "ماہ طیبہ" کی غزلوں و نظموں میں واصفانہ انداز بیان کی مثالیں موجود ہیں جن میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ بیان ہوئے ہیں۔ درج ذیل اشعار دیکھیے:

ے شافع محشرؐ لبِ اعجاز ہلائیں
تکتے ہیں کھڑے منہ کو گنہگار بہت سے
(صفحہ:83)

ے وہ شمع حرم ہو کہ طورِ تجلی
حضورؐ آپ ہی نور برسا رہے ہیں
(صفحہ:56)

ے جلووں کے بھی جلوے سمٹ آئے مرے دل میں
آنکھوں نے مری خاک جو پائی ترےؐ در کی
(صفحہ:92)

تغزل

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام میں تغزل کا رنگ بھی اپنی چھب دکھاتا نظر آتا ہے جو حضور ﷺ کے عشق میں ڈوبا ہوا اور رنگا ہوا بھی ہے اور صبیحؔ رحمانی کے دلی جذبات کا عکاس بھی ہے۔ تغزل کی بدولت ان کے کلام میں حسن و اثر پیدا ہوا ہے۔

بڑھ گیا حدِ جنوں سے نام لیوا آپؐ کا
آپؐ کو خود مانگنے آیا ہے منگتا آپؐ کا

محفلِ محشر میں دیدارِ خدا ہو گا ضرور
کاش ایسے میں نظر آ جائے جلوہ آپؐ کا
آفتابِ روزِ محشر کو چمکنے دیجئے
جلوہ گر ہے ہم سیہ کاروں پہ سایہ آپؐ کا
(ص:89)

تشبیہ و استعارہ

صبیحؔ رحمانی کی وسعتِ نظر اور ذوق سلیم کا اندازہ ان کے کلام "ماہِ طیبہ" میں استعمال ہونے والی دلنشین تشبیہات اور استعارات سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق (بھارت) لکھتے ہیں:

"کلام میں تشبیہات اور استعارات کی جدت ان کے اپنے ذوقِ سلیم اور ان کی شعر گوئی کی صلاحیت پر شاہد ہے۔" تشبیہ کی مثال ملاحظہ کیجیے:

؎ خاک پائے شاہ کو سُرمہ بنا لیتا ہوں میں
میری آنکھوں میں کبھی ہوتی ہے جب کم روشنی
(صفحہ:43)

؎ گیسوؤں سے ابر رحمت چھائے گا
وہ ہنسیں گے، روشنی ہو جائے گی
(صفحہ: 75)

درج بالا اشعار میں 'خاک پائے شاہ، سرمہ، آنکھوں، روشنی، گیسوؤں' سارے الفاظ کو صبیحؔ رحمانی نے تشبیہ کے طور پر اپنے اشعار میں استعمال کیا ہے۔ اسی طرح

استعارہ کی مثال:

؎ محشر کی دھوپ کیا ہے ہم عاصیوں کے حق میں
گیسوئے مصطفیؐ کی چھاؤں بہت گھنی ہے
(صفحہ:63)

؎ ان کے کرم کی خوشبو سے ہے کیسا مری قسمت کا گلاب
شاخِ چمن پر مہکا مہکا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
(صفحہ: 96)

صنعت تکرار لفظی

صبیحؔ رحمانی نے تشبیہ، استعارہ کے ساتھ ساتھ "ماہ طیبہ" میں صنعت تکرار لفظی کا استعمال بھی عمدہ انداز میں کیا ہے۔ مثال کے طور پر اشعار ملاحظہ کریں:

؎ پانی پانی ہوا بھی ہجر شہ کُل میں صبیحؔ!!
میرے اشکوں کی جو دیکھے چاہ زم زم روشنی
(صفحہ:44)

؎ سر نہیں جھکتا ہے نہ جھکے، دل جان سے جھکتا لگتا ہے
راہِ نبیؐ کا ذرّہ ذرّہ مجھ کو تو کعبہ لگتا ہے!
(صفحہ:49)

؎ نفس نفس ان کا نامِ نامی قدم قدم سجدہ غلامی
کلام مطلق میں جو لکھا ہے وہ درس میرے نصاب میں
(صفحہ:61)

؎　وہاں سر نہ کیسے خم ہو بصد عجز والہانہ!!
جہاں ذرّے ذرّے میں ہے اک ادائے معجزانہ
(صفحہ:67)

ان اشعار میں "ذرے ذرے"، "ذرہ ذرہ"، "پانی پانی"، "زم زم"، "نفس نفس"، "قدم قدم" صنعت تکرار لفظی کی مثالیں ہیں۔

صنعت تکرار مع الوسائط

صبیحؔ رحمانی نے صنعت تکرار لفظی کے ساتھ ہی صنعت تکرار مع الوسائط کے استعمال سے بھی کلام میں حسن پیدا کیا ہے جس کی عمدہ مثال درج ذیل اشعار ہیں:

؎　آج کل پرسوں کبھی ہو جائے گی
اک نہ اک دن حاضری ہو جائے گی
(صفحہ:75)

؎　ایسی دوری پہ قربان جاؤں دور رہ کر بھی دوری نہیں ہے
یہ کرم بھی کرم در کرم ہے میں یہاں ہوں مرا دل وہیں ہے
(صفحہ:81)

صنعت تکرار بالواسطہ میں لفظ مکرر کے درمیان کوئی اور لفظ موجود ہوتا ہے اور درج بالا اشعار میں اک نہ اک میں لفظ "نہ" اور کرم بھی کرم، کرم در کرم میں "بھی"، "در" اس کی واضح مثال ہے۔

صنعت تضاد:

صبیحؔ رحمانی نے اپنے اس نعتیہ مجموعہ میں صنعت تکرار کے علاوہ صنعت تضاد کا

استعمال بھی کیا ہے۔ صنعت تضاد عام طور پر دو چیزوں کے درمیان موازنہ کر کے ایک کی قیمت متعین کرنے، ایک دوسرے کے ساتھ اپنے خیال کی مناسبت کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ سید صبیحؔ رحمانی کی شاعری میں صنعت تضاد کی بہترین مثالیں موجود ہیں، مثلاً:

ے　آج کل پرسوں کبھی ہو جائے گی
اک نہ اک دن حاضری ہو جائے گی
(صفحہ:75)

ے　صبحِ ازل کی بات نہیں ہے شامِ ابد کا ذکر نہیں
مجھ کو تو ان کا اک اک جلوہ دیکھا دیکھا لگتا ہے
(صفحہ:50)

ے　حشر کے دن کیا کیا نہ گزرتی ایک تبسم کے صدقے
مشکل کو آسان بنایا میرے کملیؐ والے نے
(صفحہ:97)

ے　اک آنکھ سوئے عرش ہے اک آنکھ سوئے فرش
کونین ہیں ہمارے دل و جاں کے ارد گرد
(صفحہ:45)

ان اشعار میں صنعت تضاد کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں۔ جن میں آج، کل، فرش، عرش، صبح ازل،شامِ ابد، مشکل، آسان، وغیرہ صنعت تضاد کی بہترین مثالیں ہیں۔

صنعت تلمیح:

نعت میں صنعت تلمیح کا استعمال بھی کثرت سے ہوتا ہے، وہ اس لیے کہ نعت میں محمد ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے واقعات کا ذکر بھی خاص طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام "ماہِ طیبہ" میں بھی صنعت تلمیح کا استعمال زیادہ ہوا ہے، جس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

؎ اے حضرت موسیٰؑ! یہ بڑے ہوش کا ہے کام
یہ وادیء سینا نہیں طیبہ کی گلی ہے
(صفحہ:74)

؎ محشر میں محمدؐ بھی ہیں یوسفؑ بھی ہیں موجود
اب دیکھیے کس کے ہوں خریدار بہت سے
(صفحہ:83)

؎ حسانؓ کے صدقے میں صبیحؔ جگر افگار!
بن جاؤں گا میں نائبِ حسانؓ کسی دن
(صفحہ:66)

؎ اب تک خدا گواہ! پریشاں ہے چشمِ شوق
موسیٰؑ سے پوچھو منزلِ سینا کی روشنی
(صفحہ:48)

صبیحؔ رحمانی نے ان اشعار میں تلمیح کا استعمال نہایت موثر انداز میں کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کا ذکر، وادی سینا، طیبہ، حضرت حسانؓ اور حضرت یوسفؑ کا ذکر، صنعت

تلمیح کی واضح مثالیں ہیں۔

صنعت مراعاۃ النظیر:

صبیحؔ رحمانی نے "ماہِ طیبہ" میں صنعت مراعاۃ النظیر کو موقع محل کے مطابق استعمال کر کے اپنے کلام میں خوب صورتی پیدا کی ہے:

؎ شمع دیں کی کیسے ہو سکتی ہے مدہم روشنی
بزم طیبہ میں برستی ہے جھما جھم روشنی
(صفحہ:42)

؎ موجوں سے جو ہوتی رہیں سرکارؐ کی باتیں
ساحل پہ مجھے لائے گا طوفان کسی دن
(صفحہ:65)

صنعت ترصیع

صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتوں میں صنعتِ ترصیع کا استعمال بھی نہایت عمدگی سے کیا ہے۔ ان کی بہت سی نعتوں کے دونوں مصرعوں کے الفاظ علی الترتیب ایک دوسرے کے ہم وزن ہیں۔ اس حوالے سے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

؎ حضورؐ آپؐ جو سن لیں تو بات بن جائے
حضورؐ آپؐ جو کہہ دیں تو کام ہو جائے
(صفحہ:69)

صنعتِ اشتقاق:

صبیحؔ رحمانی نے اپنے نعتیہ کلام میں ایسے الفاظ کا بھی استعمال کیا ہے جو ایک ہی مادے سے مشتق ہوں اور ان لفظوں میں اصل لفظ کے حروف کی ترتیب بھی قائم رہے اور اصل میں جو معنی ہوں اس سے بھی موافقت ہو۔ صنعتِ اشتقاق کے حوالے سے اہم اشعار یہ ہیں:

؎ شیدائے محمدؐ کی ہر شان ہے ذیشانی
دامانِ کرم سر پر قدموں میں خدائی ہے
(صفحہ:41)

؎ شامِ اسریٰ مٹ گئی تفریقِ محبوب و مُحب
روشنی میں اس طرح ہوتی ہے مدغم روشنی
(صفحہ:44)

؎ میں آ نہیں سکتا تو حضور آپؐ بلائیں
احسانوں پر اک اور بھی احسان کسی دن
(صفحہ:65)

درج بالا اشعار میں شانی اور ذیشانی، محب اور محبوب، احسان اور احسانوں وہ الفاظ ہیں جو ایک ہی مادے سے نکلے ہیں۔ جن سے اصل الفاظ کا آپس میں ربط و ضبط قائم ہے۔

صنعت تعجب:

صبیحؔ رحمانی نے اپنے نعتیہ کلام میں صنعت تعجب کا استعمال بھی بخوبی کیا ہے جس کی مثالیں نعتیہ مجموعہ "ماہِ طیبہ" کی نعتوں میں بھی واضح ہیں۔ اس حوالے سے درج ذیل

اشعار ملاحظہ ہوں جن میں تعجب کا انداز اپنایا گیا ہے:

ے گیسوئے پاک ان کے برہم ہو کے بھی برہم نہیں
ورنہ ہر عالم کی ہو جائے گی برہم روشنی
(صفحہ:44)

ے سایہ کسی کو کیسے نظر آئے آپؐ کا
سایہ ہے خود ہی محفلِ دنیا کی روشنی
(صفحہ:48)

صنعت لف و نشر:

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ مجموعہ ''ماہِ طیبہ'' میں صنعت لف و نشر کی بھی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ لف و نشر میں پہلے چند چیزیں یا الفاظ بیان کیے جاتے ہیں جن کو لف کہا جاتا ہے، اس کے بعد وہی چیزیں الفاظ یا ان کی صفتیں یا منسوبات اسی ترتیب یا الٹی ترتیب یا بغیر کسی ترتیب کے بیان کی جاتی ہیں جس کو نشر کہتے ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے اپنے کلام میں اس صنعت کا استعمال بخوبی کیا ہے۔ یعنی:

ے اصحابؓ یوں ہیں شاہ رسولاںؐ کے ارد گرد
جیسے ستارے ماہِ درخشاں کے ارد گرد
(صفحہ:45)

ے اک آنکھ سوئے عرش ہے اک آنکھ سوئے فرش
کونین ہیں ہمارے دل و جاں کے ارد گرد
(صفحہ:45)

عکس مستوی:

صبیحؔ رحمانی کے مجموعہ کلام "ماہِ طیبہ" میں صنعتِ عکسِ مستوی کی مثالیں بھی کم و بیش ملتی ہیں۔ اس حوالے سے ان کا ایک اہم نعتیہ شعر جس میں "جبیں ہے"، عکس مستوی کی عمدہ مثال ہے

؎ میں ہوں محوِ شوقِ سجدہ مجھے کچھ خبر نہیں ہے
ترا آستاں جبیں ہے کہ جبیں ہے آستانہ
(صفحہ:67)

صنعت سیاقۃ الاعداد:

صبیحؔ رحمانی نے صنعت سیاقۃ الاعداد کا استعمال بھی نہایت اعلیٰ طریقے سے کیا ہے۔ اس حوالے سے مثالیں ملاحظہ کیجیے:

؎ صبیحؔ آلِ اطہر کی ہر ایک ادا پر
ہیں سو جاں سے قربان فاروقِ اعظمؓ
(صفحہ:116)

؎ ایک اک دھڑکن پہ سو سو رحمتوں کا ہو نزول
دل سے دُہرائے جو انسان الصلوٰۃ و السلام
(صفحہ:111)

؎ لاکھ سجدے ہوں مگر سجدے سے کیا حاصل اسے
جس کی قسمت میں نہ ہو نقش کفِ پا آپؐ کا
(صفحہ:89)

؎ دل ہیژدہ ہزار زمانوں کو کیا کہے؟
اک لفظ کُن سے وضع کیے تو نے شش جہات

اوپر دیے گئے اشعار میں صنعت سیاقتہ الاعداد الفاظ سو، ایک، لاکھ، ہزار وغیرہ شامل ہیں۔

تراکیب کا استعمال:

اردو شاعری میں ابتدا ہی سے تراکیب کا استعمال جاری و ساری ہے، اور یہ شاعری کا حسن بھی ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے بھی اپنے نعتیہ کلام میں نئی نئی تراکیب کا استعمال کر کے اپنے کلام کو حسین و دلکش بنایا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے مجموعہ "ماہ طیبہ" میں موجود نعتوں میں سہ حرفی اور دو حرفی تراکیب کے نمونے جا بجا ملتے ہیں۔ مثلاً:

؎ حمد و ثناء سے بھی کہیں اعلیٰ ہے تیری ذات
انسان کیا بیان کرے تیری کل صفات
(صفحہ:33)

؎ لا ریب مدینہ ہے دل و جانِ دو عالم
اور کرب و بلا کیا ہے دل و جانِ مدینہ
(صفحہ:54)

؎ مہر و مہ حشر تک کریں گے طواف
چشمِ سرکار کا اشارا ہے
(صفحہ:59)

؎ دین کی شرم و حیا کا لطف آئے گا اسے
جس کے دل پہ نقش رعب و دابِ ذو النورینؓ ہے
(صفحہ:117)

اوپر دیئے گئے اشعار میں سید صبیحؔ رحمانی نے تراکیب کا استعمال نہایت عمدہ طریقے سے کیا ہے۔ ان اشعار میں اہم تراکیب حمد و ثناء، دل و جان، کرب و بلا، مہر و مہ، شرم و حیا وغیرہ شامل ہیں۔

صنعت سوال و جواب:

صبیحؔ رحمانی نے "ماہِ طیبہ" میں صنعت سوال و جواب کا استعمال بھی نہایت موثر انداز میں کرتے ہوئے اپنی شاعری میں نیا پن اور نکھار پیدا کیا ہے۔ ان کے ہاں یہ سوال و جواب کا انداز مکالماتی صورت میں سامنے آتا ہے۔ مثلاً:

؎ انؐ کی عظمت کو کیا کوئی سمجھے انؐ کی رفعت کو کیا کوئی جانے
انؐ کے در کی گدائی پہ نازاں سدرۃ المنتہٰی کا مکیں ہے
(صفحہ:82)

؎ بارگاہِ طور کا عالم کہوں کیا اے صبیحؔ
چشمِ موسیٰؑ! آج بھی پڑھتی ہے کلمہ آپ کا
(صفحہ:90)

؎ پست وہ کیسے ہو سکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا!
دونوں جہاں میں اُن کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
(صفحہ:95)

صنعتِ ملمع:

صبیحؔ رحمانی نے اپنی شاعری میں صنعتِ ملمع کو بھی بخوبی استعمال کیا ہے، جس سے ان کی شاعری کا حسن دوبالا ہو گیا ہے۔ ان کے نعتیہ مجموعہ "ماہِ طیبہ" میں صنعت ملمع کی بہترین مثالیں درج ذیل ہیں:

ـ اس کو راس آئے گا کیا بہشت کا منظر
جس نے سیر کی ہو گی عمر بھر مدینے کی
(صفحہ:51)

ـ میں اہلِ محبت میں امر الامراء ہوں!
راس آئی ہے یوں مجھ کو گدائی تیرے در کی
(صفحہ:91)

ـ پئے نعت نبیؐ مئے انوار
میرے افکار پر برستی ہے
(صفحہ:72)

صنعت ترافق:

آپ نے اپنے نعتیہ کلام میں صنعت ترافق کا استعمال بھی بڑی مہارت کے ساتھ کیا ہے۔ مثلاً:

ـ اصحابؓ یوں ہیں شاہِ رسولاںؐ کے ارد گرد
جیسے ستارے ماہِ درخشاں کے ارد گرد
(صفحہ:45)

؎ وحشی کو انسان بنایا میرے کملیؐ والے نے
روحِ دل و ایمان بنایا میرے کملیؐ والے نے
(صفحہ:97)

صبیحؔ رحمانی کے کلام میں شامل صنعتِ ترافق کی یہ دو مثالیں ایسی ہیں جن کے اگر پہلے مصرعے کو دوسرے مصرعے کی جگہ پڑھ لیا جائے تو معنی اور ترتیب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں ان کے کلام میں موجود ہیں۔

ندائیہ فجائیہ کا استعمال:

صبیحؔ رحمانی نے اپنے نعتیہ کلام میں ندائیہ فجائیہ کا استعمال بھی بہترین انداز میں کیا ہے اور اس کے ذریعے اپنے کلام میں ایک جو تاثر پیدا ہوا وہ انفرادیت کا حامل ہے۔
"ماہِ طیبہ" میں ندائیہ فجائیہ کی اہم مثالیں درج ذیل ہیں:

؎ نعت گوئی کے لیے درکار ہے کچھ تو صبیحؔ!
حسنِ حسانؓ، صدقِ قدسی، جام جامی چاہیے
(صفحہ:88)

؎ قبلۂ اوّل کی ہمت تو کرو!
ساتھ خود روحِ علیؓ ہو جائے گی
(صفحہ:76)

؎ پڑھتے ہیں صبیحؔ! اہلِ نظر مدحتِ کعبہ
اشعار جو پڑھتا ہوں میں در شانِ مدینہ
(ص:54)

ے کام بن جائے گا صرف ایک نظر میں واللہ
ہے صبیحؔ! آپ ہی کا حضرتِ سچل سر مست
(صفحہ:142)

بحروں کا تنوع:

صبیحؔ رحمانی کے کلام میں بحروں کا تنوع موجود ہے،لمبی اور چھوٹی دونوں بحروں کا استعمال یکساں مہارت سے کیا ہے۔ جن کی بہترین اور واضح مثالیں صبیحؔ رحمانی کے کلام میں موجود ہیں۔ مثلاً:

چھوٹی بحر کی مثال:

ے محمدؐ کے جلوے نظر آ رہے ہیں
حجابِ دو عالم اٹھے جا رہے ہیں
(صفحہ: 55)

ے سجدہ گاہِ حضورِ نبیؐ ہو گئی
بندگی واقعی بندگی ہو گئی
(صفحہ:69)

ے فرازِ عرش پر معراجِ معنوی کیا ہے
درِ نبیؐ ہو میسر تو بندگی کیا ہے
(صفحہ:39)

لمبی بحر کی مثال:

؎ میں نے قرآن کی روشنی میں اور حسانؓ کی پیروی میں
جان و دل سے جو نعتیں کہی ہیں ان کا ایک ایک نقطہ نگیں ہے
(صفحہ:82)

؎ پاؤں تھک جائیں گے جب رہِ عشق میں سر تو کیا ہے یہ قلب و نظر جائیں گے
جان جاتی رہے یا رہے کچھ بھی ہو، ہم درِ مصطفیؐ تک مگر جائیں گے
(صفحہ:37)

؎ اے صبیحؔ کیا تھا میں کچھ نہیں تھا بد تروں سے کہیں بد تریں تھا
آج حسّان کا جانشیں ہوں یعنی جو کچھ ہوں نعت نبیؐ سے
(صفحہ:94)

عروض و تقطیع:

صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری میں مختلف بحروں کے استعمال سے رنگینی و عمدہ تاثر پیدا ہوا ہے جس کی وجہ سے ان کے نعتیہ اشعار میں موزونیت و دلکش اندازِ بیان ابھر کر سامنے آتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ مجموعہ "ماہِ طیبہ" میں موجود عروض و تقطیع کی مثال ملاحظہ کیجیے:

؎ حضورؐ! ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے
(صفحہ:35)

بحر: مجتث مثمّن مخبون محذوف مسکّن

تقطیع:

حضور ایسا کوئی انتظام ہو جائے

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فَعْلن

سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فَعْلن

حُسنِ مطلق کے لیے ذاتِ گرامی چاہیے

طوفِ کعبہ میں بھی طیبہ کی سلامی چاہیے

(صفحہ: 87)

عروضی بحر: رمل مثمّن محذوف

تقطیع:

حسن مطلق کے لیے ذاتِ گرامی چاہیے

فاعلاتنفاعلاتنفاعلاتن فاعلن

طوفِ کعبہ میں بھی طیبہ کی سلامی چاہیے

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

میں خوفِ عصیاں سے رو کے سویا

جو اپنا دامن بھگو کے سویا

(صفحہ: 101)

آزاد نظم "کاغذی مکاں" کے اس شعر کی تقطیع دو طرح سے ہو سکتی ہے۔
عروضی بحر: رجز مربّع مجنون مر فّل / بحر متقارب مثّمن مقبوض اثلم
☆ بعض عروضی اسے بحر جمیل مربّع سالم بھی کہتے ہیں۔

تقطیع: نمبر:01

مخو فعص یا سرو کسویا
مفاعلاتن مفاعلاتن
جُ اپ ندا من بھگو کسویا
مفاعلاتن مفاعلاتن

تقطیع: نمبر: 02

مخوفِ عصیا سرو کِ سویا
فعولُ فعلن فعو لُفعلن
جُ اپ نَ دامن بھگوکِ سویا
فعو لُفعلن فعو لُفعلن

قافیہ و ردیف:

بحروں کے تنوع کے ساتھ انہوں نے ردیف و قافیہ کے استعمال میں بھی دل کشی کا اہتمام کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے کلام میں اور بھی وسعت اور حسن و نکھار پیدا ہوا۔ قافیہ و ردیف کا بر محل و خوب صورت استعمال صبیحؔ رحمانی کی فنی پختگی کا واضح ثبوت ہے۔

ے ارضِ طیبہ عجیب بستی ہے
جس کو ہر اک نظر ترستی ہے
(صفحہ: 71)

ے جان و ایماں سے بڑھ کے پیارا ہے
ان کا غم شوق کا سنوارا ہے
(صفحہ:59)

ے خاکِ در حضرت جو مرے رُخ پہ ملی ہے
یہ فیض یہ عظمت مرا حقِ ازلی ہے
(صفحہ:73)

صبیحؔ رحمانی ایک بلند فکر اور علمی شان و رُتبے کے مالک شاعر و ادیب ہیں۔ انہوں نے اپنے نعتیہ اشعار میں قافیہ اور ردیف کا استعمال بہت موئثر انداز میں کیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف مختصر بلکہ طویل ردیفوں کا استعمال بھی اپنے نعتیہ کلام میں نہایت خوش اسلوبی سے کیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں موجود ردیفوں کے حوالے سے ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں:

صبیحؔ نے مشکل اور طویل ردیفوں میں بھی اپنے شعری سلیقے کا ثبوت دیا ہے۔

ے تھے عالی مرتبہ سب انبیا اوّل سے آخر تک
مگر سرکارؐ سا کوئی نہ تھا اوّل سے آخر تک
(صبیحؔ رحمانی)

صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں خوب صورت ردیفوں کے حوالے سے ایک اور نقاد پروفیسر قیصر نجفی کا کہنا ہے:

"طویل ردیفیں وضع کرنا اور پھر استحکامِ ردیف کا خیال رکھنا صبر آزما مرحلہ ہے۔ مقامِ مسرت ہے کہ صبیحؔ رحمانی اس نوع کی تمام تر فنی آزمائشوں سے کامگار گزرے ہیں۔ اختراعِ ردیف اور اس کے فنکارانہ استعمال میں تو وہ اپنے ہم عصروں میں گویا سبقت لے گئے ہیں۔"

مطلع و مقطع:

صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتیہ غزلوں میں مطلع و مقطع کا اہتمام بھی بخوبی کیا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام "ماہِ طیبہ" میں مطلع کے اشعار کا حسن دیکھیے:

؎ ہر جذبہ ایماں ہمہ تن جانِ مدینہ
والله مرا دِل ہے کہ ارمان مدینہ
(صفحہ:53)

؎ شمع دیں کی کیسے ہو سکتی ہے مدہم روشنی
بزمِ طیبہ میں برستی ہے جھما جھم روشنی
(صفحہ:43)

؎ آپ خیر الانام صاحب جی
اور میں ادنیٰ غلام صاحبؐ جی
(صفحہ:79)

اسی طرح سے نعتیہ مجموعہ "ماہِ طیبہ" میں مقطع کے بھی اعلیٰ نمونے موجود ہیں۔

مثال ملاحظہ کیجیے:

ے　نعت کہتا رہا جو دل سے صبیحؔ
وہ بھی حسّان ہو گیا ہو گا
(صفحہ:58)

ے　کہاں میں اور کہاں مدح مالکِؐ کونین
صبیحؔ ان کا کرم ہے یہ شاعری کیا ہے
(صفحہ:40)

ے　بے جمال درِ حضورؐ صبیحؔ!
زندگی موت کو ترستی ہے
(صفحہ:72)

اسلوب / اندازِ بیاں:

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ اشعار میں عشقِ رسول ﷺ کی دلگدازی، جذبہ تقدس اور خیال کی آفرینی پائی جاتی ہے۔ جس نے ان کے نعتیہ کلام کو حسن اور نکھار بخشا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کا اسلوبِ نعت گوئی بہت تازہ اور شگفتہ ہے۔ ان کے نعتیہ اسلوب کی دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ لفظوں کے نئے مفاہیم کے لیے خوب صورت لفظی تراکیب تشکیل دیتے ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کا اسلوب و اندازِ بیاں نہایت ہی سادہ اور سلیس ہے۔ جس کی بدولت ان کی تمام تر نعتیں عام فہم اور جلدی سمجھ میں آنے والی ہیں۔ ان کے نعتیہ اسلوب سے ان کی شخصیت کا اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام "ماہِ طیبہ" کا اگر بغور جائزہ لیا جائے یا مطالعہ کیا جائے تو ان کے ہاں منفرد لب و

لہجہ اور اسلوب دکھائی دیتا ہے۔ سعید بدر اپنے مضمون ”روشنی اور خوشبو کا نعت گو شاعر“ مشمولہ ”ثناء خوان محمدؐ“ میں لکھتے ہیں :

> ”صبیحؔ رحمانی غزل اور نظم کے مزاج اور تقاضوں کو اچھی طرح سمجھتا ہے اور وہ نعت کو اس رتبہ سے کمتر صورت میں نہیں دیکھنا چاہتا جس تک عام غزل اور نظم پہنچ گئی ہو۔ چنانچہ وہ قدرتِ کلام کو قدرت آشنا کر کے اپنی نعت کو عصرِ جدید کے اسالیب و رجحانات سے آراستہ کرتا چلا جاتا ہے۔ اسے اپنا منفرد لب و لہجہ بنانے میں بڑی نمایاں کامیابی ہوئی ہے۔“

صبیحؔ رحمانی ایک صاحبِ اسلوب شاعر ہیں۔ ان کا اسلوب، فن اور اس کے لوازمات سے پوری طرح آشنائی رکھتا ہے۔ بقول عزیز احسن:

> ”صبیحؔ کا اسلوب اعلان کر رہا ہے کہ آنے والا وقت اس کے لیے آنکھیں بچھائے ہوئے ہے۔“

سادگی و سلاست:

صبیحؔ رحمانی کے اندازِ بیان میں مشکل پسندی کے بجائے سادگی اور سلاست، خلوص و صداقت، سوز و گداز، عاجزی اور ایجاز و اختصار کی خصوصیات موجود ہیں۔

وہ جو قرآن ہو گیا ہو گا
ان کا فرمان ہو گیا ہو گا
سجدہ کر کے جو سر نہیں اٹھا
در پہ قربان ہو گیا ہو گا
(صفحہ:57)

صبیحؔ رحمانی کے اسلوبِ شعر میں سادگی، ترنم، عاجزی اور روانی بنیادی عناصر ہیں۔ بعض اوقات اگر کوئی لفظ مشکل معلوم ہو بھی تو وہ شعر کے مکمل ہونے پر اپنے مفہوم سمیت سمجھ میں آ جاتا ہے۔

؎ حضورؐ آپ جو چاہیں تو کچھ نہیں مشکل
سمٹ کے فاصلہ یہ چند گام ہو جائے
(صفحہ:35)

؎ محمدؐ کے جلوے نظر آ رہے ہیں
حجابِ دو عالم اٹھے جا رہے ہیں
(صفحہ:55)

؎ عرش والے آپؐ کی صورت پہ قرباں ہو گئے
کیا سمجھ سکتے ہیں رتبہ اہلِ دنیا آپ کا
(صفحہ:90)

روانی و تسلسل:

صبیحؔ رحمانی نے غزلوں، نظموں میں سادگی و سلاست کے ساتھ ساتھ روانی اور تسلسل کے ذریعے بھی نکھار اور حسن پیدا کیا ہے۔ "ماہِ طیبہ" میں موجود نظم "یاد" روانی اور تسلسل کی عمدہ مثال ہے مثلاً:

اے رحمتِ کُلؐ
اے فخرِ رُسُلؐ
ہیں

آپؐ کی یادیں
نوریں سی
سو
کیوں نہ آپؐ کو یاد کریں؟
ہیں آپؐ کی باتیں
میٹھی سی
پھر
کیوں نہ آپؐ کی بات کریں؟ (صفحہ:105)

سہلِ ممتنع:

سید صبیحؔ رحمانی اپنے کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال نہیں کرتے جن کی تہ تک وہ خود نہیں پہنچ سکتے۔ انہوں نے سہلِ ممتنع کی روایت کو برقرار رکھا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو اس میں بعض ایسے اشعار بھی پڑھنے کو ملتے ہیں جو صنعت سہلِ ممتنع کی ذیل میں آتے ہیں۔مثلاً:

؎ شامِ اسریٰ مٹ گئی تفریق محبوب و مُحبّ
روشنی میں اس طرح ہوتی ہے مدغم روشنی
(صفحہ:44)

؎ درِ شہ پہ ہم یوں مٹے جا رہے ہیں
پئے زندگی، زندگی پا رہے ہیں
(صفحہ:55)

عربی، فارسی اور ہندی الفاظ کا استعمال:

صبیحؔ رحمانی کے کلام میں جگہ جگہ عربی، فارسی اور ہندی الفاظ کا امتزاج ایک حسن پیدا کرتا ہے۔ تاہم وہ نہایت آسان الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں تاکہ قاری کے لیے ابلاغ کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ بقول ڈاکٹر حسرت کاس گنجویؔ:

> "صبیحؔ رحمانی کی نعت زبان و بیان، اسلوب اور فکر و فن کی بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ ان کی زبان صاف اور سادہ، عام فہم، با محاورہ اور روزمرہ کے مطابق ہے۔ ان کے ہاں عربی اور فارسی کے دقیق لفظ نہیں ہوتے نہ مشکل تراکیب ہوتی ہیں۔ کہیں کہیں ہندی کے الفاظ ہیں لیکن وہ نا مانوس نہیں ہیں۔ بولنے میں اکثر آتے ہیں اور مخصوص مفہوم ادا کرتے ہیں۔"

؎ ہر سانس صلوٰۃ اور سلام اہلِ یقیں کو
جیسے کوئی ہر وقت ہو مہمانِ مدینہ
(صفحہ:54)

؎ نقشِ پائے شہؐ کی ہلکی سی جھلک ہے کارگر
کیسے ہو سکتی ہے مہر و مہ کی مدہم روشنی
(صفحہ:43)

؎ پئے نعت نبیؐ، مئے انوار
میرے افکار پر برستی ہے
(صفحہ:72)

میں اہلِ محبت میں امر الامراء ہوں!
راس آئی ہے یوں مجھ کو گدائی ترے در کی
(صفحہ:91)

درجہ بالا اشعار میں صلوٰۃ، سلام، پائے شہ ﷺ، مہر و مہ، پئے، مئے، امر الامراء اور راس وغیرہ یہ سب الفاظ عربی، فارسی اور ہندی کے ہیں اور ان الفاظ کے استعمال سے صبیحؔ رحمانی کا کلام خوب صورت اور دل نشین ہو گیا ہے۔

صبیحؔ رحمانی کا نعتیہ کلام فنی و فکری دونوں حوالوں سے بہترین نمونہ ہے۔ سادگی، ندرتِ بیان، جدتِ ادا، پر خلوص جذبات اور منفرد اندازِ بیان کی وجہ سے وہ اپنے دور کے دیگر شعرا سے ممتاز حیثیت کے مالک دکھائی دیتے ہیں۔

(ب) جادۂ رحمت:

صبیحؔ رحمانی کا دوسرا نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" کے نام سے 1993ء میں کراچی سے شائع ہوا۔ اس مجموعے میں حمد باری تعالیٰ، نعتیہ غزلیں، حمدیہ ہائیکو، نعتیہ ہائیکو اور سلام شامل ہیں۔ 128 صفحات کے اس مجموعے کا انتساب صبیحؔ رحمانی نے اپنے مُرشدِ کاملِ حضرت شاہ انصار حسین الٰہ آبادی مدظلہ کے نام کیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے مجموعہ "جادۂ رحمت" میں حمدیہ کلام کے ساتھ ساتھ 24 نعتیں، 17 پابند و آزاد نعتیہ نظمیں، ۲0 حمدیہ ہائیکو، 10 نعتیہ ہائیکو اور سلام شامل ہیں۔ مذکورہ مجموعہ میں شامل ایک نعتیہ نظم بعنوان "کاغذی مکاں" اور نعتیہ غزلوں میں سے دو نعتیہ غزلیں مجموعہ "ماہِ طیبہ" میں بھی شامل ہیں۔

(الف) حضور ایسا کوئی انتظام ہو جائے

(ب) ذرے بھی اس کو دیدۂ بینا کی روشنی

اس نعتیہ مجموعے کا پیش لفظ سید ابو الخیر کشفی نے "جادۂ رحمت کا مسافر صبیحؔ رحمانی" کے نام سے تحریر کیا ہے۔ جس میں انہوں نے صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے مذکورہ نعتیہ مجموعے کو بھی کھل کر سراہا ہے۔

"صبیحؔ کے مختصر سے مجموعے میں ہائیکو بھی ہیں، آزاد نظموں کے ساتھ ساتھ پابند نظمیں بھی ہیں اور غزل کی ہیئت میں بھی زیادہ نعتیں ہیں۔" (صفحہ:14)

مجموعہ "جادۂ رحمت" کے فلیپ پر ناگپور (بھارت) سے "ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاقؔ" کی رائے درج ہے۔ جس میں انہوں نے صبیحؔ رحمانی کے فنِ نعت نگاری و نعت خوانی کو سراہتے ہوئے داد و تحسین سے نوازا اور عصرِ حاضر میں نعتیہ ادب کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں ان کے مقام و مرتبے کا تعین کیا۔

"نعت کی ترقی میں آج جو ایک صاحبِ صلاحیت اور با کمال طبقہ جان و دل سے لگا ہوا ہے اس کی نوجوان نسل میں صبیحؔ رحمانی کا مقام بہت نمایاں ہے۔ ان میں جو لگن حصولِ مقصد کے لیے جدّوجہد، خلوص اور تہذیبی معیار پایا جاتا ہے، ان سب کو دیکھ کر ان کی خداداد صلاحیت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔"

اس مجموعہ میں شامل مضمون بعنوان "ایک خوب صورت نعتیہ تخلیق" میں پروفیسر عاصی کرنالی نے صبیحؔ رحمانی کو بطور نعت گو، نعت خواں شاعر متعارف کروایا ہے اور ان کے نعتیہ ادب میں مقام و مرتبے کا تعین کرتے ہوئے ان کے شعری مجموعہ کے حوالے

سے تفصیلاً بات کی ہے۔

"صبیحؔ رحمانی کی نعتیں جہاں ایک طرف روایتی اور مروّجہ نعت کے عطر سے اپنے دامن کو معطّر کیے ہوئے ہیں وہیں عصرِ حاضر کے تناظر کی خوش رنگی سے رنگین ہیں اور وہیں عہدِ آئندہ کے امکانات کی رعنائی کو اپنے فکر و اظہار میں سمیٹے ہوئے ہیں۔" (صفحہ: 26)

حفیظؔ تائب "پیشوائی" میں صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ انفرادیت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"وہ نعت کو اس رتبہ سے کمتر کسی صُورت نہیں دیکھنا چاہتا جس تک عام غزل اور نظم پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ وہ قدرتِ کلام کو ندرت آشنا کر کے اپنی نعت کو عصرِ جدید کے اسالیب و رجحانات سے آراستہ کرتا چلا جاتا ہے اسے منفرد لب و لہجہ بنانے میں بھی بڑی نمایاں کامیابی ہوئی ہے۔" (صفحہ:28)

نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" کے آخر میں مختلف نقادوں اور ادیبوں کے تبصرے شامل ہیں جس میں صبیحؔ رحمانی کے فن کی مقبولیت و فضیلت، آداب نعت گوئی، سوز و تاثیر اور صبیحؔ رحمانی کے عشقِ رسول ﷺ کے جذبے، ان کی دلی عقیدت و اسلوبِ بیان کو موضوعِ بحث بنایا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں کہ:

"صبیحؔ کی نعت گوئی اپنے اندر وسیع امکانات لیے ہوئے ہے۔ زمینوں کے انتخاب سے لے کے بات کہنے کے انداز تک میں ان کے ہاں تازگی اور شائستگی جھلکتی ہے۔" (صفحہ:123)

سحرؔ انصاری، صبیحؔ رحمانی کے جذبہ نعت گوئی کی قدر و منزلت متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جذبے اور عقیدے کے ساتھ ساتھ اگر مطالعے اور شعور کی رہنمائی میں صبیحؔ رحمانی نے اپنا یہ سفر جاری رکھا تو یقیناً وہ اپنے ہم عصروں میں نمایاں مقام حاصل کر سکیں گے۔" (صفحہ:125)

فکری جائزہ:

صبیحؔ رحمانی نہ صرف نعت کی کلی جہتوں سے کامل واقفیت رکھتے ہیں بلکہ نعت کے علمی آفاق کی رفعتوں کا ادراک بھی رکھتے ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد صنفِ نعت گوئی کو بڑا فروغ حاصل ہوا ہے اور جس قدر اہم نعتیہ مجموعے شائع ہوئے، "جادۂ رحمت" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ "جادۂ رحمت" کے حوالے سے شفیق الدین شارق نے اپنے مضمون "جادۂ رحمت کا مسافر" میں لکھا ہے:

"جادۂ رحمت" کی پوری نعتیہ شاعری شاعر کے ان تین شعروں میں سمٹ آئی ہے:

ے فرشتوں نے مری لوحِ عمل پر روشنی رکھ دی
ثنا خوانِ محمدؐ لکھ دیا اوّل سے آخر تک
(جادۂ رحمت۔ ص:51)

ے ملی ہے کاسہ فن کو مرے خیرات طیبہ سے
مرا دیوان ہے ان کی عطا اوّل سے آخر تک
(جادہ رحمت۔ ص:51)

ے صد شکر اے صبیحؔ کہ توصیفِ مصطفیٰؐ
عنواں مرے ادب کا مری شاعری کا ہے
(جادۂ رحمت۔ ص:79)

صبیحؔ رحمانی نے اپنے مجموعہ "جادۂ رحمت" کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے کیا جس کا مطلع کچھ یوں ہے:

حوصلہ دے فِکر کو اور بَارشِ فیضان کر
ہے ثناء تیری بہت مشکل اِسے آسان کر
رفتہ رفتہ کھول مجھ پر رازِ ہائے جِسم و جَاں
دِھیرے دِھیرے مجھ پہ ظاہر تو مری پہچان کر
(صفحہ:36)

نعتیہ کلام:

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام میں والہانہ عقیدت، بے پناہ محبت اور باطنی سرشاری کا احوال ہر شعر میں جھلکتا ہے۔ ان کی شاعری سے ان کے اعتقادی رجحانات اور دینی میلانات کا بھر پور اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہ اپنے افکار، احساسات و کیفیات کو متنوع ہئیتوں میں بیان کرتے ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے سیرتِ رسول ﷺ، اوصاف اور اخلاقِ حسنہ کو اپنی نعتوں میں اس عقیدت اور سلیقے سے بیان کیا ہے کہ ان کی نعتوں میں خوب صورت آہنگ و تاثر پیدا ہو گیا ہے۔

وصف لکھنا حضورِ انورؐ کا
ہے تقاضا یہ میرے اندر کا
وُہ ہیں آئینۂ جمَال ایسا
عکس ہے جس میں آئینہ گر کا
(صفحہ: 56)

صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں عشق کی نغمگی، ذوق و شوق کی فراوانی اور جذبوں کی صداقت کا عکس واضح طور پر ملتا ہے۔ وہ بھی یہ آرزو اور تمنا رکھتے ہیں کہ ان کا کلام بھی بوصیریؒ اور جامیؒ جیسے عاشقانِ رسولؐ کی طرح مقبولِ بارگاہ نبی کریمؐ ہو جائے۔

ملے مجھے بھی زبان بوصیریؒ و جامیؒ
مرا کلام بھی مقبولِ عام ہو جائے
(صفحہ:69)

صبیحؔ رحمانی نے غزل کے ساتھ دوسری ہیئتوں یعنی دوسری اصنافِ شعر میں بھی اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کیا ہے اور اس طرح اپنے فنی وفکری تجربات کو بروئے کار لاکر اپنے کلام میں تاثیراور وسعت پیدا کی ہے:

ایک اک گام پہ روشن کرو مِدحت کے چراغ
نعت کی روشنی پھیلاؤ جہاں تک پہنچے
جب بھی آیا ہے صبیحؔ اسمِ محمدؐ لَب پر
قافلے حرف کے معراجِ بیاں تک پہنچے
(صفحہ: 53)

صبیحؔ رحمانی کی غزل کے پیرائے میں لکھے گئے نعتیہ کلام کے حوالے سے ڈاکٹر اسلم فرخی لکھتے ہیں:

"انہوں نے نعت غزل کے انداز میں بھی لکھی ہے کہ نعت سرورِ کونین ﷺ کا سب سے مقبول اور پسندیدہ انداز یہی ہے۔"

صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ غزلوں کے حوالے سے جاذب قریشی بھی اپنے مضمون "جنت

کا گلاب" مشمولہ "جادۂ رحمت کا مسافر" از ڈاکٹر حسرت کا س گنجویؔ میں لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعت کو جو پیکر دیا ہے وہ غزل کا پیکر ہے انہوں نے بہت سی منقبتیں، سلام، شہدائے کربلا کے بارے میں اشعار اور صوفیائے کرام کے بارے میں نظمیں بھی لکھی ہیں لیکن ان کے نعتیہ اظہار کا بیشتر حصہ ایک ایسی غزل کی ہیئت میں ظاہر ہوا جس کی جمالیات بہت حد تک محبوبِ خدا کے شمائل سے متعلق ہے اور جس کی لفظیات آسان اور سہل ہے۔"

نعتیہ نظمیں:

صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتیہ نظموں میں پابند و آزاد دونوں اسالیب کو نہایت اثر آفرینی سے استعمال کیا ہے۔ اس حوالے سے پابند و آزاد نعتیہ نظموں کے چند نمونے ملاحظہ کیجیے:

پابند نعت:

کوئی مثلِ مصطفےٰؐ کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا
کسی اور کا یہ رُتبہ کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا
مرے طاقِ جاں میں نسبت کے چراغ جل رہے ہیں
مجھے خوف تیرگی کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا
(صفحہ:42-43)

وصف لکھنا حضورؐ انور کا
ہے تقاضا یہ میرے اندر کا

وہؐ ہیں آئینۂ جمالِ ایسا
عکس ہے جس میں آئینہ گر کا
(صفحہ:56)

آزاد نعت:

مجھے یقیں ہے
وہؐ سُن رہے ہیں نگاہِ خاموش کی صَدائیں
دُکھوں سے بوجھل مری نوائیں
وہؐ جانتے ہیں
ہزار ہا درد و غم کی شمعیں (دُھوپ میں تلاش سائبان، صفحہ: 96)

منزلیں گُم ہوئیں
راستے کھو گئے
راہِ سیرت سے ہم ایسے بھٹکے شہاؐ
خود کو پہچاننا
کارِ دشوار ہے (صفحہ: 105)

جدید ادبی رجحانات کے پیش نظر صبیحؔ رحمانی نے حیات و کائنات کے مسائل خصوصاً گرد و پیش کی زندگی کے احوال و آثار کو نعت سے ہم آہنگ کر کے پیش کیا ہے جو ان کا ایک اہم کام ہے۔ وہ چشم بیدار اور دلِ بینا رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ زندگی کے حقائق سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے ایک مضمون مشمولہ مجلہ "نعت رنگ" میں کہتے ہیں:

"آج کا نعت نگار اجتماعی، انفرادی اور کائناتی دکھوں کے مداوے کے لیے سیرتِ اطہر سے روشنی کشید کر رہا ہے۔ یوں ہماری نعت اسلام اور روحِ اسلام، کائنات اور مقصدِ کائنات، رسول اور حیات رسول کی تفہیم کا ایک وسیلہ بن کر محض عقیدت کا معاملہ نہیں رہی بلکہ فکری و فنی سطح پر بھی ادب و تہذیب کا معتبر حوالہ بن گئی ہے۔"

موجودہ دور میں سماجی و سیاسی کش مکش، مادی مفاد، اقتدار کی رسہ کشی و آمریت، وسائل پر قبضہ، مذہبی، معاشرتی و معاشی استحصال اور انسانی زندگی کے بہت سے دیگر مسائل نے انسانیت کو دہلا کر رکھ دیا ہے۔ اس حوالے سے صبیحؔ رحمانی نے اپنی آزاد نظموں میں عصری حسیت اور عہد شناسی کا لا جواب مظاہرہ کیا ہے اور اپنے ارد گرد کے حالات کی عکاسی "جادۂ رحمت" میں کھل کر کی ہے۔ اس حوالے سے ان کی نظموں "زخموں کی قندیل اور روشنی"، "اے نوید مسیحا دعائے خلیل"، "ایک عالمگیر نظام"، "دھوپ میں تلاشِ سائباں"، "انسانیت کے سب سے بڑے معمار" وغیرہ اہم ہیں۔ ان کی نظم "زخموں کی قندیل اور روشنی" سے ایک مثال ملاحظہ کریں:

وقت کی دھڑکنیں خوف سے بند ہیں
صحنِ اقصیٰ سے دہلیزِ کشمیر تک
ایک کہرام سا ہے بپا ہر طرف
جبر کی قوتیں دندناتی ہوئی
پھر رہی ہیں زمانے میں اب چار سو
جسمِ مسلم کے زخموں کی قندیل سے

بہہ رہا ہے یونہی
روشنی کا لہو (صفحہ:114)

صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتوں کے ذریعے دورِ حاضر کے نا مساعد حالات اور ان سے پیدا شدہ کشیدگی سے چھٹکارا پانے کے لیے نبی آخر الزمان ﷺ کی سنت و دینِ اسلام پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی ہے۔ وہ بہت سی نعتوں میں اسوۂ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی تعقید اور ان سے امداد کی اپیل کرتے نظر آتے ہیں کہ اس عہد کا انسان احساس محرومی کا شکار ہے۔ یہاں ایک انسان دوسرے انسان سے بیزار ہے، معاملاتِ زندگی سلجھنے کے بجائے آئے روز تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ ہر کوئی ایک دوسرے کا دشمن بنا بیٹھا ہے۔اس انسانیت سے عاری سماج کے لیے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ نظم ”انسانیت کے سب سے بڑے معمار“ میں دعائیہ انداز ملاحظہ فرمائیں:

وہ خیر خواہوں کا امامِ اوّلین و آخریں
اک بار سب کو یاد آ جائے
جسے ظالم پڑوسی سے محبت تھی
جسے رسمِ غلامی سے عداوت تھی
وہ جس کی ذات رُوئے ارض پر موجود ہر جن و بشر کے واسطے وجہ ہدایت تھی۔
(صفحہ: 108)

صبیحؔ رحمانی نے مسائل حیات، زمانے کی پیچیدگیوں، احساس سے محروم عہد، شکست سے دوچار لوگوں اور غمِ دوراں کی عکاسی نہایت باریک بینی سے کی ہے۔

؎ کہیں نفرتیں کہیں رنجشیں کہیں خاک و خون کی بارشیں
مرے عہد میں ہے عجیب رنگ کا اشتعال مرے نبیؐ
(صفحہ: 49)

صبیحؔ رحمانی نے عصرِ حاضر میں انسانیت کے وقار میں کمی، مصائب و مسائل کا شکار اور گمراہی و مصیبتوں میں مبتلا انسان کو اپنی نعت کا موضوع بنایا ہے اور اسے ان حالات سے نکلنے کے لیے اسوۂ رسولؐ کی پیروی کا رستہ سجھایا ہے۔ پوری امت جس آشوب کی لپیٹ میں آ گئی ہے اس سے بچنے کا واحد ذریعہ اتباعِ رسولؐ ہے۔

؎ نکل آئیں گے حل سب مسئلوں کے چند لمحوں میں
حیات مصطفیٰؐ کو سوچنا اوّل سے آخر تک
(صفحہ: 50)

اس حوالے سے پروفیسر ڈاکٹر عاصیؔ کرنالی اپنے مضمون ”ایک خوب صورت نعتیہ تخلیق“ بشمولہ ”جادۂ رحمت“ میں لکھتے ہیں:

”صبیحؔ رحمانی کی نعتیں جہاں ایک طرف روایتی اور مروجہ نعت کے عطر سے اپنے دامن کو معطر کیے ہوئے ہیں، وہیں عصر حاضر کے تناظر کی خوش رنگی سے رنگین ہیں اور وہیں عہدِ آئندہ کے امکانات کی رعنائی کو اپنے فکر و اظہار میں سمیٹے ہوئے ہیں۔“

صبیحؔ رحمانی کی نظموں کے مضامین کے حوالے سے ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی کہتے ہیں:

”صبیحؔ کے ہاں غمِ ذات بھی ہے، غمِ کائنات بھی اور اپنے عہد کا آشوب

بھی ہے۔ جدید حسیت کا عکس بھی ہے۔"

صبیحؔ رحمانی کی نظموں میں تاریخی و فلسفیانہ پہلو، جذبہ اور عقیدت کے ساتھ مکمل شعری تصور موجود ہے جس کی اہم مثال ان کی نعتیہ نظم "سنہرے موسم" ہے:

دیارِ جاں میں
سنہرے موسم اتر رہے ہیں
میں زرد لمحوں
سیاہ سایوں سے اپنا پیچھا
چھڑا چکا ہوں
پناہ میں ان کی
آ چکا ہوں (صفحہ:113)

صبیحؔ رحمانی کی نظموں میں جوش و خروش اور ایک بلند جذبہ و عقیدت کی فراوانی موجود ہے۔ بقول پروفیسر جاذب قریشی:

"صبیحؔ رحمانی کی نظموں میں جذبے کی شدت بھی ہے اور اسلوب کی تازگی بھی ہے۔"

شاعری کی ایک مشہور صنف ہائیکو اور سانیٹ کی تکنیک و ہیئت میں بھی صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتیں پیش کی ہیں۔ بقول ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی:

"صبیحؔ رحمانی کی شاعری میں غزل اور آزاد نظم سے لے کر جدید صنف ہائیکو تک میں نعت کے خوب صورت نمونے ہیں۔"

ادب میں ہائیکو کی ہیئت کا فروغ تقریباً 1980ء میں کراچی میں ہائیکو مشاعرے

سے ہوا، اس صنف کی طرف سید محمد امین علی شاہ نقوی، تابش دہلوی، محشر بدایوانی، ادا جعفری، شاہدہ حسن اور اقبال حیدر نے خصوصی طور پر توجہ دی۔ ان کے بعد دور حاضر میں سرشارؔ صدیقی اور صبیحؔ رحمانی نے اس کی طرف بھر پور توجہ دی ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی ہائیکو کے پیرائے میں ایک حمد اور نعت ملاحظہ ہو:

حمدیہ ہائیکو

کیا تیرا عرفان
ہم کو نہیں ہے خود مولا
اپنی بھی پہچان (صفحہ:40)

اے ربِّ رحمان
صُورت کے طالب ہیں ہم
بے چہرَہ اِنسان (صفحہ: 40)

نعتیہ ہائیکو

یادِ پیغمبرؐ
روز چراغاں کرتی ہے
میری پلکوں پر (صفحہ: 117)

روشن ہیں چہرے
رنگ ہیں جن پر آقاؐ کی
نسبت کے گہرے (صفحہ:118)

صبیحؔ رحمانی نے درج بالا ہائیکو میں جدید تر رجحانات کو نعتیہ شاعری کے تجربوں کا

حصہ بنایا ہے اور جاپانی صنف ہائیکو میں شاعری کر کے اپنے نعتیہ فن اور شعری کیفیات کو اپنے اندازِ سخن سے منفرد بنایا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے ہائیکو کے ساتھ ہی سانٹ میں بھی طبع آزمائی کی ہے جس کی اہم مثال ان کی نظم بعنوان "سنہرے موسم" ہے:

دیارِ جاں میں
سنہرے موسم اتر رہے ہیں
میں زرد لمحوں
سیاہ سایوں سے اپنا پیچھا
چھڑا چکا ہوں
پنا ہ میں ان کی
آ چکا ہوں
میں روشنی میں
نہا رہا ہوں (صفحہ: 113)

صبیحؔ رحمانی نے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" میں شعر کی داخلی اور خارجی جمالیاتی قدروں کو اظہار کی قوت سے پیش کیا۔ بقول ڈاکٹر عزیز احسن:

"صبیحؔ رحمانی نے کم عمری میں ہی شعر کی داخلی اور خارجی جمالیاتی قدروں کا راز پا لیا ہے اور وہ اپنے احساسِ جمال کو نعت کی تخلیق کے لیے خلاّقانہ شدت سے اور اظہار کی قوت کے ساتھ استعمال کر رہا ہے۔"

فنی جائزہ:

صبیحؔ رحمانی نے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" میں فکر کے ساتھ فنی لوازمات کا بھی

خیال رکھا ہے۔ انہوں نے اس مجموعے میں فنی محاسن بالخصوص علم بدیع اور علم بیان کے تمام اصولوں کو نہایت عمدگی سے برت کر اپنے کلام میں دل کشی پیدا کی ہے۔ ان کی نعت کا سرمایہ تخلیقی اظہار کی جس سطح اور فکر و فن کی جس بلندی کا حامل ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی لفظیات ادبی حسن کاری کا مظہر اور تراکیب و تلازمات ان کے ذہنی اُپج کے غماز ہیں۔ انہوں نے لفظی و تراکیبی حوالے سے کئی تجربات کیے ہیں۔

تشبیہ و استعارہ:

صبیحؔ رحمانی نے اپنے اشعار کو ہمیشہ دل ربا و دل نشیں تشبیہات اور استعارات سے سنوارا ہے۔ ان کے شعری مجموعہ "جادۂ رحمت" میں بھی یہ سلسلہ قائم رہا ہے۔ خوب صورت تشبیہات اور استعارات ان کی پہچان بن کر سامنے آتے ہیں۔ اس مجموعہ سے تشبیہ کی مثال ملاحظہ کریں:

؎ اُتاری روح کی بستی میں جلووں کی دھنک اس نے
شکستِ شب پہ ہو جیسے سحر آہستہ آہستہ
(صفحہ:44)

؎ نظر آتے ہیں پھول سب کے سب
حرف نعت رسولؐ سب کے سب
(صفحہ:66)

اسی طرح استعارہ کی مثال ہے:

؎ صندلی آب و ہوا کیسے نہ ہو اس شہر کی
خاکِ طیبہ کا ہر اک ذرہؔ ہے جنت کا گلاب
(صفحہ:71)

؎ سنا ہے دامنِ عصیاں کو دھو دیتے ہیں آنسو بھی
مری آنکھوں کو بھی اک چشمۂ آبِ بقا دے دو
(صفحہ:56)

ان اشعار میں "جلوؤں کی دھنک، سحر، پھول، حرفِ نعت" وغیرہ تشبیہ، استعارہ کے طور پر استعمال کیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر عزیز احسن نے اپنی تصنیف "نعت میں محاورہ، استعارہ، تشبیہ اور علامت کا استعمال" میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن میں موجود فنی تنوع اور تشبیہات کی مثالوں کو پیش کیا جن سے ان کے نعتیہ کلام میں ایک حسن و تاثر قائم ہوا جس کی واضح مثال ایک شعر ہے:

؎ صبیحؔ اُنؐ کی ثنا اور تو کہ جیسے برف کی کشتی
کرے سورج کی جانب طے سفر آہستہ آہستہ
(جادۂ رحمت۔ صفحہ: 45)

درج بالا شعری مثال کے حوالے سے ڈاکٹر عزیز احسن لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی نے بہت خوب صورت تشبیہ "جیسے برف کی کشتی" کا استعمال کر کے جدید نعتیہ ادب میں خوب صورت ایمجری (تصویر کشی Imagery) کا نقش قائم کیا۔"

تغزل:

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" میں تغزل کا رنگ بھی اجلا اور نکھرا نکھرا سا ہے۔ ان کی نعتوں کا یہ رنگ عشق نبیؐ، عقیدت و معرفت سے ہم آہنگ ہو کر ان کے کلام میں حسن و دلکشی کا تاثر نمایاں ہوتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" میں تغزل کی بہترین مثال درج ذیل اشعار ہیں:

؎ فرش پر عرش کے حالات سنائے ہم کو
اُن کے آنے سے گیا بے خبری کا موسم
(صفحہ:54)

؎ ہو دِل کا نور، نگاہوں کا نور، علم کا نور
ہر ایک نور کو نسبت مہِ عرب سے ہے
(صفحہ:62)

صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں تغزل کے حوالے سے ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری اپنے مضمون "صبیحؔ رحمانی ایک با کمال شاعر" مشمولہ "جادۂ رحمت کا مسافر" از ڈاکٹر حسرت کاس گنجویؔ میں لکھتے ہیں:

"تغزل نعت کی خوبی ہے اور صبیحؔ رحمانی کی نعت میں حسن تغزل کی کمی نہیں۔"

صنعت تضاد:

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" میں شامل نعتوں میں صنعت تضاد کی مثالیں واضح طور پر ملتی ہیں۔ اس حوالے سے ان کے چنداشعار ملاحظہ فرمائیں:

؎ فرش پر عرش کے حالات سنائے ہم کو
ان کے آنے سے گیا بے خبری کا موسم
(صفحہ: 25)

؎ نورِ سرکارؐ دو عالم کو پکارا میں نے
جب اندھیروں کے قدم وادی جاں تک پہنچے
(صفحہ: 29)

؎ تو ہے آئینہ ازل یا رب
اور میں ہوں اَبد کی حیرانی
(صفحہ: 38)

؎ بہارِ نعت سے باغ سخن لہکا صبیحؔ ایسا
تر و تازہ رہی فصلِ نوا اوّل سے آخر تک
(صفحہ:51)

درج بالا اشعار میں "فرش اور عرش"، "نور اور ندھیرا"، "ازل اور ابد"، "اوّل اور آخر" صنعت تضاد کی عمدہ مثالیں ہیں۔

صنعت تلمیح:

تخلیقی اظہار میں الفاظ کا برتاؤ اور نئے نئے معانی پیدا کرنے کی جستجو، تلمیحات کے باب میں نئے لفظی و معنوی در کھولتی چلی جاتی ہے۔ اس حوالے سے صبیحؔ رحمانی کے اس مجموعہ "جادۂ رحمت" میں شامل صنعت تلمیح کو دیکھیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے تاریخی و اسلامی واقعات سے کما حقہ آگہی حاصل کر رکھی ہے اور ان کو اپنی نعتیہ

شاعری میں سمو کر اپنے کمالِ فن کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔

؎ حرا کے سوچتے لمحوں کو زندہ ساعتیں لکھ کر
صفا کی گفتگو کو آبشارِ آگہی لکھوں
(صفحہ:64)

؎ پانی پانی ہو ابھی یاد شہ کل میں صبیح
میرے اشکوں کی جو دیکھے چاہ زم زم روشنی
(صفحہ:109)

درج بالا اشعار میں صبیحؔ رحمانی نے صفا، حرا، زم زم کو بطور تلمیح استعمال کیا ہے۔ ان الفاظ کے استعمال سے جہاں شعر میں خوب صورتی پیدا ہوئی وہیں وہ تاریخی واقعات بھی زندہ ہو گئے اور قاری کے ذوقِ سلیم کے لیے لطف و انبساط کا ایسا اہتمام ہوا کہ وہ اش اش کر اٹھے۔

حسن تعلیل:

صبیحؔ رحمانی نے اپنے مجموعہ کلام "جادۂ رحمت" میں حسن تعلیل کی صنعت کا استعمال بھی نہایت خوب صورتی سے کیا ہے۔ حسن تعلیل میں کسی بات کا سبب پسندیدہ طور پر بیان کیا جاتا ہے مگر وہ سبب اصلی نہیں ہوتا۔ اس طرح کی کئی مثالیں صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتوں میں دی ہیں جیسے:

؎ افق پہ ذہن کے روشن ہے ماہ عالم تاب
برس رہا ہے مری روح پر سحاب کرم
(صفحہ:33)

ے صبیحؔ اس کی ثنا اور تو کہ جیسے برف کی کشتی
کرے سورج کی جانب طے سفر آہستہ آہستہ
(صفحہ: 45)

ے طیبہ کے ہر راہی سے
ہنس کے گلے تقدیر ملی
(صفحہ:89)

صنعت تکرار لفظی

اس صنعت کو تکریر بھی کہتے ہیں۔ دو لفظوں کو جو کتابت، تلفظ اور معنی میں ایک ہوں، ان کو مصرعوں یا شعر میں برابر جمع کرنا۔ یعنی کسی مصرع یا شعر میں ایک لفظ کی تکرار کی جائے۔ صبیحؔ رحمانی نے اس صنعت کو اپنے مذکورہ مجموعہ میں بخوبی برتا ہے جس سے ان کے کلام میں ایک اور طرح کا تاثر و رعنائی کا پہلو ابھر کر سامنے آتا ہے۔

ے وہ جس کے جلوے افق افق ہیں
وہ جس کی کرنیں شفق شفق ہیں
(صفحہ:35)

ے رفتہ رفتہ کھول مجھ پر راز ہائے جسم و جاں
دھیرے دھیرے مجھ پہ ظاہر تو مری پہچان کر
(صفحہ:36)

ے مِٹا دِل سے غمِ زادِ سفر آہستہ آہستہ
تصور میں چلا طیبہ نگر آہستہ آہستہ
(صفحہ:44)

ۓ صدی صدی کے چہرے پر
ان کی طلب تحریر ملی
(صفحہ: 88)

ۓ دھڑکن دھڑکن نعت نبیؐ
نفس نفس تنویر ملی
(صفحہ:89)

ان اشعار میں صنعت تکرار لفظی کی مثالیں "افق افق"، "شفق شفق"، "رفتہ رفتہ"، "دھیرے دھیرے"، "دھڑکن دھڑکن"، "نفس نفس" ہیں، جن سے کلام میں ایک رعنائی و دلکشی کا تاثر قائم ہو گیا ہے۔

صنعت تکرار مع الوسائط

صبیحؔ رحمانی نے صنعت تکرار لفظی کے ساتھ ہی صنعت تکرار مع الوسائط کا استعمال بھی نہایت عمدگی سے کیا ہے۔ اس صنعت کو تکرار بالواسطہ بھی کہتے ہیں، جس میں دو الفاظ مکرر کے درمیان کوئی اور لفظ بھی موجود ہو۔ یعنی:

ۓ وہ جس کی رحمت نے دشت کے دشت
سبزہ و گل سے بھر دیے ہیں
(صفحہ:34)

ۓ مجھے اپنے رنگ میں رنگ دیں میرے دل کو اپنی امنگ دیں
ہو عطا وہ لذت سوز جاں جو ہو لازوال مرے نبیؐ!
(صفحہ:48)

مذکورہ بالا اشعار میں صنعت تکرار مع الوسائط کی خوب صورت مثال "دشت کے دشت" اور "رنگ میں رنگ" موجود ہے۔

تجاہل عارفانہ

صنعت تجاہل عارفانہ کو تبلیغ، تجاہل العارف اور شوق المعلوم مساق بھی کہتے ہیں۔ جس کی کئی مثالیں صبیحؔ رحمانی نے اپنے اس مجموعہ میں نہایت عمدگی سے دی ہیں۔ ان کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

؎ کہیں نفرتیں کہیں رنجشیں کہیں خاک و خون کی بارشیں
مرے عہد میں ہے عجیب رنگ کا اشتعال مرے نبیؐ
(صفحہ: 49)

؎ خدا ہی جانے ہمیں کیا خبر کہ کب سے ہے
جو ان کے ذکر کا رشتہ ہمارے لب سے ہے
(صفحہ: 62)

صنعت جمع

صبیحؔ رحمانی نے اپنے مجموعہ "جادۂ رحمت" میں صنعت جمع کا استعمال بھی نہایت عمدگی سے کیا ہے جس سے ان کے ہاں وحدتِ تاثر اُبھر کا سامنے آئی ہے۔ صنعت جمع میں کسی شعر میں دو یا دو سے زیادہ چیزوں کو اس طرح ایک جگہ جمع کیا جاتا ہے کہ گویا لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔ اس حوالے سے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

؎ زیست کے تپتے ہوئے صحرا میں ہے وجہ سکوں
ان کی یاد، ان کی تمنا ان کی سیرت کا گلاب
(صفحہ: 71)

وہ شہر علم و فضل وہ معراجِ فکر و فہم
محور اس کی ذات ہر اک آگہی کا ہے
(صفحہ:78)

صنعت معکوس

صنعت معکوس میں شعر کے اندر ایسا لفظ لایا جاتا ہے جسے الٹا سیدھا دونوں جانب سے یکساں پڑھا جائے۔ اس صنعت کی اہم مثال صبیحؔ رحمانی کے مجموعہ میں شامل یہ شعر ہے:

درد مندوں کے لیے درد کا درماں یہ نام
لوح جاں پر بھی یہی نقش نظر آتا ہے
(صفحہ:91)

درج بالا شعر میں لفظ "درد" کا استعمال کیا گیا ہے جس کو اگر الٹا سیدھا دونوں جانب سے پڑھا جائے تو وہی ہو گا۔

صنعتِ اشتقاق

صبیحؔ رحمانی نے اپنے کلام میں ایسے الفاظ کا بھی استعمال کیا ہے جو ایک ہی مادے سے مشتق ہیں اور ان لفظوں میں اصل لفظ کے حروف کی ترتیب کے ساتھ ساتھ اصل معنی سے بھی موافقت قائم ہے۔ "جادۂ رحمت" میں موجود صنعت اشتقاق کے حوالے سے اشعار دیکھیے:

درد مندوں کے لیے درد کا درماں یہ نام
لوح جاں پر بھی یہی نقش نظر آتا ہے
(صفحہ:91)

ے　عطر آسودہ فضا اور فضاؤں میں درود
خوشبوئے اسمِ محمدؐ کی حدیں لا محدود
(صفحہ:92)

درج بالا اشعار میں "درد" اور "درد مندوں"، "فضا" اور "فضاؤں" ایک ہی مادہ سے مشتق الفاظ ہیں جن کے استعمال سے اشعار میں ایک حسن و جاذبیت کا پہلو اجاگر ہوتا ہے۔

صنعت ترصیع

دونوں مصرعوں کے الفاظ علی الترتیب ایک دوسرے کے ہم وزن ہونے کو ترصیع کہتے ہیں۔ مذکورہ مجموعہ میں صنعت ترصیع کی مثالیں ملاحظہ کریں:

ے　حضورؐ آپ جو سن لیں تو بات بن جائے
حضورؐ آپ جو کہہ دیں تو کام ہو جائے
(صفحہ:69)

ے　اپنے اپنے وقتوں میں
اپنے اپنے جلوؤں سے
(صفحہ:111)

ے　دھول ہٹ گئی ساری
گرد چھٹ گئی ساری
(صفحہ:112)

ے　دھول ہٹ گئی ساری
گرد چھٹ گئی ساری

صنعت تجنیس محرف

صبیحؔ رحمانی نے "جادۂ رحمت" میں صنعت تجنیس محرف کا استعمال بھی کیا ہے۔ تجنیس کے لغوی معنی ایک دوسرے کے مشابہ یا مانند کے ہیں۔ وہ الفاظ جو تلفظ اور کتابت میں مشابہ ہوں لیکن معنیٰ میں مختلف ہوں۔ تجنیس کی کل پندرہ قسمیں ہیں جس میں ایک قسم تجنیس محرف ہے۔ کسی شعر میں موجود دونوں لفظوں میں مشابہت ہو لیکن حرکات و سکنات میں فرق ہو، تجنیس محرف کہلاتی ہے۔ یہ اشعار دیکھئے:

ـــ حیات فردا کی خوش دلی کی طرف رواں ہے
یہ دورِ جبر و ستم بہت جلد دُور ہو گا

(صفحہ:97)

ـــ نظر کے ریگزاروں کو متاعِ نقشِ پا دے دو
میں ہُوں تاریک راہوں میں، اُجالوں کا پتا دے دو

(صفحہ:64)

درج بالا اشعار میں تجنیس محرف کی مثال پہلے شعر میں لفظ "دور، دور" اور دوسرے شعر میں " دے دو، دے دو" ہے۔

صنعت تجنیس خطی

اسی طرح تجنیس کی ایک اور قسم صنعت تجنیس خطی ہے جس کی مثالیں صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں موجود ہیں۔ شعر میں موجود دونوں لفظوں کی ظاہری صورت و شکل ایک سی ہو مگر نقطوں، حرکات و سکنات، اور نوع کے لحاظ سے لفظ بدل جائے، یہ تجنیس خطی کہلاتی ہے۔ جیسے لفظ فرش اور عرش ہیں۔ ان دونوں لفظوں کو صبیحؔ رحمانی نے

اپنے ایک شعر میں اس طرح برتا ہے۔

؎ وہ جن کو تعلیم ربّ ملی ہے
جو فرش تا عرش ارتقا کی

(صفحہ:101)

صنعت قطار البعیر

صبیحؔ رحمانی نےاپنے کئی نعتیہ اشعار میں مصرع اولیٰ کے آخری حرف یا لفظ کو مصرع ثانی کے حرف اوّل کے طور پر بھی برتا ہے۔ جس کی بدولت صنعت قطار البعیر کی عمدہ مثالیں سامنے آئی ہیں۔ جیسے یہ شعر ملاحظہ ہو:

؎ قلم کی پیاس بجھتی ہی نہیں مدح محمدؐ میں
میں کن لفظوں میں اپنا اعتراف تشنگی لکھوں

(صفحہ: 47)

اس شعر کے پہلے مصرع کا آخری لفظ "میں" ہے جو دوسرے مصرع کا پہلا لفظ ہے۔

صنعت مسمط

صبیحؔ رحمانی نے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" میں صنعت مسمط کے نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ مذکورہ و مطلوبہ صنعت کے تحت ہر شعر میں تین تین ٹکڑے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر

؎ سرد ہوا نفرت کا جہنّم کھلے پیار کے پھول
وُہ آئے تو وحشی لمحے سب ٹھہرے معزول

خیر صفات رسُولؐ (صفحہ:98)

نظم کے اس بند میں مصرع اوّل کے دونوں ٹکڑے اور دوسرے مصرع کا پہلا اور دوسرا ٹکڑا ہم قافیہ ہیں۔

صنعت تدبیج

صنعت تدبیج میں تضاد ظاہر کرنے کے لیے شعر یا کلام میں مختلف رنگوں کا استعمال کیا جاتا ہے اور صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں بھی اس کے وقیع نمونے موجود ہیں:

میں زرد لمحوں
سیاہ سایوں سے اپنا پیچھا
چھڑا رہا ہوں

(صفحہ:113)

مذکورہ شعر میں ''زرد'' اور ''سیاہ'' رنگ کا تذکرہ کر کے صبیحؔ رحمانی نے ایک الگ آہنگ پیدا کیا ہے۔

صنعت مراعاۃ النظیر

کلام میں ایسے الفاظ جمع کیے جائیں جن کے معنی میں ایک دوسرے سے نسبت موجود ہو مگر یہ نسبت تقابل یا تضاد کی نہ ہو۔ صنعت مراعاۃ النظیر کا استعمال نہایت دلکش و بہترین طریقے سے کیا ہے۔ نمونے کے طور پر یہ اشعار دیکھئے:

؎ مرجَان نہ یاقوت نہ لعلِ یمنی مانگ
اللہ سے جذباتِ اویسِ قرنیؓ مانگ

(صفحہ:82)

ایک اک گام پہ روشن کرو مدحت کے چراغ
نعت کی روشنی پھیلاؤ جہاں تک پہنچے

(صفحہ: 53)

صنعت لف و نشر

کلام میں پہلے چند چیزوں کا ذکر کیا جائے پھر ان کے مناسبات و متعلقات کا تذکرہ ہو۔ چنانچہ پہلے کو لف اور دوسرے کو نشر کہتے ہیں۔ اگر نشر کی ترتیب لف کے مطابق ہو تو اس کو لف و نشر مرتب کہتے ہیں۔ ورنہ لف و نشر غیر مرتب کہیں گے۔ صبیحؔ رحمانی کے مجموعہ "جادۂ رحمت" میں صنعت لف و نشر کی بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

مقتدی تھے امام اقصیٰ کے
انبیاء و رسُول سب کے سب

(صفحہ:67)

تراکیب کا استعمال

صبیحؔ رحمانی نے "جادۂ رحمت" میں بھی نئی نئی تراکیب کا استعمال کیا ہے جن میں دو حرفی و سہ حرفی تراکیب شامل ہیں۔ "جادۂ رحمت" میں موجود نعتوں میں سہ حرفی اور دو حرفی تراکیب کے نمونے ملاحظہ کیجیے:

دو حرفی تراکیب:

کہیں نفرتیں، کہیں رنجشیں، کہیں خاک و خون کی بارشیں
مرے عہد میں ہے عجیب رنگ کا اشتعال مرے نبیؐ

(صفحہ:49)

؎ تیرگی سے خوف کھا کر جب پکارا آپؐ کو!
جسم و جاں میں روشنی کا اک سمندر جاگ اٹھا

(صفحہ:58)

سہ حرفی تراکیب:

؎ آنکھیں بچھا رہے ہیں مہ و بَرق و آفتاب
کیسے بیان ہو مرے آقاؐ کی روشنی

(صفحہ:72)

ان اشعار میں سید صبیحؔ رحمانی نے سہ حرفی تراکیب کا استعمال نہایت عمدہ طریقے سے کیا ہے۔ ان اشعار میں اہم تراکیب "جسم و جاں"، "خاک و خون"، "مہ و برق و آفتاب" شامل ہیں۔

صنعتِ ترافق:

صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتوں میں صنعت ترافق کا استعمال بھی بہت خوب صورتی سے کیا ہے۔ اس صنعت کی بدولت صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ غزلوں یا نظموں میں شامل بعض دونوں یا چاروں مصرعے اس طرح ہوتے ہیں کہ ان میں سے کسی مصرع کو بھی مصرع اوّل، دوم، سوم اور چہارم کر لیں مگر مضمون وہی رہتا ہے اور اس کے معنی میں بھی کوئی فرق نہیں آتا۔ شعر ملاحظہ کریں:

؎ مجھے اپنے رنگ میں رنگ دیں مرے دل کو اپنی امنگ دیں
ہو عطا وہ لذّت سوزِ جاں جو ہو لا زوال مرے نبیؐ!

(صفحہ:48)

ازل　بھی　اُنؐ　کا　اَبد　بھی　اُن　کا
سب　آئینوں　میں　جھلک　رہے　ہیں

(صفحہ:84)

صنعت سیاقۃ الاعداد:

اشعار میں اعداد کا بالترتیب ذکر کرنا صنعت سیاق الاعداد کہلاتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے نہ صرف اس مجموعے میں اس صنعت سیاقۃ الاعداد کا استعمال کیا ہے بلکہ اپنے ہر نعتیہ مجموعہ میں اس صنعت کا ذکر نہایت ہنر مندی سے کیا ہے۔ مجموعہ "جادۂ رحمت" میں صنعت سیاقۃ الاعداد کے حوالے سے اشعار دیکھیے جن میں لفظ "ایک" اور "ہزار" شامل ہیں:

؎　جب ہُوئی ان کی صداقت کو شہادت کی طلب
ہاتھ میں بو جہلؔ کے ہر ایک کنکر جاگ اُٹھا

(صفحہ:58)

؎　وہ　سوزِ　عشق　نبیؐ　ہے　دل　میں
ہزار　الاؤ　دہک　رہے　ہیں

(صفحہ:85)

صنعت تنسیق الصفات

جب کلام میں کسی شے یا فرد کی مدح یا ذم میں متواتر صفات کے ساتھ اُس کا ذکر کیا جائے، تو اسے صنعتِ تنسیق الصفات کہتے ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کے مجموعہ "جادۂ رحمت" میں صنعت تنسیق الصفات کا استعمال بھی ملتا ہے۔ ان کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

؎ تھے عالی مرتبہ سب انبیاء اوّل سے آخر تک
مگر سرکار سا کوئی نہ تھا اوّل سے آخر تک

(صفحہ:50)

ندائیہ و فجائیہ کا استعمال

رموز اوقاف کی ایک علامت ہے۔ یہ علامت جذبے کا اظہار کرنے والے الفاظ اور جملوں کے بعد استعمال ہوتی ہے، اور ندا و خطاب کے الفاظ کے بعد بھی۔ صبیحؔ رحمانی اپنی نعتوں میں ندائیہ فجائیہ کا استعمال کر کےایک خاص طرزِ ادا کو سامنے لائے ہیں۔ یوں ان کے ہاں سوال اور پھر اس کے جواب کے ساتھ ہی ایک مکالماتی انداز بھی واضح ہوتا ہے۔ یعنی:

؎ تیرگی سے خوف کھا کر جب پکارا آپؐ کو!
جسم و جاں میں روشنی کا اِک سمندر جاگ اُٹھا

(صفحہ:58)

چھوٹی اور لمبی بحر کا استعمال

صبیحؔ رحمانی کی یہ فنی بصیرت ہے کہ انہوں نے اپنی غزل نعتوں اور نظم نعتوں میں چھوٹی اور لمبی بحروں کے خوب صورت استعمال سے اپنے کلام میں ایک حسن و رعنائی اور روانی پیدا کی ہے۔

چھوٹی بحر کی مثال:

؎ وصف لکھنا حضور انورؐ کا
ہے تقاضا یہ میرے اندر کا

(صفحہ:56)

؎　نظر آتے ہیں پھُول سَب کے سَب
حرفِ نعتِ رسُولؐ سب کے سب

(صفحہ:66)

؎　عصیاں سے تطہیر ملی
آپ آئے توقیر ملی

(صفحہ:88)

لمبی بحر کی مثال:

؎　لکھوں مدح پاک میں آپؐ کی مری کیا مجال مرے نبیؐ
نہ مزاجِ حرف کی آگہی نہ ہوں خوش مقال مِرے نبیؐ

(صفحہ:48)

؎　منزلِ احساس کی راہیں منوّر ہو گئیں
سوچ کے آئینے میں اِک نور پیکر جاگ اُٹھا

(صفحہ:59)

عروض و تقطیع:

صبیحؔ رحمانی نے اپنے نعتیہ کلام میں شعری عروض کا بطور احسن بروئے کار لاتے ہوئے اپنے کلام میں ایک روانی و خوش آہنگی اور وزن پیدا کیا۔ مذکورہ مجموعے میں بھی انہوں نے شعری عروض کا استعمال نہایت خوب صورتی سے کیا ہے اور دورانِ تقطیع بھی صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ اشعار کا وزن برقرار رہتا ہے۔ ذیل میں کچھ اشعار کی بحریں اور تقطیع ملاحظہ کیجیے:

ے تھے عالی مرتبہ سب انبیاء اوّل سے آخر تک
مگر سرکار سَا کوئی نہ تھا اوّل سے آخر تک

(صفحہ:50)

بحر: بحر ہزج مثمن سالم

تقطیع:

تھعالی	مرتبہ	سب	ان	بیا	او	ول	ساآخر	تک
مفاعی	لن	مفاعی	لن	مفاعی	لن	مفاعی	لن	
مگر	سرکارسا	کوئینتھا	او	ول	ساآخر	تک		
مفاعی	لن	مفاعی	لن	مفاعی	لن	مفاعی	لن	

منزل کا رہنما ہے نشاں راستی کا ہے
ہر نقش پا نبیؐ کا دیا رہبری کا ہے

(صفحہ: 78)

بحر: بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

تقطیع:

منزل	کَرہ	نما	ہِ	نشا	راستی کَہے
مفعول		فاعلات		مفاعیل	فاعلن
ہر	نقشِ	پا	نبیؐ کَ	دیا	رہ بَ ری کَہے
مفعول		فاعلات		مفاعیل	فاعلن

مطلع:

صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتوں میں نہایت خوب صورت مطلع کے اشعار کہے ہیں جن سے ان کے فن میں ایک خوب صورت تاثر اور ایک سلیقہ، فکر اور رعنائی پیدا ہوئی ہے۔ کلام کا آغاز ہی خوب صورت مطلع سے ہوتا ہے، اس لیے اس کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے۔ جب مطلع دل کش ہو گا تو باقی اشعار میں بھی جان پڑ جائے گی۔ مطلع کے اشعار کی دل نشینی صبیحؔ رحمانی کی پوری نعتیہ شاعری میں خوش اسلوبی سے آگے بڑھتی ہے۔ ان کی مختلف نعتوں کے مطلع کے اشعار ملاحظہ کریں:

ے　کرم کے رَاز کو علم و خبر میں رکھتے ہیں
جو لوگ گنبدِ خضرا نظر میں رکھتے ہیں

(صفحہ:74)

ے　وہ قافلے کب بھٹک رَہے ہیں
جو سبز گنبد کو تک رَہے ہیں

(صفحہ:84)

مقطع:

صبیحؔ رحمانی کا ذوق نظر و جمال بہت نکھرا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی نعتوں میں مطلع کے ساتھ ساتھ مقطع پر بھی بھرپور توجہ دی اور فکری و معنوی اعتبار سے بھرپور مقطعوں کا انتخاب کیا۔ اکثر مقطعوں میں تخلص کا استعمال اس خوب صورتی سے کیا ہے کہ قاری بے ساختہ داد دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ اشعار ملاحظہ کریں:

ے مرے آقاؐ صبیحؔ بے ہُنر کو
عطا کچھ نعتیہ اشعار کر دیں

(صفحہ:87)

ے جو اُن کا ہے اُس کو صبیحؔ
شہرتِ عالمگیر ملی

(صفحہ:89)

قوافی و ردیف کا استعمال:

صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتوں میں اعلیٰ قوافی و ردیفوں کا انتخاب کر کے اپنے کلام میں جاذبیت پیدا کی ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں موجود قوافی و ردیف کے حوالے سے پروفیسر عاصی کرنالی لکھتے ہیں:

"انہوں نے شعوری طور پر نئی ردیفیں اختیار کی ہیں اور ان ردیفوں میں جذب ہو جانے والے قوافی کی تلاش کی ہے مثلاً روشنی لکھوں، سخی لکھوں، فضا اوّل سے آخر تک، عطا اوّل سے آخر تک، وغیرہ۔"

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" میں قوافی و ردیف کی مثالیں دیکھیے:

ے ختم ہونے کو ہے در بدری کا موسم
جلد دیکھوں گا میں شہر نبویؐ کا موسم

(صفحہ:54)

ے خُدا ہی جانے ہمیں کیا خبر کہ کب سے ہے
جو اُنؐ کے ذکر کا رشتہ ہمارے لب سے ہے

(صفحہ: 62)

اسلوب / اندازِ بیاں:

صبیحؔ رحمانی نے غزل نعت، نظم نعت، نعتیہ قطعات اور نعتیہ ہائیکو میں پرانی بات کو نئے انداز و پیرائے میں بیان کیا ہے۔ جہاں الفاظ و معانی کی دل کشی پید کی ہے وہیں مضامین کو تازہ بھی کر دیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کا نعتیہ اسلوب و اندازِ بیاں نہ صرف سادہ، سلیس اور رواں ہے بلکہ عشقِ رسول ﷺ کے جذبے اور محبت سے سرشار بھی ہے۔ بقول عاصی کرنالی:

"صبیحؔ رحمانی کے اسلوب میں عشقِ رسول ﷺ کی دلگدازی، جذبے کا تقدس، خیال کا ترفع، زبان و بیاں کی شستگی اور شائستگی، نیز سیرتِ رسولؐ کا تبلیغی روّیہ مل کر روحانی کیفیت پیدا کرتا ہے۔"

اسی طرح ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہاں پوری لکھتے ہیں:

"زبان کی سلاست، بیان کی فصاحت، جملوں اور ترکیبوں کی نفاست، استعاروں اور تلمیحوں کی نزاکت، ردیفوں کی روانی، قوافی کے حسن، بحروں کے ترنم، اظہار کے سوز، بیان کے گداز سے مملو اور سہل ممتنع کی خوبیوں کے حامل اگر ایسے چند اشعار بھی کسی شاعر کے کلام میں موجود ہوں تو اس کی حیات جاوید کی ضمانت بن سکتے ہیں۔" (صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری، ڈاکٹر شمع افروز، صفحہ ۱۶۲)

صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے تنقیدی مضامین پر مشتمل تصنیف "جادۂ رحمت کا مسافر" میں ڈاکٹر حسرت کاس گنجویؔ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی کی نعت زبان و بیان، اسلوب اور فکر و فن کی بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے ان کی زبان صاف اور سادہ، عام فہم، با محاورہ اور روز مرہ کے

مطابق ہے۔"

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ اشعار میں وعظ و نصیحت بھی نمایاں ہے اور عشق کی نغمگی، شوق کی فراوانی اور جذبوں کی صداقت کا والہانہ انداز بھی۔ صبیحؔ رحمانی کے اندازِ بیاں میں ایسی چاشنی ہے، ایسا لطف ہے، ایسا حسن ہے کہ قاری اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان کے ہاں صنائع بدائع کا موزوں، متوازن اور مناسب استعمال ان کے کلام میں دلکشی پیدا کرتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے کلام میں معنی آفرینی اور علامتی انداز بھی موجود ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں"سبز گنبد" کو تخلیقی سطح پر علامت بنا کر پیش کیا۔ اس کے علاوہ کئی معنی خیز علامتیں بھی استعمال کی ہیں۔ "جادۂ رحمت" سے علامتی اظہار کا خوب صورت نمونہ ملاحظہ کریں جس میں صبیحؔ رحمانی نے "موسم شادمانی" کی معنی خیز علامت پیش کی ہے۔

؎　اتارے جِسم و جاں پر اس نے موسم شادمانی کے
بدل دی شہرِ ہستی کی فضا اوّل سے آخر تک

(صفحہ:50)

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ اسلوب میں ہمہ گیریت کا پہلو پنہاں ہے جو ان کی خاص انفرادیت و پہچان بنا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری بالخصوص "جادۂ رحمت" میں آسان الفاظ کا انتخاب کرتے ہوئے بڑی سے بڑی بات کو بھی نہایت آسان پیرائے میں بیان کیا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبیحؔ رحمانی کے لیے ایک انمول تحفہ ہے کہ انہیں یہ خدا داد صلاحیت حاصل ہے۔ اس خدا داد صلاحیت نے ہی نعتیہ ادب میں ان کو ایک بلند مقام عطا کیا ہے۔

سادگی و سلاست

صبیحؔ رحمانی کا نعتیہ کلام سادگی و سلاست کا مرقع ہے۔ نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" میں بھی ہر شعر میں سادگی و سلاست کا پہلو غالب ہے جس کی بدولت ان کی نعتیں مقبول عام و خاص ہیں۔ ان کی نعتوں میں موجود سادگی و سلاست کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:

؎ تجھ سے بخشش کا ہے تمنّائی
تیرا بندہ صبیحؔ رحمانی

(صفحہ:39)

؎ آپؐ کے فلسفے کے بعد حضورؐ
فلسفے ہیں فضول سَب کے سَب

(صفحہ:66)

؎ تمام اسمِ گرامی اُنؐ کے
بسَاطِ جَاں پر چمک رہے ہیں

(صفحہ:84)

روانی و تسلسل

صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں سادگی و سلاست کے ساتھ ساتھ روانی و تسلسل کا پہلو بھی شامل ہے۔ اسی روانی و تسلسل کی بدولت ان کی نعتیں مشہور و مقبول ہوئیں جو قابل ستائش ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے اپنی نعتوں کو خوش آہنگ الفاظ، دل آویز تشبیہات و استعارات سے مزین کر کے روانی و تسلسل کا پہلو برقرار رکھا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام "جادۂ رحمت" میں روانی و تسلسل کی مثالیں ملاحظہ کریں:

ے مرے طاقِ جاں میں نسبت کے چراغ جل رہے ہیں
مجھے خوفِ تیرگی کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا

(صفحہ:43)

ے کر رہے ہیں تری ثناء خوانی
سوچتی دھرتی بولتا پانی

(صفحہ:38)

کامیاب نعت وہی ہے جس میں اُن تمام فنی لوازمات کا بھرپور خیال رکھا گیا ہو جو اس کے حسن کے لیے ناگزیر ہوں۔ صبیحؔ رحمانی کی نعتوں کا ہر شعر معنوی اعتبار سے ایک مکمل اکائی ہے۔ ان کے نعتیہ موضوعات میں ایک ربط اور تسلسل موجود ہوتا ہے۔ ان کے کسی بھی شعر کو دیکھ لیں اس میں ایک فکری پہلو اور فنی محاسن کی بے شمار جہتیں ملتی ہیں۔

باب سوم:

صبیحؔ رحمانی کی مختلف جہتیں/رنگ

1: نعتیہ مجموعوں کا انتخاب / شعری انتخاب

(الف) خوابوں میں سنہری جالی ہے

(ب) سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے

(ج) سرکار کے قدموں میں

(د) یہ روح مدینے والی ہے

(ھ) کلیاتِ صبیحؔ رحمانی

2: تنقیدی مجموعے اور رسائل

(الف) سفیر نعت: صبیحؔ رحمانی نمبر

(ب) مجلّہ "ثنا خوانِ محمد ﷺ"

(ج) جادۂ رحمت کا مسافر

(د) فنِ اداریہ نویسی اور نعت رنگ

(و) نعتیہ ادب: مسائل و مباحث

(ہ) نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی

3: غیر مطبوعہ تصانیف و مقالہ جات

4: صبیحؔ رحمانی کے مجموعوں کے انگریزی تراجم

(الف) جادۂ رحمت: "Jadah-i-Rahmat"

(ب) سرکار کے قدموں میں: "Reverence unto his feet"

صبیح رحمانی نے نعت گوئی کو ادبی قرینوں اور زاویوں کے ساتھ پیش کرتے ہوئے نعت گوئی کے لیے ادبی و شرعی اصول اور شعری تقاضوں کو ہمیشہ سامنے رکھا ہے۔ صبیح رحمانی کے دو نعتیہ مجموعوں "ماہِ طیبہ" اور "جادۂ رحمت" میں موجود کلام نے بہت مقبولیت و شہرت حاصل کی۔ ان کا وہ کلام جو کسی وجہ سے ان کے شعری مجموعوں میں شامل نہ ہو سکا ان کے مداحوں نے اسے تلاش کر کے اور ان کے شعری مجموعوں سے اپنا پسندیدہ کلام منتخب کر کے انتخاب کی صورت میں شائع کروایا۔ ان مجموعوں میں صبیح رحمانی کے فن و ادب کے حوالے سے مختلف مضامین، تبصرے اور آراء کو بھی نہایت خوب صورتی سے پیش کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے اہم انتخاب و مرتب شدہ نعتیہ مجموعوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) خوابوں میں سنہری جَالی ہے

"خوابوں میں سنہری جالی ہے" یہ صبیح رحمانی کا نعتیہ مجموعوں کا انتخاب ہے جسے ڈاکٹر عزیز احسن نے مرتّب کیا۔ اشاعت اوّل ستمبر 1997ء اور اشاعت دوم نومبر 1997ء کو فضلی سنز، کراچی سے منظر عام پر آئی۔ یہ نعتیہ مجموعہ 100 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس نعتیہ مجموعے میں حمدیں، حمدیہ ہائیکو، نعتیں، غزل نعتیں، پابند و آزاد نعتیہ نظمیں، سانیٹ، نعتیہ ہائیکو، سلام، قطعات اور آخر میں مختلف نقاد و اہل دانش کے تبصرے شامل ہیں۔ اس مجموعے میں شامل زیادہ تر غزل و نظم نعتیں صبیح رحمانی کے شائع شدہ دونوں نعتیہ شعری مجموعوں "ماہِ طیبہ" اور "جادۂ رحمت" میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اس مجموعے کا بعض نعتیہ کلام ایسا ہے جو صبیح رحمانی نے مختلف مواقع پر ادبی

محافل میں پڑھا ہے اور وہ پہلے شائع نہیں ہوا۔

اس مرتّب شدہ نعتیہ مجموعے کا انتساب ڈاکٹر عزیز احسن نے اپنے احباب جناب محمد زبیر قریشی صاحب ایڈوکیٹ، جناب سید حسن امام غازی صاحب، جناب احترام احمد خان صاحب، جناب غلام مجتبیٰ احدی صاحب، جناب محمد زاہد خان لودھی صاحب اور محترمہ جہاں آرا لطفی صاحبہ کے ذوقِ نعت کے نام کیا ہے۔

صبیحؔ رحمانی کے اس مجموعے کا تعارف و دیباچہ ڈاکٹر عزیزؔ احسن نے "گفتگو ضروری ہے" کے عنوان سے تحریر کیا جس میں انہوں نے صبیحؔ رحمانی کی نعت خوانی اور نعت نگاری پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی نعتیہ خدمات کو سراہا ہے۔ انہوں نے نہ صرف صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن کی کھل کر داد دی ہے بلکہ ان کی نعت نگاری کے مختلف پہلوؤں پر تنقیدی نظر بھی ڈالی ہے اور نعتیہ ادب میں ان کے مقام و مرتبے کا تعین بھی بہت کامیابی سے کیا ہے۔

> "نعت خوانی کی دنیا سے نعت گوئی کی دنیا میں آنے والے اس نوجوان کے نزدیک محض نعتیہ محفلوں کی ضرورتیں نہیں تھیں بلکہ ایک ادبی آدرش بھی تھا جس نے اس کو ایک مخصوص شعری رویہ بخشا۔ اس مخصوص شعری رویے کے اجزائے ترکیبی میں عصری حسیت اور شعری جمالیات کا ادراک شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صبیحؔ گروہِ نعت گویاں میں منفرد بھی نظر آتا ہے اور خاصی حد تک ممتاز بھی۔" (صفحہ:07)

اسی طرح صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری کو سراہتے ہوئے عزیزؔ احسن کہتے ہیں:

> "صبیحؔ کی شاعری شاعرانہ مصوری کی ایک اچھی مثال ہے۔" (صفحہ:07)

مجموعے کے فلیپ کی صورت میں ڈاکٹر سید محمد ابولخیر کشفی اور مشفق خواجہ کی آرا شامل ہیں۔ جن میں صبیحؔ رحمانی کے فنِ نعت کو داد دی گئی ہے۔ فلیپ پر درج مشفق خواجہ کی رائے بہت اہمیت رکھتی ہے جس میں صبیحؔ رحمانی کا سارا نعتیہ فن یکجا ہو کر سامنے آتا ہے کہ:

"نعت صبیحؔ رحمانی کے حق میں حرفِ دعا ثابت ہوئی ہے۔"

اسی طرح صبیحؔ رحمانی کی نعت خوانی کے حوالے سے ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشفی کے دعائیہ کلمات کچھ یوں ہیں:

"صبیحؔ رحمانی سلمہٗ کے نغمہ ثناء میں اُس کی روح کی سرشاری اور اس کے دل کی آبگینہ صفتی کا امتزاج ملتا ہے۔ اللہ کرے وہ محبتِ آقا ﷺ کی حیات بخش فضا میں یوں ہی آباد رہے اور ہماری روحوں کو اپنے نغمہ سے یوں ہی آباد رکھے۔"

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ مجموعہ انتخاب "خوابوں میں سنہری جالی ہے" میں حمدیہ کلام کے ساتھ ساتھ 38 غزل نعتیں، 15 نعتیہ نظمیں، حمدیہ ہائیکو، نعتیہ ہائیکو، سانیٹ، سلام، نعتیہ قطعات اور مجموعہ کے آخر میں مختلف نقاد و دانشوروں کے تبصرے شامل ہیں، جن میں صبیحؔ رحمانی کے فروغِ نعت، شاعرانہ مشق، سوز و گداز، فنی پختگی، نعتیہ اسلوب کی جدت و ندرت، شعری صلاحیتوں، فکر و نظر، اثر آفرینی، وجدانی کیفیت، اور ان کے جذبۂ عشقِ رسول ﷺ پر نہایت عمدگی سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان مبصرین میں ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی، ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق (بھارت)، ڈاکٹر اسلم فرخی، تابش دہلوی، محشر بدایوانی، پروفیسر حفیظ تائب، حافظ لدھیانوی، حنیف اسعدی، افسر ماہ پوری،

پروفیسر آفاق صدیقی، احمد ہمدانی، ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی، ڈاکٹر ریاض مجید، ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر، پروفیسر عاصی کرنالی، پروفیسر سحر انصاری، مظفر وارثی، سرشار صدیقی، شبنم رومانی، صہبا اختر، پروفیسر محمد اقبال جاوید، ڈاکٹر تحسین فراقی، راجا رشید محمود، ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، ڈاکٹر سید شمیم گوہر (بھارت)، محسن بھوپالی، ڈاکٹر ہلال نقوی، شکیل عادل زادہ، ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی (بھارت)، جاذب قریشی، ریاض حسین چودھری، رشید وارثی اور شفیق الدین شارق شامل ہیں۔ ان سب نقادوں اور مبصرین نے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات پر کھل کر داد دی اور ان کی انفرادیت کا تعین بھی کیا ہے۔ بقول حنیفؔ اسعدی:

"صبیحؔ رحمانی اُن خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے کم عمری میں ہی اتنا پا لیا جو دوسروں کو اک عمر گزارنے کے بعد بھی مشکل سے نصیب ہوتا ہے۔ وہ خوش گو بھی ہیں اور خوش گلو بھی۔" (صفحہ:90)

حافظ لدھیانوی، صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی کے ہر شعر سے محبت اور عقیدت کی کرنیں پھوٹتی نظر آتی ہیں۔" (صفحہ: 90)

ڈاکٹر تحسین فراقی کے نزدیک:

"صبیحؔ رحمانی کی نعتیں فن کی پختگی، بیان کے وقار اور حفظِ مراتب کے شعور کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔" (صفحہ:95)

بقول رشید وارثی:

"صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری میں عشق کی نغمگی، شوق کی فراوانی اور

جذبوں کی صداقت بڑے والہانہ انداز میں رقصاں نظر آتی ہے۔"
(صفحہ:100)

افسر ماہ پوری نے بھی صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن کو سراہا اور ان کی صلاحیتوں کا اعتراف یوں کیا ہے:

"صبیحؔ رحمانی حقیقی معنوں میں ایک وہبی و فطری نعت گو شاعر ہیں۔ ان کی فنکارانہ صلاحیتوں اور توانائیوں کا بھر پور اظہار ان کی نعتوں میں ہوا ہے۔"
(صفحہ:90)

صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی کے حوالے سے ریاض مجید لکھتے ہیں کہ:

"صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری کی عمر ابھی زیادہ نہیں مگر مختصر سے عرصہ ہی میں ان کی نعت گوئی نے قارئین کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔ نعت کے باب میں وہ جدید لب و لہجہ کے ساتھ ساتھ سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شعور رکھتے ہیں۔"
(صفحہ:91)

صبیحؔ رحمانی کے مجموعہ "خوابوں میں سنہری جالی ہے" میں نعت کے ساتھ پہلے حمدیہ کلام بھی شامل ہے۔ اس مجموعے میں کل پانچ حمدیں شامل اشاعت ہیں۔ جن میں سے ایک حمد کے اشعار ملاحظہ کریں:

کر رہے ہیں تری ثناء خوانی
سوچتی دھرتی بولتا پانی

تُو ہے آئینۂ ازل یا ربّ
اور میں ہُوں اَبد کی حیرانی

(صفحہ:13)

"خوابوں میں سنہری جالی ہے" میں موجود اڑتیس (38) نعتوں میں سے چھے (6) "ماہِ طیبہ" انیس (19) "جادۂ رحمت" اور دو (02) "ماہِ طیبہ" و "جادۂ رحمت" دونوں مجموعوں میں موجود ہیں۔ جبکہ 11 نعتیں ایسی ہیں جو پہلے کہیں شائع نہیں ہوئیں اور اس مجموعے کی زینت بنی ہیں جن میں سے چند کے اشعار ملاحظہ فرمائیں جن سے صبیحؔ رحمانی کی فکر، اُسلوب اور اندازِ بیان کے علاوہ معنویت کے پہلو اجاگر ہوتے ہیں:

ے صبیحؔ ارضِ وطن پر ہو نور کی بارش
صدائے نعت سے ہوں ساری بستیاں روشن

(صفحہ:28)

ے شبِ غم میں سحر بیدار کر دیں
کرم کی اک نظر سرکارؐ کر دیں

(صفحہ:34)

ے نصابِ تہذیب و آگہی کے چراغ دے کر
یقیں اجالوں کو کر دیا ساتھ کارواں کے

(صفحہ:51)

ے اُجالے کیوں نہ ہوں دیوار و در میں
میں ذِکرِ مصطفیؐ کرتا ہوں گھر میں

(صفحہ:54)

صبیحؔ رحمانی تمام مسلمانوں کے جذبات و احساسات کے ترجمان ہیں۔ قاری ان کی نعتوں کو پڑھ، سُن کر ایسا محسوس کرتا ہے کہ صبیحؔ رحمانی نے ان کے جذبوں اور خیالات کو زبان کی خلعت عطا کر دی ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی نعتوں میں خلوص، جذبۂ محبت

اور مروّت نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ اردو شاعری میں نعت گوئی محض اظہارِ عقیدت تک محدود نہ رہی بلکہ حیات و کائنات کے مسائل و حقائق کو سمجھنے اور سمجھانے کا وسیلہ بھی بن گئی۔ جس کا اظہار صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ نظموں میں جا بجا ملتا ہے۔

صبیحؔ رحمانی نے اپنے نعتیہ مجموعہ میں شاعری کی مقبول صنف "ہائیکو" میں بھی مدحتِ سرکارِ دو عالم ﷺ کے پھول کھلائے ہیں۔ انہوں نے حمدیہ و نعتیہ ہائیکو میں ایک نیا پیرایۂ اظہار اور جدت پسندی کو پیش کیا ہے۔ حمدیہ ہائیکو میں صبیحؔ رحمانی کا یہ جدید و منفرد انداز ملاحظہ کیجیے:

ذہن سلگتے تھے
آپ سے پہلے اے ہادی
لوگ بھٹکتے تھے

(صفحہ:16)

نعتیہ ہائیکو میں صبیحؔ رحمانی کی ندرت فکر ملاحظہ کیجیے:

سیرت کے انوار
سُورج بن کر ابھرے ہیں
انؐ کے پیروکار

(صفحہ:80)

ایک اور ہائیکو کی مثال دیکھیے:

انؐ کی عطا کے ہیں
میرے دامن میں جتنے
حرف ثنا کے ہیں

(صفحہ:81)

صبیحؔ رحمانی نے سانیٹ کے انداز میں بھی نعتیں لکھی ہیں۔ اس مجموعہ میں سانیٹ کی خوب صورت مثال بھی موجود ہے۔ "اِسمِ محمدؐ" کے عنوان سے سانیٹ کے یہ اشعار ملاحظہ کیجیے:

باعثِ کون و مکاں زینتِ قرآں یہ نام
ابرِ رحمت ہے جو کونین پہ چھا جاتا ہے
درد مندوں کے لیے درد کا درماں یہ نام
لوحِ جاں پر بھی یہی نقش نظر آتا ہے
عطر آسودہ فَضا اور فَضاؤں میں درُود
خوشبوئے اسمِ محمدؐ کی حدیں لا محدود

(صفحہ:56)

صبیحؔ رحمانی کے منتخب کلام پر مشتمل اس مجموعے میں عزیز احسنؔ نے صبیحؔ رحمانی کے مقبول و معروف نعتیہ کلام کو یکجا کیا اور خوب صورت انداز میں پیش کر کے نعتیہ ادب میں ایک یادگار کتاب کا اضافہ بھی کیا۔

(ب) سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے

یہ انتخاب محمد مقصود حسین قادری اویسی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ پاکٹ سائز کا یہ نعتیہ انتخاب 2000ء میں فیض رضا پبلی کیشنز کراچی سے شائع ہوا۔ مئی 2001ء میں اس کی دوسری اشاعت سامنے آئی۔

اس مختصر مجموعہ انتخابِ نعت میں صبیحؔ رحمانی کی وہ نعتیں شامل ہیں جو مقبول ہوئیں اور نعت خوانوں کی زبانوں پر جاری ہوئیں۔ ان کے کلام نے دلوں کو نور اور

دماغ کو سرور کی کیفیت عطا کی۔ صبیحؔ رحمانی کی نعت خوانی کی اسی مقبولیت کے پیش نظر ان کے مشہور زمانہ کلام کو دوسرے نعت گو شعرا اور عوام الناس کی ضرورت اور اعلیٰ ذوق کا خیر مقدم کرتے ہوئے ترتیب دیا گیا۔ اس انتخاب نعت کا انتساب جاوید غوری، ریاض شیخ، حسام صدیقی اور آفتاب کریمی کے ذوق نعت کے نام کیا ہے۔ دیباچہ بنام "عرض مرتب" محمد مقصود حسین قادری اویسی نے ہی لکھا ہے جس میں انہوں نے نعت نگاری سے دلی وابستگی و عقیدت اور سرشاری کے اظہار کے ساتھ ساتھ صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ صلاحیتوں، توانائیوں اور ان کے شعری ذوق و نعت خوانی کی کھل کر داد دی ہے۔

> "نعت ہمیشہ سے میری روح کا نغمہ رہی ہے۔ بچپن سے لے کر اب تک اس نغمے نے مجھے سرشار رکھا ہے۔"

محمد مقصود حسین قادری اویسی نے ایک محفل میں صبیحؔ رحمانی کی نعت "حضور ﷺ ایسا کوئی انتظام ہو جائے" سنی تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ جس کا اظہار انہوں نے اس مجموعہ کے دیباچہ میں بھی نہایت خوب صورتی سے کیا ہے:

> "مطلع سے معلوم ہوا کہ یہ نوجوان شاعر صبیحؔ رحمانی کا کلام ہے، ملاقات کی خواہش ہوئی، حاضر ہوا تو اور بھی جوہر کھلے۔ ایسی کئی پر کیف نعتیں سماعت پر ابر کرم کی طرح برسیں۔"

اس انتخاب نعت کے فلیپ پر مفتی محمد اطہر نعیمی (سابق چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی) کی رائے بھی درج ہے جس میں وہ صبیحؔ رحمانی کی نعت خوانی کو ان الفاظ میں داد دیتے ہیں:

"عزیزی سید صبیح الدین صبیحؔ رحمانی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے نعت گوئی کے ساتھ ساتھ نعت خوانی کا بھی شغف عطا فرمایا۔ اپنے کلام اور اس کے حسنِ ادا سے انہوں نے عاشقانِ رسول ﷺ میں اپنے لیے مقام پیدا کیا ہے۔ ان کے کئی مجموعۂ کلام طبع ہو کر مقبول خاص و عام ہو چکے ہیں۔"

اس مجموعہ میں صبیحؔ رحمانی کی مشہور و معروف پانچ حمدیں اور 34 نعتیں شامل ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کی یہ نعتیں جذبہ عشق رسول ﷺ کے وجدانی و ایمانی، روحانی، عرفانی و جمالیاتی تقاضوں اور وجد آفریں کیفیت کی نمائندہ ہیں۔ ان کا یہ نعتیہ کلام زیادہ تر ان کے دونوں نعتیہ مجموعوں میں بھی شامل ہے۔ کچھ نیا کلام جو ابھی تک اشاعتی مراحل سے نہیں گزرا تھا وہ بھی اس انتخاب میں شامل ہے۔

(ج) سرکار ﷺ کے قدموں میں

محمد محبوب کا مرتب کردہ نعتیہ مجموعہ "سرکار ﷺ کے قدموں میں" 10 نومبر 2002ء میں بزم غوثیہ نعت انٹرنیشنل کراچی سے شائع ہوا۔ بزم غوثیہ سے سب سے پہلی شائع ہونے والی کتاب کا اعزاز بھی صبیحؔ رحمانی کی نعتوں کے اس انتخاب کو حاصل ہوا۔ اس مجموعہ میں صبیحؔ رحمانی کا وہ کلام شامل ہے جو مقبولیت کے سبب نعت خوانوں کے پیش نظر تھا، جو وہ مختلف محافلِ نعت میں پڑھتے تھے۔ ان کی ضرورت اور اعلیٰ ذوق کو سامنے رکھتے ہوئے محمد محبوب نے صبیحؔ رحمانی کے مشہور زمانہ کلام کا خوب صورت اور جاذبِ نظر انتخاب ترتیب دیا جبکہ اس میں شامل بیشتر کلام پہلے شائع ہو چکا تھا اور اس مجموعہ کی بھی زینت بنا ہے۔ 32 صفحات پر مشتمل اس انتخابِ نعت کا سائز

بھی (پاکٹ سائز) جیبی انداز کا ہے۔

انتساب محمد محبوب نے شاعر رسول ﷺ برہانِ ملت حضرت علامہ مفتی برہان الحق جبل ہودیؒ کے نام کیا ہے۔ جن کے دستِ حق پر بیعت ہو کر لاکھوں فرزندانِ توحید، عاشقانِ رسول ﷺ کی صف میں شامل ہوئے۔ اسی صفحے پر آفتاب کریمی کا یہ شعر بھی درج ہے:

؎ میں ایسے خوش نصیب فقیروں کا ہوں غلام
لکھتے ہیں جو نظر سے دلوں پر نبیؐ کا نام

(آفتاب کریمی)

"عرضِ مرتّب" کے زیر عنوان محمد محبوب نے صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے نعتیہ فن کی یوں داد دی ہے:

"دربارِ رسالت ﷺ میں ان کے کلام کو ضرور پذیرائی حاصل ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام زبان زدِ خاص و عام ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے نہ صرف نعت گوئی و نعت خوانی کی ہے بلکہ ترویجِ نعت کو باقاعدہ ایک تحریک کی صورت عطا کی ہے۔"

اس نعتیہ مجموعہ میں فہرست عنوان درج نہیں ہے بلکہ "عرض مرتّب" کے بعد 26 صفحات پر مشہور و معروف غزل نعتیں اور نظم نعتیں شامل ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

☆ حضور ﷺ ایسا کوئی انتظام ہو جائے
☆ کوئی مثل مصطفیٰ ﷺ کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا

☆ دل نے روشن کیے ثنا کے چراغ

☆ خاک کو عظمت ملی سورج کا جوہر جاگ اُٹھا

محمد محبوب نعتیہ مجموعہ ''سرکارؐ کے قدموں میں'' میں صبیحؔ رحمانی کے کمالِ فن اور ان کی مقبولیت کا اعتراف یوں کرتے ہیں:

''صبیحؔ رحمانی نہ صرف محافلِ نعت کی رونق ہیں بلکہ مدحتِ مصطفیٰ ﷺ کا وقار بھی قائم رکھے ہوئے ہیں اور اپنے اسی خاص لب و لہجے کی بنیاد پر عوام و خواص ہر دو طبقات میں یکساں مقبول ہیں۔''

''صبیحؔ رحمانی کے اسی نعتیہ مجموعہ ''سرکار ﷺ کے قدموں میں'' کو دوسری دفعہ ''مدثر سرور چاند'' نے ایک نئے انداز و اضافے سے کتابی صورت میں مرتب کر کے 2011ء میں دعا پبلی کیشنز لاہور سے شائع کروایا ہے۔ اس مجموعے میں صبیحؔ رحمانی کی مشہور نعتوں کا بہترین انتخاب خوب‌صورت ویڈیو سی ڈی کے ساتھ منظرِ عام پر آیا۔

اس مجموعے میں شامل بعض نعتیہ غزلیں اور نظمیں صبیحؔ رحمانی کے شائع ہونے والے دونوں نعتیہ شعری مجموعوں ''ماہِ طیبہ'' اور ''جادۂ رحمت'' میں بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اس مجموعے میں شامل بعض نعتیں ایسی ہیں جو صبیحؔ رحمانی نے مختلف مواقع پر ادبی محافل میں پڑھیں اور اس دوران کلام لکھا بھی تو وہ پہلے شائع نہیں ہوا۔ یہ نعتیہ مجموعہ 96 صفحات پر مشتمل ہے، جس میں حمدیہ کلام، غزل نعتیں، پابند و آزاد نعتیہ نظمیں، اور نعتیہ ہائیکو شامل ہیں۔

اس مرتب شدہ نعتیہ مجموعے کا انتساب حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے نام ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے اس نعتیہ مجموعے کا تعارف و دیباچہ محشر بدایونی،

پروفیسر حفیظ تائب اور ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشفی نے لکھا جس میں انہوں نے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات اور ان کی دلی وابستگی و جذبہ عشق رسول ﷺ کو سراہا ہے۔
بقول محشر بدایونی:

"صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری میں عشق رسول ﷺ کا ایک والہانہ اظہار بڑی عقیدت و مودّت کے ساتھ نمو پذیر ہے۔"

حفیظ تائب نے دیباچے میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

"رسالت محمدیہ ﷺ نے جو اثرات تاریخ عالم پر مرتب کیے وہ نعت کا نہایت اہم موضوع ہیں۔ ان حقائق کو جمالیاتی پیرائے میں بیان کرنا نعت نگار کا سب سے بڑا امتحان ہوتا ہے اور صبیحؔ رحمانی کو اسی ہفت خواں کو پورے حسن کے ساتھ طے کرنے کی بدولت سند کمال ملی ہے۔"

اسی طرح ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشفی دیباچے میں یوں لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی سلمہ کے نغمہ ثناء میں اُس کی روح کی سرشاری اور اس کے دل کی آبگینہ صفتی کا امتزاج ملتا ہے۔ اللہ کرے وہ محبتِ آقا ﷺ کی حیات بخش فضا میں یوں ہی آباد رہے اور ہماری روحوں کو اپنے نغمہ سے یوں ہی آباد رکھے۔"

"سرکار ﷺ کے قدموں میں" میں حمدیہ اور نعتیہ کلام، پابند و آزاد نعتیہ نظمیں، اور نعتیہ ہائیکو بھی شامل ہیں۔

(د) یہ روح مدینے والی ہے

نعتیہ شاعری کے انتخاب پر مشتمل مجموعہ "یہ روح مدینے والی ہے" کو رئیس احمد نے مرتب کر کے نعت ریسرچ سنٹر، کراچی سے 2017ء میں شائع کروایا۔ اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، 191 صفحات پر مشتمل اس مجموعے میں رئیس احمد نے صبیحؔ رحمانی اور معروف شعرا کا وہ کلام جو انہوں نے مختلف مشاعروں اور محافل نعت میں پڑھا، یکجا کر کے شائع کیا۔ اس میں انہوں نے مختلف شعرا کے ساتھ صبیحؔ رحمانی کو بھی بطور نعت خواں شاعر متعارف کروایا۔

اس مجموعے کو رئیس احمد نے پانچ (5) حصوں میں تقسیم کیا جس میں حصہ اوّل مضامین پر مشتمل ہے۔ ان مضامین میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و خدمات کو سراہا گیا اور ان کی نعت نگاری و نعت خوانی اور نعت شناسی کی مختلف جہتوں و خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ ان کے نعتیہ فن و خدمات کو قومی و عالمی سطح پر متعارف کروا کر جدید نعت گو شعرا کی صف میں لا کھڑا کیا۔ اس حصے میں کل چار (4) مضامین شامل ہیں۔

1۔ دنیائے نعت کی عہد ساز شخصیت　　رئیس احمد　10 تا 15
2۔ تیری آواز مکے اور مدینے　　پروفیسر انوار احمد زئی　16 تا 24
3۔ اُردو نعت کا سیدِ سہ جہات　　شوکت عابد　25 تا 38
4۔ صبیحؔ رحمانی کی ہمہ جہت نعتیہ خدمات　　ڈاکٹر شہزاد احمد　39 تا 71

درج بالا فہرست میں ڈاکٹر شہزاد احمد کا صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن پر "صبیحؔ رحمانی کی ہمہ جہت نعتیہ خدمات" کے زیر عنوان ایک طویل مضمون ہے جس میں انہوں نے صبیحؔ رحمانی کی بطور نعت گو، نعت خواں اور نعت شناس خدمات کا جائزہ لیا ہے۔ بعد

ازاں اس مضمون کو انہوں نے "کلیاتِ صبیحؔ رحمانی" میں بھی شامل کرلیا۔

حصہ دوم میں "حمدیں" شامل ہیں جن میں تین (3) حمدیں، پہلی صبیحؔ رحمانی، دوسری لطیف اثرؔ اور تیسری حمد قمر وارثی کی ہے۔ حصہؔ سوم میں تقریباً نوے (90) نعتیں ہیں۔ ان منتخب کردہ نعتوں میں چودہ (14) نعتیں صبیحؔ رحمانی کی شامل ہیں جو انہوں نے مختلف مشاعروں یا محافلِ نعت میں پڑھی تھیں اور وہ کافی مقبول و معروف ہوئیں۔ صبیحؔ رحمانی کی مشمولہ نعتوں میں سے کچھ یہ ہیں:

☆ اللہ نے پہنچایا سرکار کے قدموں میں

☆ حضورؐ ایسا کوئی انتظام ہو جائے

☆ اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی جائے

☆ میں نے اپنے قرینے سے نعتِ شہ رقم کی ہے

☆ اُجالے کیوں نہ ہوں دیوار و در میں

☆ مٹا دل سے غمِ زادِ سفر آہستہ آہستہ

رئیس احمد نے "یہ روح مدینے والی ہے" میں حصّہ چہارم میں صبیحؔ رحمانی سمیت سولہ (16) مختلف شعرا کے "مناقب و متفرقات" کو شامل کیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی لکھی گئی منقبت "حضرت سیدنا امام حسینؓ" شامل ہے۔ اسی طرح اس مجموعے کے آخری حصہ کا عنوان "منظوم خراجِ تحسین" رکھا گیا ہے جس میں ڈاکٹر عاصی کرنالی اور ریاضؔ حسین چودھری کا منظوم کلام شامل ہے۔

رئیس احمد کا مرتب کردہ مذکورہ مجموعہ نعت خواں شعرا، نعت کے فروغ کا ایک اہم حوالہ و شناخت ثابت ہوا ہے جس کو ادیبوں، علما اور قارئین نے بہت سراہا ہے۔

(ھ) کلیاتِ صبیحؔ رحمانی

اس سے پہلے صبیحؔ رحمانی کا کلام دو نعتیہ مجموعوں (1) "ماہِ طیبہ" (2) "جادۂ رحمت" کی صورت شائع ہوا۔ اس کے علاوہ وہ کلام جو ایک انتخاب کردہ مجموعہ "سرکارؐ کے قدموں میں" اور وہ کلام جو اور کسی مجموعے میں شائع نہیں ہوا جس میں حمدیں، نعتیہ غزلیں و نظمیں، ہائیکو اور منقبت وغیرہ شامل ہیں، انہیں ڈاکٹر شہزاد احمد نے یکجا کر کے کلیات کی صورت جون 2019ء (1440ھ) کو دارُ الاسلام، لاہور سے شائع کروایا۔ یہ مجموعہ کلام 284 صفحات پر مشتمل ہے، کلیات کی ترتیب کا انداز، کچھ یوں ہے کہ پہلے "ماہِ طیبہ" اور پھر دوسرا نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" اور تیسرے نمبر پر انتخاب "سرکارؐ کے قدموں میں" کو شامل کیا گیا ہے۔

"کلیاتِ صبیحؔ رحمانی" میں انتساب، تعارف اور مختلف تاثرات، تبصرے اور تعارف و خدمات بھی شامل ہے۔ اس مجموعے کا انتساب ڈاکٹر شہزاد احمد نے صبیحؔ رحمانی کے والدین کے نام کیا ہے۔ "کلیاتِ صبیحؔ رحمانی" کا آغاز ان کے اس شعر سے ہوتا ہے:

ے آپؐ کے نام سے مقبول ہے کاوش میری
ورنہ میں کیا مرے اشعار میں کیا رکھا ہے

(ماہِ طیبہ:ص85)

مذکورہ کلیات میں فہرست بعنوان "راہ نمائی" کے بعد صبیحؔ رحمانی کا ایک اور مشہور شعر درج ہے۔

ے نکل آئیں گے حل سب مسئلوں کے چند لمحوں میں
حیاتِ مصطفےٰ کو سوچنا اوّل سے آخر تک

(جادۂ رحمت:ص50)

ڈاکٹر شہزادؔ احمد نے تعارف "کلیات صبیحؔ رحمانی" کے نام سے لکھا جس میں انہوں نے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات کو بیان کیا ہے۔

> "کلیات صبیحؔ رحمانی، صبیحؔ رحمانی کی ابتدائی نعتیہ شاعری سے لے کر 2018ء تک کی شاعری پر مشتمل ہے۔ صبیحؔ رحمانی نعت گوئی کے مقبول دبستان میں وہ خوش نصیب شاعر ہیں جن کی کہی ہوئی نعتوں کو اُن کے سامنے ہی شہرتِ دوام اور مقبولیت خاص و عام حاصل ہو چکی ہے۔"

کلیات میں شامل ڈاکٹر عزیز احسن کے مضمون "صبیحؔ رحمانی کی نعت کا ادبی سفر" میں صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ کاوشوں اور ان کی تخلیقی و تنقیدی بصیرت اور شعری تفہیم پر روشنی ڈالی گئی ہے جو دنیائے نعت میں ان کے مقام و مرتبہ کا تعین کرنے کی عمدہ کاوش ہے۔ ڈاکٹر عزیز احسن کلیاتِ صبیحؔ رحمانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "اس کلیات میں، صبیحؔ رحمانی کی ابتدائی شعری کاوشوں سے تا حال تخلیقی وفور ضو ریز ہونے کے ساتھ ساتھ، تخلیقی سفر میں ارتقائی منازل طے کیے جانے کا پس منظر اور پیش منظر بھی منعکس ہے۔"

پروفیسر انوار احمد زئی نے اپنے ایک مضمون بعنوان "کلامِ صبیحؔ رحمانی: حدیثِ جاں سے حدیثِ جہاں تک" میں کھل کر داد دی ہے اور صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی و نعت خوانی اور نعتیہ فکر کی مختلف جہتوں پر اس خوب صورتی سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و ادب کا کوئی گوشہ مخفی نہ رہے۔ صبیحؔ رحمانی کو بطور نعت گو شاعر دیکھیں یا نعت خواں، ان کی نعت شناسی کا حوالہ دیں یا بطور اداریہ نویس ہر حوالہ قابل تعریف و معتبر ہے۔ اتنے کم عرصے میں نعتیہ ادب میں ایک بلند مقام و

مرتبہ حاصل کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ پروفیسر انوار احمد زئی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی نعت گو، نعت فہم اور نعت نگار ہی نہیں رہے۔ اب وہ صنفِ نعت کو نئے ڈھنگ اور آہنگ سے سجا رہے ہیں تا کہ وہ موجودہ تہذیبی انتشار، ثقافتی شکر رنجی اور فکری اشکال کا ازالہ ایمانی امرت دھارے سے کر سکیں جس کا اصطلاحی سر نامہ نعت ہے۔"

ان تعارفی مضامین کے بعد شہزاد احمد کا ایک طویل مضمون بعنوان "صبیحؔ رحمانی کی ہمہ جہت نعتیہ خدمات" شامل ہے جس میں صبیحؔ رحمانی کا تعارف و خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن میں نعت خوانی، نعت گوئی، نعت فہمی اور نعت جوئی پر تفصیلی بحث کی گئی ہے، اس کے بعد "شعبہ نعت سے وابستگی" کے عنوان سے صبیحؔ رحمانی کے سوانحی کوائف، نعت نگاری کے آغاز و خدمات، نعتیہ شعری مجموعوں کا تعارفی تجزیہ، مرتبہ تصانیف اور اداریہ نویسی کے ساتھ ساتھ نعت کی دنیا میں مختلف تحقیقی و تنقیدی خدمات کو مختلف زاویۂ نظر کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ ان تفصیلات کے علاوہ انہوں نے صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن پر لکھے گئے مقالات و مضامین کی فہرست اور صبیحؔ رحمانی کی نعت ریسرچ سنٹر کراچی اور یوکے میں خدمات، نعت کی ترویج و اشاعت کے اہم مجلہ "نعت رنگ" کی ادارت کی تفصیلات بھی دی ہیں۔ آخر میں صبیحؔ رحمانی کو نعتیہ فن و خدمات کے صلے میں ملنے والے اعزازات کی تفصیل بھی درج کی ہے اور صبیحؔ رحمانی کی زندگی و فن کے کئی گوشوں سے پردہ اٹھا کر نعتیہ ادب میں صبیحؔ رحمانی کے مقام و مرتبے کا تعین بھی کیا ہے۔ ڈاکٹر شہزاد احمد نے

"کلیات صبیحؔ رحمانی" میں صبیحؔ رحمانی کے دونوں نعتیہ مجموعوں میں شامل کلام اور مختلف ادیبوں و نقادوں کے تبصروں اور آراء کو بھی شامل کیا ہے۔

"کلیات صبیح رحمانی" کی اشاعت پر "ڈاکٹر ریاض مجید" نے ایک خوب صورت نظم کہی ہے جس میں کلیات کی اشاعت کو سراہا گیا ہے۔

عنوان: چند مادہ ہائے تاریخ سال اشاعت کلیات صبیح رحمانی

زہے قسمت کلیاتِ نعت صبیح رحمانی 1440ھ

نورٌ علی نور کلیاتِ نعت صبیح رحمانی 2019ء

روح پرور کلیاتِ نعت صبیح رحمانی 1140ھ

تبرک کلیات نعتِ صبیح رحمانی 1440ھ

برکت کلیاتِ صبیح رحمانی 2019ء

ہادی پاکؐ کلیات نعتِ صبیح رحمانی 1440ء

لاجواب کلیات نعت صبیح رحمانی 1440ھ

کلیاتِ نعتِ الحاج صبیح رحمانی 1440ھ

2 تنقیدی مجموعے اور رسائل

صبیحؔ رحمانی نے اپنی زندگی کے تمام تر تخلیقی جذبے، لطافت اور لیاقت کا مرکز و محور اور نصب العین فروغ نعت کے لیے وقف کر دیا ہے۔ ان کی تمام تر صلاحیتیں، عقیدت مندی اور کاوشیں صرف اور صرف نعت کے لیے ہی ہیں۔ جس کا اظہار وہ اپنے اشعار میں بھی کرتے ہیں:

؎ میرے فکر و فن کا میری زیست کا
نعت عنواں ہے خدا کا شکر ہے
(صبیحؔ الدین رحمانی)

صبیحؔ رحمانی کی فروغِ نعت کے حوالے سے خدمات کو رئیس احمد نے ان الفاظ میں خراج پیش کیا ہے:

"سید صبیحؔ الدین رحمانی فروغِ نعت کے حوالے سے ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ نعت گوئی، نعت خوانی، نعت ریسرچ سنٹر، نعتیہ کتب کی اشاعت، نعتیہ رسائل و جرائد کی اشاعت بین الاقوامی طور پر فروغِ نعت کے لیے تنظیم سازی ان کی پہچان کے واضح اور بڑے حوالے ہیں۔"

صبیحؔ رحمانی کے تنقیدی و تحقیقی مضامین و تصانیف سے مخصوص اندازِ فکر جھلکتا ہے۔ نعت کے فروغ کی سعیِ پیہم کا اندازہ ان کی ادارتی خدمات سے لگایا جا سکتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن اور ان کی نعتیہ خدمات کے اعتراف میں مختلف معروف ادبا و محققین نے ان کی خدماتِ نعت پر تحقیقی و تنقیدی مضامین، تصانیف و تالیفات اور خصوصی رسائل و جرائد شائع و مرتب کیے ہیں:

(الف) سفیر نعت: صبیحؔ رحمانی نمبر
(ب) مجلّہ "ثنا خوانِ محمد ﷺ"
(ج) جادۂ رحمت کا مسافر
(د) فنِ اداریہ نویسی اور نعت رنگ
(ہ) نعت نامے بنامِ صبیحؔ رحمانی

(و) نعتیہ ادب مسائل و مباحث (مدیر 'نعت رنگ' کے نام موصولہ مکاتیب کا موضوعاتی و تجزیاتی مطالعہ)

(ز) صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری (فکری و تنقیدی تناظر)

(س) تالیفاتِ صبیح رحمانی: نقدِ نعت کی نئی تشکیل، ڈاکٹر طاہرہ انعام

(الف) سفیرِ نعت: صبیحؔ رحمانی نمبر

فروغِ نعت گوئی، نعت خوانی، نعت ریسرچ سنٹر کی خدمات، تنقیدی و تحقیقی نعتیہ کتب کی ترتیب و اشاعت، اداریہ نویسی اور نعتیہ رسائل و جرائد کی اشاعت صبیحؔ رحمانی کی پہچان کے واضح اور بڑے حوالے ہیں۔ انہی خدمات پر اُن کو خراج تحسین پیش کرنے کی ایک کڑی "سفیرِ نعت: صبیح رحمانی نمبر" ہے جو آفتاب کریمی کی مرتب کردہ کتاب ہے۔ اس شمارے میں صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی و نعت خوانی اور نعت شناسی کے حوالے سے مختلف مضامین و تبصرے، آرا اور تحقیقی و تنقیدی مضامین و مقالے شامل ہیں جو مختلف ناقدین اور اہلِ علم نے ان کے فنِ نعت نگاری اور نعتیہ ادب کے فروغ کے حوالے سے لکھے ہیں۔

یہ کتابی سلسلہ 128 صفحات پر مشتمل ہے جو آفتاب اکیڈمی، کراچی سے شائع ہوا۔ اس رسالے پر سن اشاعت درج نہیں ہے۔ مختلف ذرائع اور تحقیق کے مطابق 2001ء میں ادارہ "سفیرِ نعت" کے آغاز کے ساتھ ہی یہ پہلا کتابی سلسلہ بھی جون 2001ء کے لگ بھگ شائع ہوا ہے۔ اس کے معاونین میں محمد مقصود حسین قادری اویسی، انور حسین صدیقی، مقصود کریمی کے نام شامل ہیں۔ اس مرتبہ مجموعے کو آفتاب کریمی نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ حصہ اوّل مضامین پر مشتمل ہے، حصہ دوم

میں اہلِ علم و دانش اور ناقدین کی آرا کو پیش کیا گیا ہے۔ حصہ سوم "انتظاریہ" میں "نعت کا ہمہ جہت خادم" کے عنوان سے پروفیسر افضال احمد انور کا مضمون شامل ہے۔ جس میں صبیحؔ رحمانی کے سوانحی کوائف، مختصر تعارف اور ان کے نعتیہ فن و فکر، تصانیف اور صبیحؔ رحمانی کی ہمہ جہت نعتیہ خدمات کو بیان کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر شہزاد احمد 2016ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب "اردو میں نعتیہ صحافت (ایک جائزہ)" میں "سفیر نعت: صبیح رحمانی نمبر" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "سفیر نعت کراچی نے اپنی پہلی کتاب کو "صبیحؔ رحمانی نمبر" کے لیے مخصوص کیا ہے۔ سفیر نعت کی پہلی کتاب بہت سلیقے سے شائع کی گئی ہے۔ آرٹ پیپر پر خوب صورت رنگین سر ورق "صلی اللہ علیہ النبی الامی" کی اعلیٰ خطاطی انفرادیت کو واضح کر رہی ہے۔ سر ورق کی پشت پر صبیحؔ رحمانی کے "نعت رنگ" کا مخصوص اشتہار موجود ہے۔"

مذکورہ مجموعے کے شروع میں صبیحؔ رحمانی کا حمدیہ و نعتیہ کلام شامل ہے۔ اس کے بعد "اداریہ" کے نام سے آفتاب کریمی نے ادارہ "سفیر نعت" کے اشاعتی سفر کا تذکرہ اور مختصر طور پر صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ و ادارتی خدمات پر روشنی ڈالی۔ اس شمارے کا پہلا مضمون ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی نے "شہر علم کا ثناء خواں" کے عنوان سے لکھا۔ جس میں انہوں نے مولانا الطاف حسین حالیؔ کی قومی و ملی شاعری اور قصیدہ گوئی و نعت نگاری کا ذکر اور صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" میں ان کے نعتیہ فکر و فن پر تفصیلی بحث کی ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے دوسرے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

''صبیحؔ کے مختصر سے مجموعے میں ہائیکو بھی ہیں، آزاد نظموں کے ساتھ ساتھ پابند نظمیں بھی ہیں اور غزل کی ہیئت میں زیادہ نعتیں ہیں۔ حقیقی نعت گو شاعر کے ہاں ہئیت اور اصناف کا یہ تنوع اپنے موضوع سے اس کے رشتے کی گہرائی اور تنوع دونوں کا اظہار ہے۔''

اس مرتب شدہ مجموعے میں شامل باقی مضامین بھی صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن اور نعت شناسی کا احاطہ کرتے ہیں۔ ان مضامین کو مختلف اہلِ علم و نقادوں نے لکھا جن میں ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشفی، حفیظ تائب، ادیب رائے پوری، محسن بھوپالی، پروفیسر محمد اقبال جاوید، ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی، ڈاکٹر محمود غزنوی، مسرور احمد زئی اور رضوان صدیقی کے نام شامل ہیں۔ یہ مضامین صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و فکر کی مختلف جہتوں پر محیط ہیں۔ ان مضامین میں شعری حوالوں کے ساتھ نہایت مدلل اور پُر مغز بحث کے بعد صبیحؔ رحمانی کو اُفقِ نعت کا روشن ستارہ قرار دیا گیا ہے۔

تحقیقی و تنقیدی مضامین کے ساتھ ہی مختلف ناقدین و دانشوروں کے تاثرات بھی اس کتاب کی زینت بنے ہیں جن میں صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ بصیرت کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ ان ناقدین و اہلِ علم شخصیات میں ڈاکٹر اسلم فرخی، مظفر وارثی، محسن احسان، لالہ صحرائی، آفتاب احمد نقوی، پروفیسر عنوان چشتی، سید آل احمد رضوی اور قمر وارثی شامل ہیں۔ ان تاثرات میں سے چند اقتباسات ملاحظہ کیجے:

ڈاکٹر اسلم فرخی لکھتے ہیں:

''صبیحؔ رحمانی اگرچہ اُردو نعتیہ شاعری میں ایک نئی آواز ہیں لیکن یہ نوجوان آواز بڑی موثر محتاط اور ایک ابھرتی ہوئی انفرادیت سے معمور ہے۔''

قمر وارثی نے صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی کے حوالے سے لکھا ہے:

"صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری کا نقطہ آغاز ہی "ماہِ طیبہ" ہے اور ماہِ طیبہ کی روشنی میں سفر کرنے والے نعت گو کے لیے "جادۂ رحمت" تک رسائی حاصل کر لینا کوئی انہونی بات نہیں بلکہ یہ وہ حصہ ہے جو مخزنِ رحمت تمامؑ سے حاصل ہوا ہے۔"

"سفیر نعت: صبیحؔ رحمانی نمبر" کا آخری حصہ "انتظاریہ" کا ہے جس میں پروفیسر افضال احمد انور کا مضمون "نعت کا ہمہ جہت خادم" شامل ہے۔ اس مضمون میں افضال احمد انور نے صبیحؔ رحمانی کے سوانحی کوائف، ان کی نعتیہ و ادبی خدمات اور ان کی تصانیف و تالیفات کا مفصل تعارف دیا ہے جس سے صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و فکر کے بہت سے گوشے سامنے آئے ہیں۔

"سفیر نعت: صبیح رحمانی نمبر" صبیحؔ رحمانی کی شعری خدمات، فروغ نعت اور تفہیم نعت کے نئے زاویوں سے آگہی پیدا کرنے والی کتاب ہے جس میں صبیحؔ رحمانی کے فن کو سراہا گیا اور ان کے فن کی قدر و منزلت متعین کی گئی ہے۔ ایسی کاوشیں لائقِ ستائش و حوصلہ افزا ہیں۔

(ب) مجلّہ "ثنا خوانِ محمد ﷺ"

معتبر نعت گو شاعر، ثناء خواں و مدیر "نعت رنگ" صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات کے اعتراف میں پاک لورز کلب نے تقریب سپاس و نعتیہ محفل کا انعقاد کروایا۔ اسی محفل کے زیر اہتمام پاک لورز کلب نے 2000ء میں مجلّہ بعنوان "ثناء خوانِ محمد ﷺ" بزمِ غوثیہ نعت انٹرنیشنل کراچی سے شائع کیا۔ چونسٹھ (64) صفحات پر مشتمل

اس مجلّے میں مختلف علما و دانشوروں کے صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و خدمات اور نعت شناسی کے حوالے سے لکھے گئے مضامین و مقالات کو شامل کیا گیا ہے اور اس مجلّے کو صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات و فن کے نام کیا گیا ہے۔

ان ﷺ کا احساں ہے خدا کا شکر ہے
دل ثناء خواں ہے خدا کا شکر ہے

(صبیحؔ رحمانی)

مذکورہ مجلّے کا آغاز صبیحؔ رحمانی کی تحریر کردہ حمد باری تعالیٰ اور نعتِ مصطفیؐ سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد صبیحؔ رحمانی کو ڈاکٹر پروفیسر عاصی کرنالی کا منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ نمونۂ کلام ملاحظہ کیجیے:

میں ہوں حق گو مرا ہے قول صحیح
نعت گوئی میں منفرد ہیں صبیحؔ

اس مجلّے کا دیباچہ محمد عارفین خان (جنرل سیکرٹری پاک لورز کلب) نے "یہ روح مدینے والی ہے" کے نام سے لکھا۔ جس میں انہوں نےنعت گو شعرا، نعت خواں یا ترویج نعت سے وابستہ شخصیات میں سے تقریبِ سپاس کے انعقاد کے لیے صبیحؔ رحمانی کا انتخاب اور ان کا نعتیہ ادب میں مقام و مرتبہ متعین کیا اور ان کے نام کے انتخاب کے اسباب یوں بیان کیے:

"ہمیں خوشی ہے کہ ہم نے ایک ایسی شخصیت کو منتخب کیا جو بلا شک و شبہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ اپنے آقائے نامدار ﷺ کی ثناء کے لیے وقف کر چکی ہے اور فروغِ نعت کے کثیر الجہتی کام کرنے والے افراد میں سب سے

نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔"

مجلّہ "ثناء خوانِ محمد ﷺ" میں کل پینتیس (35) مضامین اور پچیس (25) تاثرات و آرا شامل ہیں۔ علاوہ ازیں منظوم تاثرات بھی شامل ہیں جو مختلف پاکستانی اور دوسرے ممالک کے شعرا نے پیش کیے۔ اس مجلّے کی ایک اور خاصیت یہ ہے کہ اس میں صبیحؔ رحمانی اور دوسرے اہم ادیبوں و علماکے علاوہ ان کے احباب کی یادگاری تصاویر ہیں۔ یہ کل چھتیس (36) یادگاری تصاویر صبیحؔ رحمانی کی مختلف محافل نعت میں کلام پیش کرنے یا اعزاز حاصل کرتے وقت کی ہیں اور مشاعروں کی کچھ یادگاری جھلکیاں ہیں جن میں صبیحؔ رحمانی نے بھی شرکت کی اور ان محافل کو چار چاند لگا دیئے۔

مجلّہ "ثناء خوانِ محمد ﷺ" میں شامل اشاعت مضامین میں سب سے پہلا مضمون علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انڈیا سے ڈاکٹر ابو سفیان اصلاحی کا "صبیحؔ رحمانی ممتاز نعت گو" ہے۔ پروفیسر جاذب قریشی کا مضمون "جنت کا گلاب"، رشید وارثی "اقلیم نعت خوانی کا تابندہ ستارہ"، ڈاکٹر عاصی کرنالی "ایک خوب صورت نعتیہ تخلیق"، ٹورنٹو، کینیڈا سے سید افتخار حیدر کا مضمون "نعت رنگ اور صبغتہ اللہ"، قمر وارثی "نعت کی چاندنی" سید غلام مجتبیٰ احدی "اُجالے کیوں نہ ہوں دیوار و در میں"، انڈیا، بریلی شریف سے ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی کا مضمون "جادۂ رحمت پر ایک نظر"، اور انڈیا ہی سے ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط کا مضمون "نعت صبیح کی شعری صباحت" اور انڈیا سے ڈاکٹر سید شمیم گوہر "نعت کے جدید لب و لہجہ کا شاعر"، پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی "اعتماد اور عجز کی دولت رکھنے والا نعت گو" بھی شامل ہیں۔ جن میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن، نعت گوئی و نعت خوانی، نعت شناسی، اداریہ نویسی اور فروغِ نعت کے حوالے سے گرانقدر خدمات پر حرفِ تحسین

پیش کیا گیا ہے۔

؎ مجھ سے بے نام و نشاں کو میرے آقاؐ نے صبیحؔ
بخش کر ذوقِ ثناء، عزت و شہرت دی ہے

مذکورہ مجلّے میں شامل مضامین میں سے چھ (6) مضامین کتابی سلسلہ ''سفیر نعت صبیحؔ رحمانی نمبر'' میں بھی شامل ہیں۔ جن میں احمد ہمدانی، بلقیس شاہین، پروفیسر محمد اقبال جاوید، سعید بدر، مسرور احمد زئی اور آفتاب کریمی کے مضامین شامل ہیں۔ ذیل میں چند مضامین کے اقتباسات مثال کے لیے پیش ہیں جن میں مضمون نگاروں نے صبیحؔ رحمانی کی فنی و فکری جہتوں اور عظمتوں و شعری صباحتوں کا اعتراف کیا ہے۔

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی (بریلی شریف، انڈیا) کے نزدیک:

''صبیحؔ رحمانی نے خود کو نعت گوئی کے لیے وقف کر دیا ہے، نعت گوئی ان کی فطرت کا تقاضا ہے۔ ان کی زبان و قلم کی یہی تمنا اور آرزو ہے اور وہ اس کے لیے ربِ عظیم کے شکر گزار ہیں کہ اس نے انہیں اپنے مدنی محبوب ﷺ کا واصف و ناعت بنا دیا ہے۔

؎ میں ہوں وقفِ نعت گوئی کسی اور کا قصیدہ
مری شاعری کا حصہ کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا

(صبیحؔ رحمانی)

کراچی کی نعت خواں تابندہ لاری اپنے مضمون ''نعت گوئی اور نعت خوانی کا تقدس'' میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام اور ان کی نعت خوانی کو سراہتے ہوئے لکھتی ہیں:

''یہ حقیقت ہے کہ کلام کی طرح ان کا لحن بھی منفرد ہے، جسے بعض نعت

خواں بھی اپناتے ہیں اور یہی صبیحؔ کی کامیابی ہے۔"

ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط (انڈیا) صبیحؔ رحمانی کی پختہ کلامی اور کہنہ مشقی و شعری صباحت کے حوالے سے گویا ہیں:

"صبیحؔ کی نعتوں میں رسمی عقیدت کے پر سکوت سمندر کی بجائے داخلی بے چینی کی کیفیات کا دریا ٹھاٹیں مارتا ہے، عشقِ نبی ﷺ میں تڑپتی روح ان کی نعتوں کے آہنگ میں اضطراب پیدا کر دیتی ہے جس سے صبیحؔ کی نعتیں "جنت نظیر" سے زیادہ "فردوس گوش" بنی دکھائی دیتی ہے۔"

مجلّہ "ثناء خوانِ محمد ﷺ" میں ان مشاہیر محققین و ناقدین اور شعرا و ادبا نے مضامین کے ساتھ ہی مختلف تاثرات و تبصروں میں بھی ان کی شخصیت اور فن کو سندِ اعتبار عطا کرتے ہوئے خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان میں اہم نام مولانا محمد آصف قاسمی (کینیڈا)، پروفیسر ڈاکٹر خلیل الرحمٰن، تابش دہلوی، سحر انصاری، علامہ مولانا کوکب نورانی اوکاڑی، محمد سعید، پروفیسر حسن اکبر کمال، ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی، محمد صابر داؤد، شکیل عادل زادہ، ڈاکٹر محمد اسلم فرخی، راجا رشید محمود، محشر بدایوانی، سرشار صدیقی، شبنم رومانی، ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق، محمد یوسف اجمیری اور حافظ لدھیانوی وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا محمد آصف قاسمی (کینیڈا) صبیحؔ رحمانی کے حمدیہ و نعتیہ شعری کلام کی انفرادیت و مقبولیت کی دو اہم خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے کہ صبیحؔ رحمانی کی حمد و نعت میں سادگی، بے ساختگی، اور عشق و محبتِ رسولؐ کی تڑپ، روشنی، فکر کی بلندی اور ایک نیا پن پایا جاتا ہے تو دوسری طرف اس میں اللہ نے ان کو لحن داؤدی سے نوازا ہے۔ جب وہ اپنے اشعار میں حضرت محمد مصطفیٰؐ سے اپنی دلی وابستگی اور عشق و محبت کا اظہار

کرتے ہوئے نعتیں کہتے ہیں تو ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ انہی دو اہم خصوصیات کی بنا پر صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن کے حوالے سے مولانا آصف قاسمی لکھتے ہیں:

"حمدیہ اور نعتیہ اشعار کی انہی خصوصیات کی بنا پر میری پیش کردہ تحریک پر کینیڈا کے سینکڑوں عاشقانِ رسول نے اُن کو "شاعرِ اُمت" کا خطاب دیا جس کے وہ واقعتاً حقدار ہیں۔"

ان تاثرات کے ساتھ ہی مذکورہ مجلّے میں صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری کے حوالے سے پروفیسر قیصر نجفی، حنیف اسعدی، راغب مراد آبادی، حافظ لدھیانوی کے پیش کردہ منظوم تاثرات بھی موجود ہیں۔ بقول راغب مراد آبادی:

ہاں، مالک دولت سخن ہیں
ذی علم و ہنر، بہ فضل ربانی ہیں
ہیں جادۂ رحمت پہ رواں سوئے حجاز
مداح نبی، صبیحؔ رحمانی ہیں

مجلّہ "ثناء خوانِ محمد ﷺ" میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و فکر اور نعت شناسی کے حوالے سے تحقیقی و تنقیدی مضامین اور تاثرات و تبصروں میں ہر ممکنہ حد تک ہر جہت پر روشنی ڈالی گئی اور ان کی صلاحیتوں کا اعتراف جن الفاظ میں کیا گیا ان کی مثال ملنا مشکل ہے۔

(ج) جادۂ رحمت کا مسافر (صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری پر تنقیدی مضامین کا مجموعہ)

اردو ادب میں ڈاکٹر عبد الحق حسرت کاس گنجوی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ بیک وقت ایک ادیب، محقق و نقاد، ناول نگار، افسانہ نگار، انشائیہ نگار اور مترجم تھے۔ انہوں نے کئی نعتیہ تحقیقی و تنقیدی مضامین و مقالات لکھ کر نعتیہ فن و ادب کی خدمات سر انجام دیں۔

ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی نے صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و ادب پر لکھے گئے مقالات و مضامین کو یکجا و مرتب کر کے "جادۂ رحمت کا مسافر" کے نام سے شائع کیا۔ ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی کے حوالے سے پروفیسر محمد اکرم رضا اپنی کتاب "نعتیہ ادب کے تنقیدی نقوش" میں یوں رقمطراز ہیں:

> "ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی ایک ممتاز نقاد نعت ہیں۔ "نعت رنگ" اور دوسرے رسائل میں آپ کے مضامین نظر نواز ہوتے رہتے ہیں، جب بھی لکھتے ہیں بڑی مہارت فن، محنت اور موضوعِ متعلقہ پر پوری گرفت رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔ زیرِ نظر تصنیف "جادۂ رحمت کا مسافر" ان کی قابلِ قدر کاوش ہے۔"

مذکورہ کتاب کا نام صبیحؔ رحمانی کے دوسرے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" سے اخذ ہے اور جادۂ رحمت کا مسافر صبیحؔ رحمانی کو قرار دیا گیا ہے۔ 136 صفحات پر مشتمل مذکورہ تصنیف کو آفتاب اکیڈمی، کراچی نے ستمبر 2001ء میں شائع کیا۔

ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی نے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری پر مشتمل مختلف تنقیدی

مضامین کے اس مجموعے کا انتساب جناب غلام مجتبیٰ احدی کے رفیع و وقیع ذوقِ نعت کے نام کیا ہے۔ مضامین کی فہرست اور بعد ازاں صبیحؔ رحمانی کا یہ شعر درج ہے:

فرشتوں نے مری لوح عمل پر روشنی رکھ دی
ثنا خوانِ محمدؐ لکھ دیا اوّل سے آخر تک

ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی نے اس کتاب کی فہرست کو بڑی مہارت سے ترتیب دے کر اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، حصہ اوّل میں بیس (20) محققین و نقادوں کے مضامین شامل ہیں، حصہ دوم میں سترہ (17) کے قریب معروف و اہم محققین و ناقدین کی صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن کے حوالے سے آراء و تاثرات پیش کیے گئے ہیں جبکہ مجموعے کے حصہ سوم میں ڈاکٹر عاصی کرنالی کی دو (2) نظمیں (نذرِ صبیحؔ رحمانی) پیش کی گئی ہیں۔ تینوں حصوں میں صبیحؔ رحمانی کے فن، ان کی نعت شناسی، اداریہ نویسی غرض ہر جہت کے حوالے سے ان کی خدمات کا تفصیلی جائزہ لے کر ان کی خدمات کو سراہا گیا ہے۔

ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی نے مقدمہ میں صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری کو موضوعِ بحث بنا کر ان کی نعتوں کے موضوعات، شعری جذبہ و عقیدت، نعتیہ اسلوب اور نعتوں کا فکری و فنی حوالہ شعری مثالوں کے ساتھ درج کیا ہے اور فنی لوازمات و محاسن پر روشنی ڈالی ہے۔ آخر میں اپنی کتاب "جادۂ رحمت کا مسافر" کی وجہ تالیف اور اس میں موجود مضامین، آراء و تاثرات پر گفتگو کی۔ انہوں نے صبیحؔ رحمانی کی شاعری اور نعت شناسی کو سمجھنے اور پرکھنے کے سلسلے میں ان کے ادبی سفر کا پورا منظر نامہ ترتیب دینے اور خراجِ تحسین پیش کرنے میں بھرپور تنقیدی بصیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔

کتاب کے حصہ مضامین میں کل 20 مضامین شامل ہیں جو مختلف مکتبہ فکر کے معروف و مشہور ادیبوں اور نقادوں نے پیش کیے۔ ان میں اہم و معروف نام ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشفی کا ہے جن کا مضمون بہ عنوان ''ہیں مواجہ پہ ہم......ایک تاثر''، افسر ماہ پوری کا مضمون ''جادۂ رحمت کا مسافر''، ڈاکٹر سید شمیم گوہر ''نعت کے جدید لب و لہجے کا شاعر''، پروفیسر جاذب قریشی ''جنت کا گلاب''، عزیز احسن ''صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری حُبِ رسولؐ کا جمالیاتی اظہار'' اور غالب عرفان کا مضمون ''منفرد و جدید نعت گو: صبیحؔ رحمانی'' کے ساتھ ہی ڈاکٹر عاصی کرنالی، پروفیسر شفقت رضوی، ڈاکٹر بلال نقوی، انوار احمد زئی، ریاض حسین چودھری، رشید وارثی، منصور ملتانی وغیرہ جیسے بڑے نقادوں نے صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی کے فن پر مختلف مباحث و تجزیے اور ان کے فن کی مثالیں پیش کرتے ہوئے انہیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان مضامین میں سے کچھ اقتباسات ملاحظہ کیجیے:

پروفیسر شفقت رضوی اپنے مضمون ''خوش خصال نعت گو'' میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام کی خصوصیات اور موضوعات کے حوالے سے تجزیہ کیا ہے۔ ایک جگہ پر لکھتے ہیں:

> ''صبیحؔ نے کمالِ فن کا دعویٰ کبھی نہیں کیا، یہی اس کے فن کے کمال کی نشانی ہے۔ انہوں نے ذاتِ رسالت مآب کے عکسِ جمیل کو قرآن کی روشنی میں دیکھا اور متاثر ہونے میں ان کا ایمان، ان کا اعتقاد اور ان کی محبت رسمی اور روایتی نہیں۔ مطالعہ اور فکر سے حاصل دولت گراں مایہ ہے، اس امر کی شہادت ان کے درج ذیل اشعار سے ہوتی ہے۔

خدا گواہ! مسلسل ہے بولتا قرآن
حضور سید عالمؐ کی زندگی کیا ہے
سرکار کی فضیلت لا ریب، غیب لیکن
قرآں کے آئنہ میں دیکھو تو دیدنی ہے"

(صبیحؔ رحمانی)

انوار احمد زئی اپنے مضمون "مضرابِ ذات پر الوہیت کا نغمہ ساز" میں صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی نعت کہتے بھی ہیں نعت پڑھتے بھی ہیں نعتیں چھاپتے بھی ہیں نعت کے فن کو آگے بڑھاتے بھی ہیں نعت کے استحسان کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور نعت کی تاریخ کو امتداد زمانہ کے اثر سے محفوظ کرنے کا انصرام بھی۔"

مولانا محمد ملک الظفر سہسرامی (بھارت) کا بھی ایک مضمون بعنوان "صبیحؔ رحمانی: نعتیہ شاعری کی معتبر آواز" مذکورہ مجموعے کا حصہ ہے جس میں مولانا محمد ملک الظفر سہسرامی نے نعت نگاری کی مختصر روایت کے بعد صبیحؔ رحمانی کی نعتوں اور نعت شناسی کی مختلف جہتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

"نعتیہ شاعری کو نیا لب و لہجہ اور ندرت خیال کا جامہ پہنانے کی کوشش و کاوش میں صبیحؔ رحمانی کا کردار نمایاں ہے۔ اس صنف سخن کے تعلق سے صبیحؔ رحمانی کی ہمہ جہت خدمات کے دائرے کو دیکھتے ہوئے اس کا اقرار و اعتراف قطعی حقیقت پسندانہ ہو گا۔

ـــــ این سعادت بزورِ بازد نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ"

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق (بھارت) نے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری کی فکری جہتوں اور فنی لوازمات و محاسن پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھاہے:

"فکر و سخن میں ان کا انہاک نئے نئے اسالیب کی تلاش، خوش آہنگ الفاظ، دلآویز ترکیبوں، بدیع تشبیہات اور استعارات سے اپنے کلام کو مزین کرنے کی فکر، یہ ان کی زندگی کا ایک ایسا مشغلہ ہے جو اپنی کیفیت میں عبادت سے کم نہیں یہ ان کی ذہنی اور قلبی فضا کی تطہیر کے لیے ایک وظیفہ ہے۔" بقول مشفق خواجہ:

"اقبال کی تقلید میں موجودہ دور کے جن شعرا نے نعت کو اپنی شناخت بنایاہے اُن میں سے بعض بہترین نعت گو ہی نہیں بہترین تخلیق کار بھی ہیں صبیحؔ رحمانی کا شمار ایسے ہی شاعروں میں ہوتا ہے۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نعت صبیحؔ رحمانی کے حق میں حرفِ دعا ثابت ہوئی ہے۔ اُس نے کم عمری ہی میں وہ مقام حاصل کر لیا ہے جو اک عمر کی ریاضت کے بعد نصیب ہوتا ہے۔"

اسی طرح ڈاکٹر ریاض مجید نے صبیحؔ رحمانی کے فنِ نعت نگاری کے حوالے سے لکھا ہے:

"نعت گوئی کے لوازمات میں ذوق اور قرینہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ذوق اچھی شاعری کا جو، شعری خصائص اور فنی خوبیوں کا ضامن ہوتا ہے اور قرینۂ اظہار کے

باب میں کہ یہ ترسیل جذبات و احساسات کا وہ ذریعہ اور حوالہ ہے جو اچھی شاعری خصوصاً نعتیہ شاعری کی جان ہے۔ صبیح رحمانی اردو کے جواں سال نعت نگاروں کی صف میں اس حوالے سے منفرد حیثیت اور شناخت رکھتے ہیں۔"

درج بالا مضامین و تاثرات کی مثالوں کے علاوہ کئی دوسرے ناقدین و ادبا نے بھی صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن کو سراہتے ہوئے آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا اور ان کے فن کو قومی و بین الاقوامی دونوں سطح پر معتبر قرار دیا کہ صبیحؔ رحمانی شاعری کے عمدہ ذوق کے ساتھ ساتھ نعت گوئی و نعت شناسی کے قرینوں سے آشنا ہیں۔ ان کے ہاں نعت گوئی کے تاریخی، فکری، جمالیاتی اور فنی پہلوؤں کا سلیقہ اور وسیع امکانات موجود ہیں۔

مذکورہ مجموعے کے آخری گوشے میں پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی کی دو نظمیں "نذرِ صبیحؔ رحمانی" شامل ہیں۔ ان نظموں میں ڈاکٹر عاصی کرنالی نے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری میں وارداتِ قلبی اور جذباتِ عاشقانہ، فکر کی بلندی، احساس و ادراک، پاک ریاضتوں کی سرشاری اور وجدانی تجربوں کی نقش گری کو نہایت عمدگی سے نظمیہ پیرائے میں اجاگر کیا ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ کیجیے:

کمال تکلم، جمال ترنم
صبیح ثنا گو کی نعتوں میں ہوں گم
نعت مرسلؐ یہ جب سناتے ہیں
لب کونین پڑھتے ہیں تسبیح
عصر حاضر کا ہیں شرف دونوں
ایسا مداح اور ایسا مدیح

(ڈاکٹر عاصی کرنالی)

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فکر و فن کے کمالات کے حوالے سے کتاب "جادۂ رحمت کا مسافر" ایک نہایت وقیع اضافہ ہے۔ محققین و ناقدین نے صبیحؔ رحمانی کے فن و تحریروں کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل مرتب کرتے ہوئے نقد و نظر کا منہاج متعین کیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے ادبی کارناموں کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے انہیں نسلِ نو کے لیے محفوظ کیا گیا جن سے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات کے بہت سے گوشے وا ہوئے اور نعتیہ ادب کے ذخیرے میں ایک بیش بہا اضافہ بھی ہوا ہے۔

(د) فنِ اداریہ نویسی اور نعت رنگ:

صبیحؔ رحمانی نعت گو شاعر ہونے کے ساتھ ایک معتبر نعت شناس بھی ہیں۔ جو اپنے علم و فضل اور سچے جذبے کے تحت عقیدت اور ارادت کے حوالے سے نعتیہ ادب کی خدمت کرتے ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے نعت شناسی میں اداریہ نویس کے طور پر بھی خدمات سر انجام دی ہیں۔ اس حوالے سے ان کی زیر ادارت شائع ہونے والے مجلّہ "نعت رنگ" کے اداریے نہایت اہم ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کی بطور اداریہ نویس کوششوں اور کامیابیوں کے حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں:

> "تنقیداتِ نعت کے حوالے سے معاصر ادبی اور تنقیدی میلانات، رجحانات اور احساسات کی جمع آوری کی جو مثبت، بلا تعصب اعلیٰ اور ادبیاتِ عالیہ کے اعلیٰ معیار کے مطابق خدمت صبیحؔ کے حصے میں آئی، یہ ایک منفرد کام ہے اس کی مثال ماضی کی ادبی تاریخ اور معاصر ادارتی شخصیات میں نظر نہیں آتی۔"

زیر نظر کاوش "فنِ اداریہ نویسی اور نعت رنگ" بھی اسی حوالے کی ایک اہم

کڑی ہے جس میں ڈاکٹر افضال احمد انور نے مجلّہ "نعت رنگ" کے اداریوں کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے صبیحؔ رحمانی کی نعت شناسی اور اداریہ نویسی کو متعارف کرایا ہے۔ یہ تحقیقی تصنیف مارچ 2010ء میں نعت ریسرچ سنٹر کراچی کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں فنِ اداریہ نویسی اور مجلّہ "نعت رنگ" کے اداریوں کا جائزہ لے کر ان کی فکری و معنوی خوبیوں کو سامنے لایا گیا ہے۔ اس کتاب کا انتساب حضرت عبد الرشید پانی پتی (1917ء تا 1974ء) کے نام ہے۔ کتاب کے آغاز میں چند نقاد و اہلِ علم کے اداریہ نویسی کے حوالے سے تاثرات شامل ہیں جن میں ڈاکٹر وحید قریشی، محمود شام، پروفیسر اے آر خالد، پروفیسر انوار احمد زئی کے نام شامل ہیں۔

ڈاکٹر وحید قریشی فنِ اداریہ نویسی اور کتاب ہٰذا کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"زیر نظر کاوش دو وجوہ کی بنا پر منفرد ہے۔ اوّل "نعت رنگ" کراچی وہ رسالہ ہے جس نے نعتیہ ادب پر تنقید کو ایک تحریک کی شکل دی، دوم پہلی مرتبہ کسی نے نعتیہ صحافت میں اداریہ نویسی کے فنی مباحث کا جائزہ لیا ہے۔"

اسی طرح پروفیسر انوار احمد زئی نے اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے کہ:

"ان اداریوں میں تاریخ کا سفر بھی ہے، تہذیبِ ذات کا نظریہ بھی اور مستقبل میں نعت کو بطور صنفِ سخن اس کا ممتاز، جائز اور وقیع مقام دلانے کی سعی مسلسل بھی۔"

ان تاثرات کے بعد ستر (70) صفحات پر مشتمل دیباچہ شامل ہے جس کو ڈاکٹر

افضال احمد انور نے ہی تحریر کیا ہے۔ اس دیباچے میں انہوں نے اداریہ نویسی، تعارف اور اداریوں کی روایت بیان کرتے ہوئے "نعت رنگ" کے اداریے کے مندرجات پر روشنی ڈالی ہے اور صبیحؔ رحمانی کی ان کاوشوں کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر افضال احمد انور نے مجلّہ "نعت رنگ" کو نعتیہ ادب میں نئے رجحانات کا سنگِ میل قرار دیا ہے۔ ان کی اس کاوش کے حوالے سے پروفیسر محمد اکرم رضا اپنی کتاب "نعتیہ ادب کے تنقیدی نقوش" میں لکھتے ہیں:

> "یہ کتاب در اصل مجلّہ "نعت رنگ" کے اداریوں کا مکمل تنقیدی جائزہ ہے۔ اس سے پیش تر نعتیہ صحافت میں کسی کو توفیق ہی ارزاں نہیں ہوئی کہ اس پر کام کر سکے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی اپنے موضوع سے پورا پورا انصاف کیا ہے، صرف مختلف شماروں کے اداریے ہی نہیں بلکہ 70 صفحات کا دیباچہ تحریر کر کے ان اداریوں کو یادگار حیثیت بخش دی۔"

ڈاکٹر افضال احمد انور نے مذکورہ تحقیقی و تنقیدی کتاب میں اداریہ نویسی کے حوالے سے طویل تنقیدی مباحثہ و تجزیہ کے بعد مجلّہ "نعت رنگ" کے تمام شماروں کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور "نعت رنگ" میں شامل نعتیہ ادب کے حوالے سے تخلیقِ نعت کے ساتھ، تحقیق و تنقیدِ نعت کے مباحث، تحقیقی و تنقیدی مضامین، تبصرے و تاثرات، نعتیہ کلام، مدیر نعت کو لکھے گئے خطوط، نعت شناسی کی کئی اہم جہتیں، علمی و ادبی میلانات اور فکری و فنی رجحانات غرض ہر پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے ان کا تجزیہ کیا ہے۔

اس کتاب کے سولہ صفحات ادیبوں اور مختلف احباب کی آرا کے لیے مختص کیے گئے ہیں جبکہ کتاب کے آخری حصے میں مجلّہ "نعت رنگ" کے اداریے مکمل متن کے

ساتھ پیش کیے گئے ہیں جس میں "نعت رنگ" کے پہلے بیس شماروں کے متن کی نقل من و عن درج ہے۔ یہ حصہ کل 72 صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ جس میں مجلّہ "نعت رنگ" کے اداریوں کے متن کا حوالہ پیش کر کے اس کتاب کی وقعت میں اور بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر افضال احمد انور نے انتہائی لگن، محنت اور علمیت و سادہ پیرائے اور کہیں قدرے وضاحت تو کہیں اختصار سے تحقیقی اور تنقیدی و تفہیمی آفاق وسیع تر کرتے ہوئے اس مجموعے میں پیش کیا ہے۔ اداریہ نویسی کے ساتھ ہی صبیح رحمانی کی کاوشوں کو بھی داد و تحسین سے نوازتے ہوئے ان کی نعت شناسی کے ایک بڑے پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں صحیح معنوں میں نعتیہ فن و ادب کے فروغ اور اس کی تفہیم و ترویج میں جریدہ "نعت رنگ" کے اداریوں کا کردار اور اس کا صحافت و نعتیہ ادب میں مقام و مرتبہ متعین کیا گیا ہے۔ اس تحقیقی کتاب کی بدولت اداریہ نویسی کے بہت سے نئے زاویے و جہتیں سامنے آئی ہیں۔

(ہ) نعت نامے: بنامِ صبیح رحمانی:

ڈاکٹر محمد سہیل شفیق کی مرتب کردہ تصنیف "نعت نامے بنامِ صبیح رحمانی" میں صبیح رحمانی کو مختلف مشاہیر ادب، محققین و ناقدین اور شعرا کے موصول ہونے والے خطوط کو شامل کیا گیا ہے۔ ان تمام خطوط کو ڈاکٹر محمد سہیل شفیق نے پہلی دفعہ اکٹھا کر کے ایک مجموعہ کی صورت میں "نعت نامے بنامِ صبیح رحمانی" میں شامل کر کے مرتب کیا ہے۔ اس مرتبہ مجموعے کو نعت ریسرچ سنٹر سے پہلی بار 2014ء میں شائع کروایا۔ خطوط کے اس مجموعہ میں شامل مکتوب نگاروں کی تعداد ایک سو پچاسی (185) اور خطوط آٹھ سو (800) کے قریب ہیں جو انہوں نے 2014ء تک کے وقتاً فوقتاً

مدیر "نعت رنگ" صبیحؔ رحمانی کو لکھے ہیں۔ ان خطوط میں سے تقریباً پانچ سو (500) کے قریب خطوط "نعت رنگ" کے شروع سے لے کر 2014ء تک کے شماروں کی زینت بنتے رہے ہیں اور کچھ خطوط جو ان شماروں میں شامل نہیں ہیں، ان سب کو اس مجموعہ میں یکجا کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد سہیل شفیق نے ان تمام مکتوب نگاروں کے خطوط کو نہ صرف ان کے ناموں کی الف بائی ترتیب سے شامل کیا ہے بلکہ حاشیہ نگاری، مکتوب نگاروں اور متن کی موضوعی شخصیات پر تعارفی و تصریحی کوائف اور ان کی ادبی خدمات و مندرجات اور اشاریہ سازی کا اہتمام بھی نہایت عمدگی سے کیا ہے کہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہے۔ ان تمام خطوط کا موضوع صرف اور صرف فکرِ نعت ہے جو نعتیہ موضوعات، اسالیب، ہئیت و تکنیک، تاریخ، تقاضے، تحقیق و تنقید، روایت اور مسائل پر محیط ہے۔ ان خطوط میں صبیحؔ رحمانی کی بطور مدیر خدمات کے بہت سے پہلو واضح ہوئے ہیں۔ علمی و موضوعاتی خطوط کے اس مجموعہ میں حسن و جاذبیت کا پہلو اور قرینہ و سلیقہ ابھر کر سامنے آتا ہے جو نعت کی علمی و موضوعاتی جہتوں اور تنقیدی سرمائے کا ایک بڑا اثاثہ ہیں۔

ڈاکٹر محمد سہیل شفیق کی مرتّب کردہ تصنیف "نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" کی باقی تمام تفصیلات فہرست کتب، دیباچہ، مضامین وغیرہ مکتوب نگاری پر مشتمل باب میں موجود ہیں۔ ان خطوط کے اردو نعت نگاری اور صبیحؔ رحمانی کے فن پر اثرات کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔

(و) نعتیہ ادب مسائل و مباحث:

ڈاکٹر ابرار عبد السلام نے پہلی بار اپنی کتاب "نعتیہ ادب مسائل و مباحث" کی

تہذیب و ترتیب کر کے مُدیر "نعت رنگ" صبیحؔ رحمانی کے نام موصولہ مکاتیب کا موضوعاتی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جو نعت ریسرچ سنٹر کراچی سے مارچ 2019ء میں شائع ہوئی ہے۔ 488 صفحات پر محیط یہ مجموعہ مکاتیب نعت کے تعارف، تقاضوں اور مسائل و مباحث کے علاوہ نعتیہ ادب تحقیق و تنقید، صنفِ نعت کی تخلیقی کاوشوں اور نعت کے فکری و فنی مراحل پر مشتمل ہے۔ "نعت نامے بنامِ صبیحؔ رحمانی" میں شامل خطوط میں خطوط نگاروں کے علمی و ادبی کوائف اور اشاریہ سازی شامل ہیں لیکن خطوط کی علمی و موضوعاتی تجرید نہیں کی گئی جبکہ ڈاکٹر ابرار عبد السلام نے موضوعاتی تجزیہ کر کے خاص نکات اور موضوعات کو الگ الگ پیش کیا ہے کہ ان خطوط میں علمی و موضوعاتی حوالے سے کون کون سے مباحث شامل ہیں۔ اس حوالے سے نعت کا تعارف، نعت کے تقاضے و روایت اور نعت گوئی کے آداب، ادبی و شرعی اصول اور شعری تقاضوں سے متعلقہ تمام زاویوں اور مباحث کو الگ الگ اور تفصیل سے بیان کیا ہے اور ہر خط میں موجود علمی و موضوعاتی پہلوؤں کا تجزیاتی مطالعہ بھی پیش کیا ہے۔ اس حوالے سے مذکورہ مجموعے کی پشت پر درج فلیپ میں ڈاکٹر عزیزؔ احسن لکھتے ہیں کہ:

> "نعت نامے (مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد سہیل شفیق) میں خطوط اور خطوط نگاروں کے کوائف تھے لیکن موضوعاتی تجرید نہیں تھی۔ ڈاکٹر ابرار عبدالسلام نے موضوعاتی تجرید کے ذریعے، مذکورہ خطوط میں سے چن چن کر وہ تمام نکات جمع کر لیے ہیں جو کسی خاص موضوع سے تعلق رکھتے تھے۔"

ڈاکٹر ابرار عبد السلام کی کتاب "نعتیہ ادب: مسائل و مباحث" کی بھی تمام

تفصیلات اگلے ابواب میں پوری تفصیل سے موجود ہے۔ ان مجموعوں میں درج مضامین و موضوعاتی تفصیلات میں صبیحؔ رحمانی کی نعت شناسی، ترویجِ نعت اور تفہیمِ نعت کے مختلف زاویوں کے ساتھ ہی ان کی خطوط نگاری و اداریہ نویسی کی فنی و فکری جہتیں بھی سامنے آئی ہیں۔

ڈاکٹر شہزاد احمد، صبیحؔ رحمانی کی ان خدمات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "دنیائے حمد و نعت کی بین الاقوامی اور خوش نصیب شخصیت صبیحؔ رحمانی کو نمایاں مقام اور انفرادیت حاصل ہے کہ موصوف نے نعت گوئی، نعت فہمی اور نعت جوئی کے حوالے سے عظیم ترین، شاندار اور یادگار نعتیہ خدمات انجام دی ہیں۔"

صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات روایتی اور مروّجہ اُصولوں کے تناظر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عصرِ حاضر کی خوش رنگی اور عہدِ آئندہ کے امکانات کی رعنائی کو اپنے فکر و اظہار میں سمیٹے ہوئے ہیں۔

(ز) صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری (فکری و تنقیدی تناظر)

ڈاکٹر شمع افروز کی مرتب کردہ کتاب "صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری (فکری و تنقیدی تناظر)" کا پہلا ایڈیشن نعت ریسرچ سنٹر انڈیا سے اکتوبر 2020ء میں شائع ہوا جبکہ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی اس کے فوراً بعد نعت ریسرچ سنٹر کراچی پاکستان سے منظرِ عام پر آیا۔ 600 صفحات پر مشتمل اس مرتّبہ مجموعے میں صبیحؔ رحمانی کی گزشتہ تیس برسوں سے جاری نعت کے فروغ کے لیے ہمہ تن کوششوں اور ان کی نعت گوئی پر قلم بند کیے گئے مضامین، مختصر آراء و تبصرے شامل ہیں۔

"صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری (فکری و تنقیدی تناظر)" کا انتساب ڈاکٹر شمع افروز نے اپنے والدین کے نام کیا ہے۔ اور فہرست سے پہلے صبیحؔ رحمانی کا مشہور نعتیہ شعر درج ہے:

؎ قلم کی پیاس بجھتی ہی نہیں مدحِ محمد ﷺ میں
میں کن لفظوں میں اپنا اعترافِ تشنگی لکھوں

ڈاکٹر شمع افروز نے اپنے خیالات کو "عرضِ مرتّب" کے زیرِ عنوان لکھا ہے۔ جس میں اس مجموعے کے شائع کرنے کا مقصد اور اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس مجموعے کا پیش لفظ "ڈاکٹر ناصر عباس نیّر" اور دیباچہ بعنوان "صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری – ایک مطالعہ" ڈاکٹر ریاض مجید نے تحریر کیا ہے۔ جس میں انہوں نے اس مجموعے کی افادیت، اس میں شامل مضامین و موضوعات کے تنوع، اسلوبیاتی رنگا رنگی کا بیان نہایت خوب صورتی سے کیا ہے اور صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید کے نزدیک:

> "یہ کتاب کسی ایک شخص، شاعر، ناقد کے خیالات کے بجائے مختلف اہلِ قلم کی تحریروں پر مشتمل ہے۔ یوں صبیحؔ رحمانی کے فکر و فن کے بارے میں ملنے والے خیالات و افکار میں ایک مطالعاتی تنوع ملتا ہے۔ ہر ایک نے اپنے مزاج اور میلان کے مطابق صبیحؔ کی نعت کا مطالعہ کیا اور اپنے نتائج فکر کے حوالے سے بات کی ہے۔"

"صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری (فکری و تنقیدی تناظر)" میں شامل فلیپ ڈاکٹر عزیز احسن (ڈائریکٹر نعت ریسرچ سنٹر، کراچی)، ڈاکٹر یوسف خشک (چیئرمین اکادمی ادبیات

پاکستان، اسلام آباد) نے تحریر کیے جبکہ کتاب کے صفحہ پُشت پر ڈاکٹر خورشید رضوی کی تحریر کردہ رائے شامل ہے جس میں انہوں نے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ کاوشوں اور اس کتاب کو سراہتے ہوئے اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔

"اس کتاب کے مطالعے سے دوسروں کے کمالات کو اُجاگر کرنے والے صبیحؔ رحمانی کا اپنا کمال بھی مختلف زاویوں سے روشن ہو کر سامنے آئے گا۔"

ڈاکٹر شمع افروز نے صبیحؔ رحمانی کے کلام پر رجحان ساز ادیبوں، مشاہیر ادب، ناقدین اور معاصرین کے مضامین و نگارشات کو شیرازہ بند کر کے ایسے انداز سے پیش کیا ہے جس سے ان کی کتاب کا تاثر بھرپور ہو گیا ہے۔ ان مضامین میں سے چند مختلف زمانوں میں وقتاً فوقتاً مختلف تصانیف اور رسائل و جرائد میں شائع ہوئے ہیں۔ بہت سے نئے اور متنوع موضوعاتی مضامین کو بھی اس مجموعے کی زینت بنا کر اس کے حُسن میں اضافہ کر دیا گیا۔ ان تمام مضامین نگاروں میں کئی نئے اور پرانے اہم لکھنے والوں نے صبیحؔ رحمانی کے فن کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے نعت کی روایت کی کئی اہم جہتوں پر بات کی ہے۔ ان لکھاریوں میں شمس الرحمٰن فاروقی، ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی، ڈاکٹر ابو الخیر کشفی، حفیظ تائب، ڈاکٹر عاصی کرنالی، مبین مرزا، پروفیسر سحر انصاری، ڈاکٹر عزیز احسن، شفقت رضوی، ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط، ڈاکٹر طارق ہاشمی، ڈاکٹر کاشف عرفان، الیاس بابر اعوان، ڈاکٹر صاحبزادہ احمد ندیم، ڈاکٹر تحسین بی بی، ڈاکٹر شبیر احمد قادری، عائشہ ناز اور ڈاکٹر سراج احمد قادری وغیرہ شامل ہیں۔

مبین مرزا نے صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و ادب کے حوالے سے شامل مضمون بعنوان "تنقیدِ نعت اور صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری" میں نعت نگاری کا تنقیدی جائزہ لے

کر صبیحؔ رحمانیؔ کی نعت نگاری پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اس حوالے سے متعلقہ مضمون سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں۔

"صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری کا ایک امتیاز تو یہ ہے کہ اس نے اپنے متقدمین، ہم عمروں اور متاخرین، یعنی تین نسلوں تک اپنے کیف و اثر کا دائرہ قائم کیا ہے۔" (صفحہ 80)

اسی طرح عائشہ ناز اپنے مضمون "صبیح رحمانی کی نعتیہ لفظیات" میں لکھتی ہیں۔

"صبیحؔ رحمانی کا کلام اگرچہ مختصر ہے تاہم ان کے یہاں وسعتِ مضامین اور ندرتِ خیال کی کمی نہیں ہے۔" (صفحہ:555)

اس مجموعہ کے آخر میں بیالیس (42) ناقدین و ادیبوں کی مختصر آراء و تبصرے بھی موجود ہیں۔ یہ تمام آرا و تبصرے صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری و نعت شناسی کی ستائش پر مشتمل ہیں۔ ان تبصرہ نگاروں میں اہم نام ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر محمد اسلم فرخی، مشفق خواجہ، مظفر وارثی، محشر بدایوانی، ڈاکٹر تحسین فراقی، قمر وارثی، شفیق الدین شارقؔ، محسن بھوپالی اور صہبا اختر وغیرہ شامل ہیں۔ ان تبصروں و آراء میں سے چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے۔ بقول ڈاکٹر تحسین فراقی:

"صبیحؔ رحمانی کی نعتیں فن کی پختگی، بیان کے وقار اور حفظِ مراتب کے شعور کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔"

شفیق الدین شارقؔ نے ان الفاظ میں صبیحؔ رحمانی کے فن پر روشنی ڈالی ہے:

"صبیحؔ رحمانی کی روشن فکر نے ان کی نعتوں کو اُجال دیا ہے۔ جس نے قرآن سے نعت گوئی سیکھی ہو وہ صراطِ مستقیم سے نہیں بھٹک سکتا۔ ان کا

قلم خوشبو ہے اور لوحِ دل پر روشنی لکھتا ہے۔اس میں کاوش نظر نہیں آتی،
نزول ہی نزول دکھائی دیتا ہے۔ خیال میں تازگی، مضامین میں تنوع، اسلوب
میں نیا پن، فکری اور جذباتی ہم آہنگی، توانا شاعری، ان سب عوامل نے مل
کر صبیحؔ رحمانی کی نعتوں کو پُر تاثیر، دلکش اور دل آویز بنا دیا ہے۔"

(س) تالیفاتِ صبیحؔ رحمانی: نقدِ نعت کی نئی تشکیل

ڈاکٹر طاہرہ انعام نے تالیفات صبیح رحمانی: نقدِ نعت کی نئی تشکیل نے اپنی گراں قدر تصنیف مہر گرافکس اینڈ پبلشرز فیصل آباد سے چھپوا کر ۲۰۱۲ء میں شائع کی ہے۔ڈاکٹر طاہرہ انعام گورنمنٹ کالج برائے خواتین کے شعبہ ٔاردو میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں جنھوں نے یہ کتاب لکھ کر ایک گراں قدر کام کی داغ بیل ڈالی ہے۔پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل کے مطابق انہوں نے اس تصنیف کے توسط سے کئی اہم خدمات انجام دی ہیں۔کتاب کے فلیپ میں لکھتے ہیں:

"ان کی دلچسپی اور کوشش سے ایک تو کئی نعت گو شاعر صبیح رحمانی کے توسط سے
ہمارے مطالعے میں آرہے ہیں کہ جن سے خود نعت نگاری کے جدید اور نمائندہ
رجحانات اور اسالیب اب یکجا ہمارے سامنے موجود ہیں اور دوسرے ان نعت
نگار شاعروں کے تجزیاتی مطالعات کے ذریعے ہم اردو نعت نگاری کی عصری صورت
حال اور ارتقا سے بھی واقف ہو رہے ہیں۔"

ڈاکٹر عزیز احسن لکھتے ہیں:

"نقدِ نعت کی نئی تشکیل" کے مبحث کو انہوں نے جس تنقیدی بصیرت کے ساتھ
حوالۂ قرطاس کیا ہے، وہ قابلِ تحسین اور لائقِ تقلید ہے۔ ان کا اسلوب علمی ،
استدلال منطقی اور تنقیدی شعور مستقبل شناس ہے۔میں اس اہم کام کی تکمیل پر
انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔"

3: غیر مطبوعہ تصانیف و مقالہ جات

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و خدمات پر مختلف جامعات میں تحقیقی مقالہ جات بھی پیش کیے گئے ہیں، جن میں صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری، نعت خوانی اور نعت کے فروغ کے سلسلے میں ان کی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ بہت سی جامعات میں اب بھی ان کے فن پر تحقیق جاری و ساری ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و ادب کے حوالے سے لکھے گئے مختلف مقالات کی فہرست درج ذیل ہے:

(1) "صبیح رحمانی کی شخصیت اور فن کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" ...... برائے: ایم اے اُردو

مقالہ نگار: عائشہ ناز .... نگران: ڈاکٹر سہیلہ فاروقی، جامعہ کراچی پاکستان، 2011ء

(2) "صبیح رحمانی بحیثیت نعت نگار" .... برائے: ایم اے اُردو

مقالہ نگار: ساجدہ اقبال .... نگران: ڈاکٹر شبیر احمد قادری، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اُردو جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، 2013ء

(3) "سید صبیحؔ الدین رحمانی کی شاعری کا فنی و فکری مطالعہ"........ برائے ایم اُردو

مقالہ نگار: تمنا شاہین .... نگران: ڈاکٹر تحسین بی بی، صدر شعبۂ اُردو ویمن یونیورسٹی صوابی، خیبر پختونخواہ، 2018ء

(4) "اُردو نعت گوئی کے فروغ میں صبیح رحمانی کے کردار کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" .... مقالہ برائے ایم فل اردو

مقالہ نگار: سلمان علی .... نگران: ڈاکٹر محمد اشرف کمال، شعبۂ لسانیات و ادبیات (اُردو) قرطبہ یونیوسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنا لوجی، ڈیرہ اسماعیل خان،

2018ء۔2019ء

(5) "کلیاتِ صبیحؔ رحمانی میں حمدیہ و نعتیہ عناصر"........ مقالہ برائے بی۔ایس اُردو

مقالہ نگار: ماہم گیلانی .... لاہور یونیورسٹی برائے خواتین۔ 2018ء

(6) "معاصر نعت گو شعرا کا موضوعاتی، فنی اور اسلوبیاتی مطالعہ" (خصوصی مطالعہ: حفیظ تائب، مظفر وارثی، صبیحؔ رحمانی) .... مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اُردو

مقالہ نگار: زاہد ہمایوں .... نگران: ڈاکٹر ارشد محمود آصف (ارشد معراج)، شعبۂ اُردو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد 2019ء

صبیحؔ رحمانی پر بنائے گئے پروجیکٹ

"نعت نامے صبیحؔ رحمانی کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ" ڈاکٹر شمع افروز، ریسرچ پروپوزل نمبر 2018/4، فیکلٹی آف سوشل سائنسز،جامعہ کراچی، 2018ء–2019ء

ان مقالات اور پراجیکٹ میں محققین/سکالرز نے صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری، نعت خوانی، نعت شناسی اور صبیحؔ رحمانی کی اداراتی خدمات پر سیر حاصل مباحث کے ذریعے ان کی شاعری اور نعت کے فروغ کی کوششوں کو سراہا ہے۔ بقول سحر انصاری:

> "شہرت، عزت، وقعت، نعت گوئی کے طفیل سب کچھ ان کے دامن میں آ رہا ہے۔ صبیحؔ رحمانی! یارِ عزیز رئیس فروغ کا یہ مصرع تمہاری نذر کر رہا ہوں:
>
> ع۔ ایک ہی لہر کا دامن تھامے ساری عمر بِتا دینا

4: صبیحؔ رحمانی کے مجموعوں کے انگریزی تراجم:

ترجمہ ایک مشکل فن ہے، اس میدان میں کامیابی کے لیے ترجمہ کاری کے اصول

و ضوابط سے آگاہی اور اس کے بنیادی تقاضوں جن میں مفہوم کی ترسیل، ہیئت، اُسلوب و شفافیت، زبان و بیان کے اسرار و رموز سے واقفیت ضروری ہے۔ ترجمہ جہاں الفاظ کے ذریعے انسانی علوم میں اضافہ کرتا ہے وہیں ذہن کی سرحدیں کشادہ کرنے میں مدد بھی دیتا ہے۔ دنیائے ادب اور زندگی کے ہر شعبے میں ترجے کا جتنا بھی کام ہوا ہے ہم اسے مجموعی اعتبار سے دو بڑے زمروں میں رکھ سکتے ہیں:

1۔ موضوعاتی 2۔ ہیئتی یا فنی

موضوعاتی زمرے میں ترجے کی جو اقسام شمار کی جاتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

1۔ علمی ترجمہ 2۔ ادبی ترجمہ 3۔ صحافتی ترجمہ

اسی طرح ہیئتی زمرے میں جن اقسام کو رکھا جاتا ہے وہ یہ ہیں۔

1۔ لفظی ترجمہ 2۔ آزاد ترجمہ 3۔ تخلیقی ترجمہ

ترجمہ صرف علوم کے فروغ ہی میں حصہ نہیں لیتا بلکہ مختلف انسانی گروہوں کے درمیان ذہنی مفاہمت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ کیونکہ ترجمہ بذاتِ خود ایک تہذیبی منطقے کا حامل رہا ہے اور اسی کے ذریعے سے ہی مختلف انسانی تہذیبوں نے ایک دوسرے سے بہت کچھ اخذ و اکتساب کیا ہے۔ جیلانی کامران کے خیال میں:

"ترجمہ اصل میں دو زبانوں اور دو تہذیبوں کے مابین پل کا کام دیتا ہے۔ جس کے ذریعے خیالات اور تصورات ایک تہذیب سے دوسری کی طرف اور ایک ملک سے دوسرے ملک کی جانب جاتے ہیں اور اس طرح اس سارے عمل میں درآمد اور برآمد دونوں کیفیتیں شامل ہوتی ہیں۔"

ترجمہ میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ فن پارے کا مفہوم کلی طور پر قاری تک

پہنچا دیا جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ مترجم اس میں کس حد تک اور کتنے فیصد تک کامیاب رہتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری کی مقبولیت و شہرت کے سبب ان کے شعری مجموعوں کا مختلف مترجمین نے انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے انہیں بین الاقوامی سطح پر پیش کیا۔ ان تراجم پر مشتمل مجموعے درج ذیل ہیں:

(الف) نعتیہ مجموعہ ''جادۂ رحمت'' ترجمہ: Jada.i.Rahmat

صبیحؔ رحمانی کا نعتیہ مجموعہ ''جادۂ رحمت'' ان کے ذوقِ جمال، فکری وسعت، فن کی پختگی، حفظ مراتب کے شعور کا ایک بہت بڑا حوالہ رکھتا ہے۔ اس پُر کیف نعتیہ کلام کی پذیرائی اور شہرت کی بنا پر اشاعت کے گیارہ سال بعد اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا گیا، جس کا اہم مقصد صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن کو عالمی سطح پر متعارف کرانا تھا۔ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن کے اس ترجمہ کی وجہ سے ان کی قدر و منزلت بڑھی اور ان کی کاوشِ نعت کو دنیا بھر میں سراہا گیا۔

نعتیہ مجموعہ ''جادۂ رحمت'' کے انگریزی مترجم جسٹس (ر) ڈاکٹر منیر احمد مغل ہیں۔ انہوں نے اس مجموعہ کا نہایت باریک بینی و خوب صورتی سے ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ شدہ مجموعہ کا نام ''Jada.i.Rahmat'' رکھا گیا ہے جو 2009ء میں نعت ریسرچ سنٹر کراچی اور نعت ریسرچ سنٹر یو کے (UK) کے تعاون سے شائع ہوا۔ اس مجموعہ میں مترجم ڈاکٹر منیر احمد نے شروع میں اپنا ایک مضمون بطور دیباچہ بعنوان ''Translator's Note'' شامل کیا ہے جس میں نعت نگاری کے ساتھ ساتھ صبیحؔ رحمانی کے فن کو سراہا اور بطور نعت نگار و نعت خواں اور نعت شناس ان کو متعارف کروایا اور نعتیہ ادب میں ان کے مقام و مرتبہ کا تعین کیا ہے۔انہوں نے انگریزی ترجمہ کے ساتھ ساتھ اشعار کو رومن اردو میں بھی لکھا ہے۔

ڈاکٹر منیر احمد نے اس شعری مجموعہ کا رواں لفظی ترجمہ کرتے ہوئے، مطالب و

مفاہیم کی وضاحت کر کے ترجمہ نگاری کا پورا حق ادا کیا ہے۔ اس حوالے سے شہزاد احمد "کلیاتِ صبیحؔ رحمانی" میں لکھتے ہیں:

> "جسٹس صاحب کے ترجمے کا انداز ملاحظہ کیجیے۔ پہلی سطر میں اردو متن دیا گیا ہے، اس کے فوراً بعد رومن انداز میں اسے انگریزی میں منتقل کیا ہے۔ اس کے بعد پھر (Boxes) میں پہلے رومن انداز پھر اس کا لفظی ترجمہ اور اس کے بعد رواں لفظی ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ ہر شعر کی وضاحت کے لیے پانچ پانچ سطروں کا استعمال کیا گیا ہے۔"

"جادۂ رحمت" کے ترجمہ شدہ مجموعہ کے شروع میں شامل حمد باری تعالیٰ صبیحؔ رحمانی کے اصل مجموعہ میں شامل نہیں ہے۔ اس حمد کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

؎ کعبہ کی رونق کعبہ کا منظر اللہ اکبر اللہ اکبر
دیکھوں تو دیکھے جاؤں برابر اللہ اکبر اللہ اکبر

نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" سے ایک شعر کے ترجمہ کی مثال ملاحظہ کریں:

؎ کوئی مثل مصطفیٰؐ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا
کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا

ترجمہ: کوئی مثلِ مصطفیٰؐ کا KOI MITHL MUSTAFA KA

KAMUSTAFA MITHLKOI

Of The Chosen one the Messenger of (صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ

(وَسَلم Allah Like Any

The like of the Chosen one, Messenger صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلم of Allah

ترجمہ: کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا KBI THA NA HAY NA HOGA

KBI THA NA HAY NA HOGA
Never Was there Nor Is there Nor Will be there
Never was there , nor is there , and nor will be

there

KISI AUR KA YEH RUTBAH ترجمہ: کسی اور کا یہ رُتبہ
KISI AUR KA YEH RUTBAH
Any Else of This Rank

Such rank for any one baside him.

KABI THA NA HAY NA HOGA ترجمہ: کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا
KBI THA NA HAY NA HOGA
Never Was there Nor Is there Nor Will be there
Never was there , nor is there , and nor will be there.

مترجم جسٹس (ر) ڈاکٹر منیر احمد مغل نے "جادۂ رحمت" کا انگریزی زبان میں ترجمہ لفظی اور ادبی حوالے سے کیا ہے۔ انہوں نے نہایت کامیاب ترجمہ کی ایک خوب صورت روایت قائم کی ہے جس کے زیر اثر بہت سے مترجمین نے اس طرف توجہ دی اور مختلف شعرا کے کلام کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے عالمی سطح پر متعارف کروایا ہے۔

(ب) نعتیہ مجموعہ "سرکارؐ کے قدموں میں"

ترجمہ: Reverence Unto His Feet

صبیحؔ رحمانی کی نعتوں کے انتخاب پر مشتمل مجموعہ "سرکار ﷺ کے قدموں میں" کو پہلی دفعہ "محمد محبوب" نے مرتب کر کے 10 نومبر 2002ء میں بزم غوثیہ نعت انٹر نیشنل کراچی سے شائع کروایا جبکہ دوسری مرتبہ "مدثر سرور چاند" نے نئے سرے سے کچھ نعتوں کے اضافے کے ساتھ 2011ء میں دعا پبلی کیشنز لاہور سے شائع کیا۔ "سرکارؐ کے قدموں میں" کا سارہ کاظمی، لیکچرر شعبہ انگریزی، لاہور کالج ویمن نے انگریزی ترجمہ بعنوان: "Reverence Unto His Feet" کیا، جسے نعت ریسرچ سنٹر کراچی و یو کے (UK) نے مشترکہ طور پر 2009ء میں شائع کیا۔ مترجم نے اس کا

انتساب دُخترِ رسولؐ، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے نام کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی (About the Translation) کے عنوان سے سارہ کاظمی کا انگریزی زبان میں مختصر تعارف درج ہے جس میں انہوں نے اُمّ معبد کا نعتیہ کلام بھی شامل کیا۔ "Preface" میں اس نعتیہ مجموعے، صبیحؔ رحمانی کے فن اور نعتیہ ادب کا مختصر سا جائزہ پیش کرتے ہوئے نعت کی صنف پر جامع انداز میں روشنی ڈالی گئی۔

سارہ کاظمی نے لفظی ترجمہ کرتے ہوئے، اردو متن کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے۔ ترجمے کی دنیا میں ان کی یہ کاوش قابلِ تحسین اور لائقِ تقلید عمل بھی ہے جس کو قومی و بین الاقوامی دونوں سطح پر سراہا گیا ہے۔ ڈاکٹر شہزاد احمد اپنے مضمون "صبیحؔ رحمانی کی ہمہ جہت نعتیہ خدمات" مشمولہ "کلیات صبیحؔ رحمانی" میں اس نعتیہ ترجمہ کو سراہتے ہوئے کہتے ہیں:

> "نعتیہ ادب میں "سرکار کے قدموں میں" کا انگریزی ترجمہ ایک مثالی اور لائقِ تقلید عمل ہے۔ دیگر نعت گو شعرا حضرات کو بھی اس جانب توجہ کرنی چاہئے تاکہ بالعموم انگریزی داں طبقہ اور بالخصوص یورپ کے عوام و خواص بھی اس سے اپنے قلوب کو منوّر کر سکیں۔ مترجم کا یہ احسن اقدام اور صاحبِ کتاب صبیحؔ رحمانی کا یہ حُسنِ عمل وَرَفَعنَالَکَ ذِکْرَکْ کی صداؤں کو عام کرنے کی ایک عملی کوشش ہے۔ ان شاء اللہ جس کے دیرپا اور دور رس نتائج سامنے آئیں گے۔"

سارہ کاظمی کا یہ ترجمہ عشقِ رسول ﷺ کے رنگ و نور سے معمور ہے۔ ان کے لفظ لفظ میں عقیدت و احترام اور جذبے کی جھلک نمایاں ہوتی ہے جو اس ترجمے کی

شہرت و مقبولیت کا ایک اہم سبب ہے۔ "Reverence Unto His Feet" میں ساره کاظمی نے ترجمہ کے تمام اصولوں کو بھی مد نظر رکھا اور شعریت کے تمام تقاضوں کو بھی۔ اس طرح ان کی تحریر شیفتگی اور والہانہ جذبے اور عقیدت سے مملو ہو کر مقبولیت کے مقام پر فائز ہوئی۔

صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات پر لکھی گئی تمام کتب، مقالہ جات اور مضامین میں ان کے فنِ نعت کی مختلف جہتوں اور اس سلسلے میں ان کی مساعیِٔ جمیلہ کو نہایت خوب صورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ ان کے ادارتی سلیقہ کار و نعت شناسی کے حوالے سے تمام تر کاوشوں کا اس خوب صورتی سے تحقیقی و تنقیدی تجزیہ کیا گیا ہے جس کی مثال اردو ادب میں کم کم ملتی ہے۔ درج بالا تصانیف، مقالات اور مختلف رسائل و جرائد کے باوجود ابھی صبیحؔ رحمانی کی بہت سی جہتیں تحقیق و تنقید کی منتظر ہیں اور ہنوز بہت سے ایسے پہلو سامنے آنے ہیں جن سے صبیحؔ رحمانی کا نعتیہ فن مزید ابھر کر سامنے آئے گا۔

باب چہارم:

مکتوب نگاری

(الف) نعتیہ ادب پر، صبیحؔ رحمانی کے نام لکھے گئے خطوط کا اثر

(ب) صبیحؔ رحمانی کے نام لکھے گئے خطوط میں نعت گوئی کے مباحث، مسائل و موضوعات کا تجزیہ تصانیف کی روشنی میں۔

1: نعت نامے: بنامِ صبیحؔ رحمانی

2: نعتیہ ادب مسائل و مباحث (مدیر "نعت رنگ" کے نام موصولہ مکاتیب کا موضوعاتی و تجزیاتی مطالعہ)

مکتوب نگاری ایک اہم صنف ادب ہے، جسے فن کا درجہ حاصل ہے۔ مکتوب نگاری پیغام رسائی کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ "خط" عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی "سطر" یا "تحریر" کے ہیں۔ لیکن عربی زبان میں یہ لفظ تحریر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ خطوط کی روشنی میں کسی بھی شخص کی شخصیت، کسی علمی و ادبی پیرائے کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ خط تہذیب انسانی کے ایجاد کردہ عجائبات میں سے ہے۔ انسان کی یہ اختراع اس کی زندگی کے عجیب و غریب اور ہمہ گیر تقاضوں سے پیدا ہوئی ہے۔ خط پہلے محض معمولی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے لکھے جاتے تھے لیکن اب خط کو ادب میں باقاعدہ ایک فن کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔

خط ذہنِ انسانی کے دور ارتقا کی ایک اہم ایجاد ہے، جس کے سبب انسان کے لیے فاصلے کا مسئلہ حل ہوا اور یہ رابطے کا اہم ذریعہ بن گیا۔ خط ایک ایسی صنف ہے جس سے انسان کی شخصیت کا اندازاہ بھی آسانی سے لگایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ اپنی

تصنیف ''وجہی سے عبد الحق تک'' میں ''جان لاک'' کے اس قول کو نقل کرتے ہیں کہ:

''کسی انسان کی گفتگو اس کی شائستگی کی علامت ہوتی ہے۔ اور یہ سچ بھی ہے۔ مگر اس سے بھی بڑی علامت کسی کی شائستگی اور تہذیب کی یہ ہے کہ اس کو خط نگاری کا سلیقہ کہاں تک ہے۔''

اردو مکتوب نگاری کے حوالے سے غالب کا نام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ابو الکلام آزاد نے بھی اس فن کو بہت سراہا ہے، ان کے علاوہ علامہ اقبال، سر سید احمد خان، محسن الملک، حالیؔ، محمد حسین آزاد، شبلی نعمانی، اکبر الہٰ آبادی، پطرس بخاری، رشید احمد صدیقی، اور مولوی عبد الحق وغیرہ کے خطوط بھی ادبی دنیا میں اہمیت رکھتے ہیں جنہوں نے اس فن کی بلند مقامی اور قدر و قیمت متعین کی ہے۔

خط و کتابت کی بے شمار قسمیں ہیں، مثلاً، سیاسی، دفتری، کاروباری، تجارتی، اطلاقی، علمی، معلوماتی، موضوعاتی، شخصی، جذباتی، خیالی وغیرہ۔ خطوط کی سب اقسام اپنی جگہ نفع بخش اور مفید ہیں۔ خطوط سے علمی، موضوعاتی اور معلوماتی فائدے بھی حاصل ہو سکتے ہیں، مگر پرانے خطوط کی اہمیت کی ایک بڑی وجہ تاریخی اور سوانحی مواد ہے جو خطوط کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔ مکتوب نگاری دیگر اصناف نثر کی طرح ایک بھر پور صنف ہے۔

موضوعاتی خطوط کی تنقید کو پہلی دفعہ ادب کا حصہ بنایا گیا تو اردو ادب میں ایک نئے موضوع کا اضافہ ہوا۔ خطوط میں بہت سارے علمی و تحقیقی پہلو سامنے آئے ہیں جن میں مکتوبات کا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ و تجزیہ کیا گیا۔ اس حوالے سے صبیحؔ رحمانی کے مکتوبات نہایت اہم ہیں جن میں ان کے نام لکھے گئے خطوط بھی شامل ہیں۔ نعتیہ

ادب میں ان مکتوبات سے پہلے ایسی کوئی مثال نہیں ملتی، یہ ایک طرح سے نعت کی تنقید و تحقیق ہے۔ یہ خطوط اپنے موضوع کے حوالے سے پہلے خطوط ہیں جن میں نعتیہ علمی و موضوعاتی اور نعتیہ ادب کے فن پر بحث و مباحثہ کیا گیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے بہت سے ادیبوں کو وقتاً فوقتاً خطوط لکھے ہیں اور ان کے نام بھی درجنوں خطوط آئے ہیں۔ ان کو موصولہ مکاتیب کی تعداد بہت زیادہ ہے جو نعتیہ علمی و موضوعاتی حوالے سے اہمیت رکھتے ہیں۔

غالب نے جو انداز مکتوب نگاری کے لیے اپنایا تھا، وہی انداز صبیحؔ رحمانی کے خطوط اور ان کے نام آنے والے خطوط میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ نعتیہ ادب کے نمایاں جریدے "نعت رنگ" میں شامل خطوط میں شخصی و مکالماتی عناصر دونوں موجود ہیں، جو کہیں مکالماتی صورت میں، کہیں قلبی واردات کی شکل میں اور کہیں شخصیت کے اظہار کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔

(الف) نعتیہ ادب پر صبیحؔ رحمانی کے نام لکھے گئے خطوط کا اثر

صبیحؔ رحمانی کو موصول ہونے والے سب سے زیادہ خطوط (اداریہ نویسی) نعتیہ جریدے "نعت رنگ" کے حوالے سے ہیں۔ مذکورہ جریدے کو پاکستان کا ہر ادیب و شاعر پڑھتا ہے اور اس میں شامل مواد پر اپنی کوئی نہ کوئی رائے دیتا ہے۔ ان خطوط کے ذریعے نعتیہ ادب نے تخلیقِ نعت کی سمت کے تعین کے ساتھ، تحقیقی و تنقیدی اور موضوعاتی زاویۂ نظر سے اپنی ایک خاص شناخت و پہچان بنا لی ہے۔

صبیحؔ رحمانی نے بھی بہت سے ادیبوں کو وقتاً فوقتاً خطوط لکھے ہیں جو نعتیہ علمی و موضوعاتی حوالے سے اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ خطوط زیادہ تر فنِ نعت اور اداریہ نویسی

کے حوالے سے ہیں۔ ان خطوط میں کہیں کسی کے نعتیہ کلام کی حوصلہ افزائی کی گئی تو کسی جگہ کسی کی اصلاح کا پہلو کار فرما تھا اور کسی خط میں نعتیہ مضامین کی تحقیق و تنقید کو موضوع بنایا گیا۔ اسی طرح یہ خطوط نعت نگاری کو بطور صنف ادب متعارف کروانے اور ایک الگ پہچان و شناخت دلوانے کا بھی بہت بڑا حوالہ بنے ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کو زیادہ تر خطوط "نعت رنگ" کے حوالے سے وصول ہوئے ہیں۔ بنام مدیر "نعت رنگ" جتنے بھی خطوط لکھے گئے ہیں، ان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ان خطوط میں علمی و ادبی، لسانی، اخلاقی، تہذیبی اور مذہبی نوعیت کے خطوط شامل ہیں۔ ان خطوط میں کہیں شکوے شکایات بھی ہیں اور محبتیں و خلوص سے بھر پور مندرجات بھی۔ اسی طرح ان خطوط میں جذبے کی فراوانی، عشق رسول ﷺ، عقیدت و ادارت، بے ساختہ پن، پریشانیوں کا بیان، غم کے تجربات و احساسات کا تخلیقی اظہار، طنز کا عنصر، عصر حاضر کے مسائل اور سنتِ رسول ﷺ سے دوری و بے اعتنائی، اندازِ بیان کی شگفتگی، اظہار کی بے تکلفی اور زبان و بیان کی آرائش بھی ہے۔

"نعت رنگ" میں کم و بیش دو سو سے زائد اہلِ قلم کے خطوط شامل ہیں، ان تمام خطوط کے مضامین، ان کا اسلوب بیاں، زبان اور لب و لہجہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ نعت رنگ کے خطوط میں ایک طرف لمبے لمبے فقرے اور جملے دکھائی دیتے ہیں۔ تو دوسری طرف چھوٹے چھوٹے جملے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ان جملوں کو پڑھتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا چھوٹی چھوٹی بحروں میں کہے گئے اشعار ہیں جو قاری سے مصافحہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح ان جملوں میں سہلِ ممتنع کی سی کیفیت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ کہیں پر مقفیٰ و مسجع نثر کی بو قلمونیاں نظر آتی ہیں تو کہیں ایسے جملے بھی پڑھنے کو

ملتے ہیں جن پر شعر کا گمان ہوتا ہے، مثلاً:

> میں آپ کے پرچے "نعت رنگ" کے عشاق میں سے ہوں اور اسی طرح غبارِ میر کی طرح دور بیٹھا ہوا ہوں (نعت نامے، بنام صبیح رحمانی۔ ص:624)

"نعت رنگ" میں شائع ہونے والے خطوط ایک عہد کے نامور علما و ادبا، مختلف مکاتیبِ فکر اور خیالات کے حامل افراد کی طرف سے تحریر کیے گئے ہیں، اس لیے ان خطوط میں مختلف فکر انگیز اور متضاد خیالات کی کار فرمائی بھی نظر آتی ہے۔

(ب) صبیحؔ رحمانی کے نام لکھے گئے خطوط میں نعت گوئی کے مباحث، مسائل و موضوعات کا تجزیہ تصانیف کی روشنی میں:

1: نعت نامے: بنامِ صبیحؔ رحمانی

2: نعتیہ ادب: مسائل و مباحث

نعتیہ ادب و فن کے حوالے سے لکھے گئے خطوط کا ایک طرف صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن پر گہرا اثر پڑا ہے تو دوسری طرف ان خطوط نے صنف نعت نگاری پر بھی گہرے نقوش ثبت کیے ہیں۔ نعتیہ فن کو ادب میں بطور ایک صنف کے متعارف کروانے اور اس فن میں ہیئتی، تکنیکی اور فکری و فنی حوالے سے نئی جہتوں کی دریافت میں ان خطوط کا بھی ایک خاص کردار ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی ان کی کاوشوں کی بدولت، نعتیہ ادب کی مقبولیت اور بطور صنف شعر اس پر نقد و نظر کی جو فضا ہمیں اپنے عصری ادبی منظر نامے پر نظر آ رہی ہے، اس تحرک کا ایک بڑا سبب وہ خطوط بھی ہیں جو صبیحؔ رحمانی نے مختلف اہلِ ادب کو لکھے یا ناقدینِ فن نے انہیں لکھے۔ بقول ڈاکٹر ابو اللیث

صدیقی:

"صبیحؔ کے ہاں علم اور اس کے متعلق مضامین خاص طور پر نمایاں ہیں۔"

غرض نعتیہ ادب میں پہلی مرتبہ فنِ نعت کو موضوع بنا کر اس اعلیٰ پائے کے خطوط لکھے گئے ہیں جن سے آنے والے وقتوں میں نعت نگاری کے لیے نئی راہیں متعین ہوئی ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کو جن نامور ادیبوں، علما و دانشوروں نے وقتاً فوقتاً خطوط لکھے ہیں، ان کے ذریعے علمی و موضوعاتی حوالے سے اردو ادب کو ایک نیا موضوع ملا جس سے نعتیہ فن میں بہت سی نئی جہتیں اور نعتیہ اسالیب و موضوعات سامنے آئے جو فن نعت کے فروغ و ترقی کا سبب بنتے ہوئے، دورِ حاضر کی نعت نگاری پر دور رس اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کے نام لکھے گئے ان اہم خطوط کو پہلی مرتبہ یکجا کیا گیا۔ ان خطوط کو لکھنے والوں کی فہرست میں اپنے عہد کے نمائندہ لوگ شامل ہیں جن میں مشہور و نامور ادبا، علما اور محققین و ناقدین شامل ہیں۔ ان میں زیادہ تر خطوط صبیحؔ رحمانی کو مدیر "نعت رنگ" کے طور پر لکھے گئے ہیں۔

ان مکتوب کو یکجا کر کے ڈاکٹر محمد سہیل شفیق نے ایک مجموعہ کی صورت میں "نعت نامے: بنام صبیحؔ رحمانی" کے نام سے مرتب کیا اور اسے نعت ریسرچ سنٹر سے پہلی بار رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ جولائی 2012ء میں شائع کروایا۔ "نعت نامے" میں شامل مکتوب نگاروں کی تعداد 185 اور شامل اشاعت خطوط 800 کے قریب ہیں جو انہوں نے 2014ء تک کے عرصے میں وقتاً فوقتاً مدیر "نعت رنگ" صبیحؔ رحمانی کو لکھے ہیں۔ ڈاکٹر محمد سہیل شفیق نے ان تمام مکتوب نگاروں کے خطوط کو نہ صرف ان کے ناموں کی الف بائی ترتیب سے شامل کیا ہے بلکہ حاشیہ نگاری، مکتوب نگاروں، متن

کی موضوعی شخصیات پر تعارفی و تصریحی کوائف اور ان کی ادبی خدمات و مندرجات اور اشاریہ سازی کا اہتمام بھی نہایت عمدگی سے کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد سہیل شفیق کے اس انتخاب و موضوعی افادیت اور تنقیدی نکات کے سبب سے خطوط کے مجموعہ میں ایک حسن و جاذبیت کا پہلو اور قرینہ و سلیقہ ابھر کر سامنے آتا ہے۔ یہ مجموعہ ادبی مکاتیب کی صف میں انفرادیت کا حامل ہے۔ اس سے پہلے اردو ادب میں خطوط کا ایسا مجموعہ سامنے نہیں آیا جس میں اتنے زیادہ خطوط اور وہ بھی صرف نعتیہ ادب سے متعلق شائع ہوئے ہوں۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ خطوط اپنی نوعیت کے اعتبار سے اردو ادب میں ایک اہم اضافہ اور اہم پیش رفت ثابت ہوئے ہیں جن میں نعت کی مختلف جہتوں، نعتیہ مضامین اور اسلوب کو موضوع بنایا گیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے نام لکھے گئے یہ خطوط نعتیہ تاریخ کے کئی اہم پہلوؤں سے عبارت ہیں۔ ان خطوط کو ایک نظر پڑھنے سے نہ صرف قاری کا مطالعہ وسیع ہو جاتا ہے بلکہ یہ معلومات میں اضافے کا موجب بھی بنتے ہیں۔

"نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" میں صبیحؔ رحمانی کے نام جتنے بھی خطوط شامل ہیں، ان کے لکھنے والوں میں ایسے شہرت یافتہ و نامور ادیب، نعت نگار، محقق و نقاد، اہلِ قلم و اساتذہ اور کئی با ذوق دوست و احباب اور اہلِ علم شامل ہیں جو شعر و ادب اور نعت رسول ﷺ سے گہری دلچسپی و عقیدت کے جذبات رکھتے ہیں۔ ان ادبا میں حفیظ تائب، احمد ندیم قاسمی، جمیل جالبی، جگن ناتھ آزاد، انور سدید، وزیر آغا، مشفق خواجہ، فرمان فتح پوری، رفیع الدین ہاشمی، رؤف پاریکھ اور شمس الرحمٰن فاروقی جیسے بڑے نام شامل ہیں۔ اس مجموعہ میں شامل زیادہ تر خطوط مجلّہ "نعت رنگ" میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔

نعتیہ خطوط کے مرتّبہ مجموعہ "نعت نامے بنامِ صبیحؔ رحمانی" کا انتساب، ڈاکٹر محمد

سہیل شفیق نے "برادرم نوید احمد خان" کے نام کیا ہے۔ اسی کے ساتھ یہاں قرآن مجید کی ایک آیت بھی درج ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

"بلا شبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے پیدا فرما دے گا خدائے مہربان ان کے لیے محبت۔"

دیباچہ ڈاکٹر ریاض مجید نے بعنوان "نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" لکھا ہے جس میں انہوں نے مذکورہ مجموعہ اور اس میں شامل فن و ادب سے متعلقہ مکاتیب کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات اور ان کے فن کی قدر و منزلت متعین کی اور صبیحؔ رحمانی کی "نعت رنگ" کے ذریعے فروغِ نعت کی کاوشوں اور انتھک محنت کی داد دی۔ صبیحؔ رحمانی کی ان کوششوں اور کامیابیوں کے حوالے سے ڈاکٹر معین الدین عقیل لکھتے ہیں:

"ان خطوط میں وہ سب ہی کچھ ہوتا ہے جو چاہے نعت کے فنی مباحث ہوں، مطبوعہ نعتوں کے بارے میں احساسات و تاثرات ہوں یا مضامین میں بیان کردہ خیالات سے اتفاق و اختلاف ہی کیوں نہ ہو، یہ سب ہی کچھ ان خطوط میں قارئین کے ملاحظے و استفادے کے لئے مہیا رہتے ہیں۔"

ڈاکٹر ریاض مجید نے صبیحؔ رحمانی کے اس سفر اور محنتوں کے ثمر مجموعہ "نعت نامے بنامِ صبیحؔ رحمانی" میں شامل خطوط اور ان میں شامل نعتیہ فن و فکر کے مختلف زاویوں، جہتوں اور نعتیہ موضوعاتی و ادبی کاوشوں کو قرار دیا ہے۔ نعت شناسی اور نعت نگاری کے اس سفر میں بہت جلد کامیابیاں سمیٹنے والا مسافر اپنی منزل کے قریب پہنچ جاتا ہے اور دہر میں چہار سو نعت کی روشنی پھیلانے اور سرکار مصطفیٰ ﷺ کی ثنا خوانی

اور نعت شناسی کے لیے کوشاں ہے۔

؎ قلم کی پیاس بجھتی ہی نہیں مدح محمد ﷺ میں
میں کن لفظوں میں اپنا اعتراف تشنگی لکھوں

صبیحؔ رحمانی کے نام لکھے گئے مکاتیب معاصر نعتیہ تاریخ کے کئی اہم پہلوؤں سے عبارت ہیں جن کی جمع آوری اور ایک الگ مجموعے کی صورت میں شائع ہونا ادبی مکاتیب نگاری میں ایک منفرد اضافہ ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے اس حوالے سے نہایت باریک بینی سے بحث کر کے ان خطوط کا ادب میں مقام و مرتبہ متعین کیا ہے۔ وہ مذکورہ مجموعے کی اہمیت و افادیت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی کی جمع آوری سے ایسی صورت گری کا ایک رُخ اور قرینہ سامنے آیا ہے۔ گزشتہ نصف صدی میں نعت کاروں میں جو خط و کتابت ہوتی رہی ہے اگر وہ سامنے آئے تو نعت کے باب میں مختلف لوگوں کے ذہنی رجحانات، باہمی رویوں، آپس کے تعلقات اور ذاتی امور و مسائل کے ساتھ نعت، تخلیقِ نعت، تنقیدِ نعت، اشاعتِ نعت اور تشہیر و فروغ نعت کے باب میں کی گئی مساعی، نعتیہ تحقیق کے دائرے کو وسیع کرے گی۔"

ڈاکٹر ریاض مجید نے دیباچہ کے آخر میں "نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" کی تاریخ اشاعت بھی کہی ہے:

ہجری تاریخ اشاعت:

ہیں نام ظاہرا .... بین السطور میں قاموس
ہیں نعت نامے بنام صبیح رحمانی 1435ھ

عیسوی تاریخ اشاعت:

ریاض آئینہ نعت رنگ کے ہیں عکس

یہ نعت نامے بنام صبیح رحمانی 2014ء

اس کے بعد ''معروضات'' کے نام سے محمد سہیل شفیق کا مضمون شامل ہے جس میں انہوں نے خط کا تعارف، اس کی روایت اور ''نعت رنگ'' میں شامل مضامین وخطوط کی اہمیت و افادیت بیان کی ہے۔ اس حوالے سے مختلف مکتوب نگاروں کے خطوط سے کچھ اقتباسات بھی یہاں پر نقل کیے ہیں اور ان خطوط کے ذریعے ''نعت رنگ'' اور نعتیہ فن کی کئی جہتوں کو متعارف کروایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں

> ''ان خطوط سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نعتیہ ادب کے فروغ کو ایک تحریک دینے کے لیے صبیحؔ رحمانی نے جن خطوط پر کام کیا، ان کو کتنی پذیرائی اور تعاون حاصل ہوا اور ان کی ذاتی دلچسپی اور توجہ سے کتنے اہم مقالات اور کتب منظرِ عام پر آئیں۔''

''نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی'' کے سر ورق کی پشت پر ڈاکٹر معین الدین عقیل کی رائے درج ہے۔ جس میں انہوں نے نہایت مختصراور جامع انداز میں خط یا مکتوب کی اہمیت و افادیت، ادب میں اس کے کردار اور صبیحؔ رحمانی کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''صبیحؔ رحمانی صاحب بڑی اختراعات کے آدمی اور اپنے زمرے میں ایک نظیر بھی ہیں .... ندرت اور انفرادیت کی۔''

ڈاکٹر معین الدین عقیل نے ''نعت رنگ'' کو صوری و معنوی حسن کا پیکر قرار دیا

کہ یہ عہدِ حاضر میں قارئین نعت کے لیے نئے موضوعات و اسالیب کا اہم ماخذ ہے۔ انہوں نے مکاتیب کے اس مجموعہ کو اردو ادب میں مشاہیر کے خطوط یا دیگر علمی و ادبی خطوط کی روایت میں ایک نئی طرز اور انفرادیت کا حامل قرار دیا ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

> "موضوعاتی مکاتیب یا مکاتیب کو موضوعات کے تحت یکجا کرنے اور انہیں بطور ماخذ استعمال کرنے کا خیال ہماری اس روایت میں یکسر انوکھا اور اسی اعتبار سے مفید بھی ہے۔ اب نعت کا اور اس کے فن و رجحانات کا مطالعہ ان مکاتیب کی روشنی میں بھی کیا جا سکتا ہے جو اس مجموعہ میں شامل ہیں۔"

آخر میں ڈاکٹر معین الدین عقیل نے مذکورہ مجموعہ کے مرتب ڈاکٹر محمد سہیل شفیق کی کاوشوں اور محنت کا تذکرہ بھی کیا ہے اور ان کی کوشش کو ستائش کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

مکتوب نگاروں نے یہ خطوط وقتاً فوقتاً مدیر "نعت رنگ" صبیحؔ رحمانی کے نام لکھے ہیں۔ ان تمام خطوط کا موضوع صرف اور صرف "نعتیہ فن و فکر" ہے۔ ان تمام خطوط کا دائرہ کار اور مرکز و محور نعتیہ موضوعات، اسالیب، ہئیت و تکنیک، تاریخ، تقاضے، تحقیق و تنقید، روایت اور مسائل پر محیط ہے۔ یہ مجموعہ 2014ء میں شائع ہوا۔ اس عرصے کے دوران جتنا بھی سرمایہ خطوط یکجا ہوا وہ شامل اشاعت ہے جب کہ ان خطوط کا سلسلہ یہاں پر ہی ختم نہیں ہوا بلکہ بعد میں آنے والے "نعت رنگ" کے شماروں میں بھی سینکڑوں خطوط موجود ہیں جو نعت کی علمی و موضوعاتی جہتوں اور تنقیدی سرمائے کا ایک بڑا اثاثہ ہیں۔ "نعت رنگ" میں شامل خطوط کی علمی و ادبی اہمیت اور افادیت کے

حوالے سے ڈاکٹر عزیز احسن لکھتے ہیں:

"نعت رنگ میں شائع ہونے والے خطوط کے حوالے سے ادبی معرکوں کی ایک الگ تاریخ مرتب کی جا سکتی ہے۔"

"نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" میں شامل خطوط کو ادبی و موضوعاتی اور تحقیقی و تنقیدی سطح پر بہت پذیرائی ملی اور خاص طور پر موضوعاتی خطوط کی روایت میں ایک نیا اضافہ ہیں جس کی بدولت خطوط نگاری کی ایک نئی طرز سامنے آئی اور اردو ادب میں انتہائی کم وقت میں اپنا مقام متعین کروایا جس کی آج تک کوئی اور مثال ملنا مشکل ہے۔ ان خطوط کے ذریعے نعتیہ فن و ادب میں بہت سی نئی جہتیں، پہلو اور اسالیب و مضامین اور نعت شناسی، نعتیہ تنقید و تحقیق میں بھی ایک خوش آئند اضافہ ہیں۔ نعت نامے دراصل نعت نگاری کا فیضان ہیں، جس کا آغاز صبیحؔ رحمانی نے کیا ہے اور جس کی سر بلندی کے لیے وہ آج بھی مسلسل کوشاں ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے "نعت رنگ" کے ذریعے نعت کی دنیا کو سمیٹ کر ایک محفل بنا دیا۔ "نعت رنگ" کئی بہترین تحریروں سے مالا مال ہے۔ اور نعتیہ فن و ادب کی یہ خدمات صبیحؔ رحمانی کی محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے"۔

"نعت نامے" میں شامل خطوط میں نہ صرف پاکستان میں نعتیہ فن و ادب کی ترویج و اشاعت اور نعت نگاری سے متعلقہ سرگرمیوں کی تفصیلات کا تذکرہ ملتا ہے بلکہ عالمی سطح پر بھی نعت کے فن و ادب کے حوالے سے خدمات اور نعت شناسی و نعت نگاری کی سرگرمیوں کا ذکر بھی موجود ہے۔ "نعت نامے" اور مجلّہ "نعت رنگ" میں جن اہلِ قلم کے خطوط شامل ہیں ان کا تعلق کسی ایک گروہ، علاقے، مخصوص خطے یا

جغرافیے تک محدود ہے اور نہ اس میں کسی ایک نسل، گروہ، مسلک اور برادری کو اجارہ داری حاصل ہے۔ یہ مجلّہ ہر زبان، ہر علاقے، اور ہر مکتبہ فکر کے دانشوروں کے لیے ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر ابرار عبد السلام اپنے مضمون "نعت رنگ کے تنقیدی زاویے" میں لکھتے ہیں:

"نعت رنگ کسی منجمد ذہن کی پیداوار نہیں۔ اس کی تشکیل اور آبیاری میں ہر رنگ، ہر نسل، ہر علاقے، ہر برادری، اور ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے روشن خیال دانشوروں نے حصہ لیا ہے۔ گویا اس کی رگوں میں ایک زندہ اور توانا خون دوڑ رہا ہے۔"

شبیر احمد قادری نے اپنے ایک خط مشمولہ "نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" صفحہ **474** تا **476** میں بھی صبیحؔ رحمانی کی اس کاوش کو سراہتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"ایک مسلک سے ہوتے ہوئے بھی آپ نے "نعت رنگ" کو "مسلکی جریدہ" نہیں بننے دیا اس میں ہر طبقے کو نمائندگی دے کر اسے آپ نے ایک دلچسپ مرقع بنا دیا ہے۔"

"نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" پاکستان اور پاکستان سے باہر مقیم دنیا کے گوشے گوشے سے شعرا و ادبا کے خطوط بھی شاملِ اشاعت ہیں۔ جن میں انڈیا، حیدر آباد دکن، آزاد کشمیر و جموں کشمیر، یو کے، انگلینڈ، امریکہ، اور سعودی عرب (جدہ) وغیرہ کے ادیب و دانشور شامل ہیں۔ ان خطوط کے ذریعے عالمی سطح پر بھی نعت نگاری، نعت شناسی، نعتیہ تنقید و تحقیق میں ایک خوش آئند اضافہ ہوا اور انہیں خوب پذیرائی ملی۔ دوسری طرف نعتیہ فن کے حوالے سے بہت سی نئی جہتیں اور پہلو بھی سامنے آئے اور

قارئین، نعتیہ ادب سے متعلقہ بہت سی نئی تخلیقات و مجموعے، مقالہ جات اور مضامین اور جرائد و رسائل متعارف ہوئے۔ یہ خطوط نعتیہ ادب، نعت شناسی، نعت کی تخلیقی جہتوں اور تحقیقی و تنقیدی حوالے سے بہت سی معلومات کا ذریعہ بھی ہیں۔ اس حوالے سے "نعت نامے" میں شامل ایک دو خطوط کی تفصیلات ملاحظہ کریں۔

سیکرٹری نعت اکادمی کشمیر، مدیر ماہنامہ "الحیات" (کشمیر) جوہر قدوسی جو ایک بڑے شاعر و ادیب اور محقق ہیں ان کے دو خطوط مذکورہ مجموعہ میں شامل ہیں جن میں انہوں نے کشمیر میں نعت کے فروغ و ترویج کے حوالے سے معلومات فراہم کی ہیں اور نعتیہ ادب کے فروغ میں کشمیر کے نعت گو شعرا اور رسائل و جرائد کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ ان خطوط میں جوہر قدوسی نے نعت شناسی اور نعت گوئی کے حوالے سے اپنی تحریر کردہ تصانیف اور مضامین و مقالہ جات کا بھی تفصیلی ذکر بمع فہرست کیا ہے جس سے نہ صرف کشمیر میں نعتیہ ادب کے فروغ کی تفصیلات سامنے آئی ہیں بلکہ ان سے نعتیہ ادب پر تحقیق و تنقید کے حوالے سے بہت سی معلومات بھی ملتی ہیں۔

"نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" میں شامل ایک خط میں شاعر و ادیب ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم نے اپنے شعری اور نعتیہ مجموعوں کی تفصیلات کے ساتھ ہی سرگودھا میں حمد و نعتیہ ادب کی ترویج و اشاعت کے اہم ادارہ "فروغِ حمد و نعت کونسل" کے حوالے سے بھی معلومات فراہم کیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> "سرگودھا میں یہ واحد خالصتاً کونسل ہے جو حمد و نعت کے فروغ کے لیے مصروفِ عمل ہے"۔

اس طرح کے کئی اور خطوط ہیں جن میں نعتیہ ادب و فن کے حوالے سے کوشاں

اداروں، تنظیموں اور رسائل و جرائد کی نشاندہی کی گئی ہے اور نعتیہ فن و ادب کے لیے مزید تحقیقی و تنقیدی زاویے متعین کیے گئے ہیں۔ شاعر و ادیب اور کالم نگار "مشفق خواجہ" نے اپنے خط میں برصغیر کے کلاسیکی نعتیہ گلدستوں کے سرمائے کی نشاندہی کی جن میں "منشورِ شفاعت" (بمبئی) "سفینہ نجات" (دہلی) "احسن الکلام" (بمبئی) وغیرہ شامل ہیں۔ ان گلدستوں میں شامل نعتیہ سرمائے کو از سر نو ترتیب دے کر شائع کیا جا سکتا ہے جو نعتیہ فن کی افادیت و اہمیت اور وسعت کے حامل ہیں۔

"نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" میں ایک یا دو سطری مکتوبات کے ساتھ طویل خطوط بھی شامل ہیں جن میں مکتوب نگار نے نعتیہ فن و ادب سے متعلق مضامین میں فکر و مسائل کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔اس حوالے سے ایک طویل خط مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی کا ہے جو کم و بیش سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح مشہور شاعر محمد شہزاد مجدّدی کا ایک خط شامل اشاعت ہے جو کم و بیش اتنے ہی صفحات کو محیط ہے۔ اس خط میں انہوں نے ڈاکٹر شعیب نگرامی کے مضمون "نعت نبویؐ اور توحید و رسالت کے مابین فرق کی اہمیت" پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نعت کے فن و ادب کے حوالے سے یہ خطوط مستند دستاویز کا درجہ بھی رکھتے ہیں۔ جن میں معلومات کے سرمائے کو باقاعدہ حواشی و تعلیقات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ابرار عبد السلام، اپنی تصنیف "نعت ادب، مسائل و مباحث" میں اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "نعت رنگ کے اب تک اٹھائیس شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ ان شماروں میں پانچ سو سے زائد خطوط شامل ہیں ان میں چند سطری خطوط بھی شامل ہیں اور کئی کئی صفحات پر مشتمل مقالات نما خطوط بھی۔ ان میں سب سے

طویل خط مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی کا ہے۔ جو کم و بیش سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اردو کا کوئی مجلہ ایسا نہیں جس میں اتنا طویل خط شائع ہوا ہو۔"

مذکورہ مجموعے میں شامل مکاتیب نے اردو ادب اور بالخصوص نعتیہ فن و ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ان میں نعت کے فکری و فنی محاسن، موضوعات و اسالیب اور مسائل پر اس قدر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے کہ اس کے پیش نظر بہت سے ادیبوں اور شعرا و علما نے "نعت رنگ" کو انسائیکلو پیڈیا قرار دیا ہے۔ جس کی ایک مثال اس مجموعے میں موجود پروفیسر جگن ناتھ آزاد (نئی دہلی، انڈیا) کا ایک خط ہے جو انھوں نے 7 نومبر 2001ء کو مدیر "نعت رنگ" کے نام لکھا۔ اس خط میں انھوں نے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ کاوشوں کو سراہتے ہوئے "نعت رنگ" کو انسائیکلو پیڈیا قرار دیا ہے۔

"نعت نامے" میں شامل خطوط مباحث اور مکالموں سے عبارت ہیں۔ مثلاً مذہب، سیاست، تاریخ، تہذیب، ادب، عصری رجحانات و مسائل، تحقیق اور تنقید وغیرہ جیسے موضوعات ان خطوط کا حصہ ہیں۔ ان خطوط اور نعتیہ فن و ادب کی ترجمانی کے باعث مجلّہ "نعت رنگ" کو ادب میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ نعت رنگ، صبیحؔ رحمانی کی روشن خیالی کی وجہ سے کسی مخصوص رنگ، نسل اور گروہ کا ترجمان نہیں بلکہ ہر اہلِ قلم کی آواز اس میں سنائی دیتی ہے۔ اس رسالے نے ادب اور زندگی کو باہم آمیز کر کے مختلف فکر و خیالات کے حامل ادبا و علما اور شعرا کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ نعت رنگ میں شامل خطوط کی کئی جہتیں ہیں جن کی بنا پر ان خطوط کو نعتیہ فن و ادب میں

ایک معمار کی حیثیت حاصل ہے۔

ان خطوط کا ایک اہم پہلو اور جہت، ان کا تدریسی ہونا ہے۔ ان خطوط کو پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ خطوط قارئین کو نعتیہ ادب سے متعلقہ معلومات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ سیکھنے کے مواقع بھی دے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان خطوط میں نعتیہ فکر و فن کے لوازمات و محاسن سے بھی قارئین کو آگاہ کیا ہے۔ نعت کیا ہے؟ نعت کی خصوصیات کیا ہیں؟ کون کون سے موضوعات نعت میں شامل ہو سکتے ہیں اور کون سے نہیں۔ اسی طرح کون سا شعر نعت کے زمرے میں آتا ہے۔ ان تمام سوالات کو مدِ نظر رکھ کر خطوط میں نعتیہ شعر کی درستی، قرات، صحیح خواندگی، شعری مسائل، لفظی نقائص، عروضی مسائل، وغیرہ سے بھی قارئین کو آگاہی دی گئی ہے۔ شعری جانچ پرکھ کے ساتھ فکری و فنی مغالطوں اور کج رویوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مدیر "نعت رنگ" صبیح رحمانی نے اپنے اداریوں میں جا بجا نعت کے ادبی، فکری و فنی پہلوؤں پر غیر جانبدارانہ اور با مقصد بحث و مباحثہ کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ "نعت رنگ" کو عقیدت و جذبے کی جکڑ بندیوں سے آزاد کرنے میں سب سے اہم کردار مراسلہ و خطوط کا ہے۔ "نعت نامے" میں شامل ہر خط ایک نئے رنگ اور نئے انداز و بیاں سے تحریر کردہ ہے۔ ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط کا ایک خط (07-09-2006) مشمولہ صفحہ 914 ملاحظہ فرمائیں۔

"برادرِ عزیز! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ۔

امید کہ آپ بہ ہمہ وجوہ خیر و عافیت سے ہوں گے۔

کل مکہ مکرمہ کے عنوان پر آپ کا نغمہ آپ کی زبانی سنا، دیکھا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ اسی سے تحریک پا کر یہ خط لکھ رہا ہوں۔

"نعت رنگ" کا اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں نمبر شمارہ 18 دست یاب ہوا۔ کافی ضخیم نمبر ہے۔"

"نعت نامے بنامِ صبیحؔ رحمانی" کے مندرجات میں بہت سے ادیبو ں نے اپنے اپنے اندازِ بیان و اسلوب سے ایک تنوع پیدا کیا ہے۔ کہیں کہیں موقع محل کے مطابق شعر و شاعری کے ذریعے اپنے خطوط میں رنگا رنگی و دلچسپی کا عنصر بھی پیدا کیا ہے۔

شاعر و ادیب اور مدیر: کتابی سلسلہ "سفیر نعت" حنیف اسعدی (کراچی) کے خطوط اس حوالے سے اہم ہیں۔ انہوں نے اپنے ہر خط میں موقع محل کی مناسبت سے اشعار درج کیے ہیں اور شعروں کی زبان میں اپنا مدعا بیان کرتے چلے گئے ہیں۔ 25 جون 1999ء کے تحریر کردہ ایک خط کا آغاز وہ اپنے ہی ایک شعر سے یوں کرتے ہیں:

؎ تم تو غم دے کے بھول جاتے ہو
مجھ کو احساں کا پاس رہتا ہے

اسی طرح اس خط میں آگے ایک جگہ یوں گویا ہوتے ہیں:

"کل شام مرزا شاہنواز (نعت خواں و شاعر) کا فون آیا تھا۔ ٹھیک ہیں۔ ایک سے حالات سے گزر رہے ہیں۔"

ع نہ ساون سوکھے نہ بھادوں ہرے

"نعت نامے" میں مشمولہ مکاتیب میں ادبی چاشنی بھی ہے اور فکری دل کشی بھی۔

ان خطوط میں جتنے بھی نعتیہ مباحث پر قلم اُٹھایا گیا ہے ان میں موضوعاتی و علمی تنوع و رنگا رنگی نظر آتی ہے۔ ان مباحث میں جذبات کا اظہار، گفتگو کے لہجے کبھی دھیمے اور کبھی بلند آہنگ ہو کر مونتاج کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور "نعت نامے" کی خوب صورتی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ خطوط اربابِ دانش و فکر کے ان افکار و خیالات کا منبع ہیں جو تحریری صورت میں "نعت رنگ" اور "نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" کے صفحات پر جلوہ گر ہیں۔

نعت رنگ میں شائع ہونے والے خطوط نے قارئین کو بہت متاثر کیا، یہ خطوط پہلے رسمی، تعریفی اور رسیدی قسم کے ہوتے تھے لیکن بعد میں تحقیقی، تنقیدی، علمی و ادبی نوعیت کے حامل رہے جن میں نعت کے مختلف موضوعات پر کھل کر اظہارِ رائے کیا جاتا رہا۔ اسی وجہ سے ان خطوط کو تہذیب، مذہب، اخلاقیات، تحقیقی اور تنقیدی سطح پر بے پناہ اہمیت حاصل ہوئی۔ بقول ابو الخیر کشفی:

> "نعت رنگ میں تحقیق و تنقید دونوں کے درمیان توازن ہے۔ نعت رنگ کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں خطوط کے اعلیٰ نمونے پائے جاتے ہیں۔ نعت رنگ کے تعلق سے صبیح رحمانی کو لکھے گئے خطوط کی اہمیت و افادیت کا احساس خود مکتوب نگاروں کو ہو رہا ہے۔ جس کا ذکر ان خطوط میں جگہ جگہ موجود ہے۔"

"نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" میں مشمولہ خطوط کی ایک بہت بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ صبیحؔ رحمانی نے نہ صرف اہلِ قلم کو نعتیہ ادب پر قلم اُٹھانے پر اُکسایا، نعتیہ ادب کو فروغ دیا بلکہ اس کی بدولت بہت سے ایسے نعت خواں بھی سامنے آئے ہیں جنہوں نے

نعت خوانی کے فن میں اہم خدمات سر انجام دی ہیں۔ اسی طرح بعض ایسے شعرا بھی ہیں جنہوں نے کبھی غزل و نظم کے سوا کسی اور صنف پر طبع آزمائی نہیں کی تھی مگر "نعت رنگ" میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن اور ان کے نام لکھے گئے خطوط سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان میں نعت گوئی کا تخلیقی شعور پیدا ہوا اور وہ نعت پر بھی طبع آزمائی کرنے لگے۔ ان شعرا میں اہم نام اشتیاق عالم، ضیاء شہبازی، شاہ محمد وغیرہ شامل ہیں۔ اس حوالے سے اشفاق انجم "نعت رنگ" کے شمارے میں لکھتے ہیں:

> "بیش تر شعرا جنہوں نے کبھی نظم، غزل کے سوا کسی اور صنف سخن کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اب تہذیب کی شکست و ریخت، کفر و باطل کی کش مکش، ذات کے درد و کرب نے انہیں اس مقام پر لا کھڑا کیا ہوا ہے۔ اور "نعت رنگ" شائع کر کے نعت گویوں کا حوصلہ بڑھا دیا ہے۔ اگر اس طرح کچھ اور لوگ بھی اس میدان میں آ گئے تو نعت گوئی کے لیے وسیع تر کینوس میسر آ جائے گا۔اور شعرا میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہو گا۔"

"نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" میں صبیحؔ رحمانی کے نام جتنے بھی خطوط شامل ہیں ان خطوط کی سب سے بڑی خوبی یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان میں مبالغہ آمیزی اور تصنع و بناوٹ نہیں ہے۔ پڑھنے والوں کے دل پر بھی اثر کرتے ہیں اور اسی اثر کی وجہ سے نعت گو شعرا، نقاد اور محقق بھی اس صنف میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ ڈاکٹر شبیر احمد قادری، "نعت رنگ اہلِ علم کی نظر میں" اس حوالے سے فرماتے ہیں:

> "نعت رنگ کے خطوط صرف روایتی نہیں ہوتے وہ صرف کلماتِ تحسین کا حسین مرقع ہی نہیں ہوتے بلکہ نقد و تجزیہ اور تاثرات و تحلیل کا عمدہ

نمونے ہوتے ہیں۔ ان میں پیش کی جانے والی بحث و تکرار سنجیدگی اور عالمانہ شان کی حامل ہوتی ہے۔ اسقام و اغلاط کی نشاندہی میں اکرام و خلوص کو بدرجہ اتم برتا جاتا ہے۔ اور تعریف و تحسین میں مبالغہ آمیزی کوسوں دور رہتی ہے۔"

"نعت رنگ" ادب کے باقی تمام رسائل اور مجلّات سے منفرد ہے۔ اس جریدے میں دیگر رسائل کے بر خلاف خطوط کی اشاعت میں خاص دلچسپی لی گئی ہے۔ یہاں تک کہ مدیر "نعت رنگ" کے اداریوں میں سوالات اُٹھانے کے ساتھ ساتھ ذاتی طور پر اہلِ علم کو ترغیب دلاتے رہے، اہل قلم نے خطوط کے ذریعے اپنے خیالات، افکار اور نقطہ نظر کو بے خوف و خطر پیش کیا اور یوں نعت رنگ میں خطوط کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ "نعت رنگ" صرف ایک رسالہ یا ایک کتابی سلسلہ نہیں بلکہ ایک مخزن ہے، تحریک ہے، ایک دستاویز ہے، فکر و دانش سے مملو مکاتیب کا ایک مجموعہ ہے۔ ڈاکٹر ابرار عبد السلام "نعتیہ ادب، مسائل و مباحث" میں لکھتے ہیں:

"نعت رنگ" وہ واحد ادبی مجلّہ ہے جس میں صرف ایک ادبی صنف یعنی نعت کو مرکز بنا کر خطوط لکھے جاتے ہیں۔"

"نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" میں شامل مکاتیب نے اردو ادب اور بالخصوص نعتیہ فن و ادب پر بہت سے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ان خطوط نے اردو ادب میں ایک منفرد معیار قائم کیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی ادارت میں شائع ہونے والا "نعت رنگ" جرائد کی دنیا میں اپنی نوعیت کا واحد اور منفرد کتابی سلسلہ ہے۔ یہ رسالہ/جریدہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس جریدے کو ابتدا ہی سے ایسے ایسے رجحان ساز ادیبوں اور شاعروں

سے واسطہ پڑا ہے جو ابتدا ہی سے نعت نگاری، تحقیق، تنقید، نعتیہ فکر و فنی محاسن اور مشکلاتِ نعت پر گہری نظر رکھنے والے ناقدینِ سخن تھے۔ ڈاکٹر منور حسن "نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" میں صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

> "نعت رنگ" نے اتنے برس اس شمع نعت کو روشن کیا ہے کہ آج کی روشنی بے شمار پڑھنے والوں کے دلوں میں ضو فگن ہو چکی ہے اور اس روشنی کو مزید نکھار عطا کرنے کے لیے اہم ناقدین اور محققین کا ایک بڑا گروہ آپ کے قدم سے قدم ملا کے چل رہا ہے۔"

اسی طرح مظفر وارثی بھی "نعت نامے" میں صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "نعت کی آپ بڑی ٹھوس خدمت کر رہے ہیں، تاریخ آپ کو یاد رکھے گی"۔

"نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" میں مشمولہ خطوط کے ذریعے نعتیہ علمی و موضوعاتی، تنقیدی اور تحقیقی حوالے سے اردو ادب کو ایک نیا موضوع ملا۔ اور ان مکتوبات کا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ و تجزیہ کیا گیا جس سے نعتیہ فن و فکر میں بہت سی نئی جہتیں اور نعتیہ اسالیب و موضوعات سامنے آئے جو نعتیہ فن کے فروغ و ترقی کا سبب بنتے ہوئے دورِ حاضر کی نعت نگاری پر دور رس اثرات مرتب کر رہے ہیں بلکہ بعد کے آنے والے دور کے لیے بھی اہمیت و افادیت کے حامل ہوں گے۔ "نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی" میں مشمولہ خطوط کو آنے والے دور میں ڈاکٹر ابرار عبد السلام نے الگ الگ موضوعاتی و علمی اور ادبی حوالے سے مطالعہ کر کے ان خطوط کی موضوعاتی تجرید کو الگ مجموعہ

"نعتیہ ادب: مسائل و مباحث" میں پیش کیا۔

ڈاکٹر ابرار عبد السلام نے پہلی بار اپنی کتاب "نعتیہ ادب مسائل و مباحث" کی تہذیب و ترتیب کر کے مُدیر "نعت رنگ" صبیحؔ رحمانی کے نام موصولہ مکاتیب کا موضوعاتی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جو نعت ریسرچ سنٹر کراچی سے مارچ 2019ء میں شائع ہوئی ہے۔ 488 صفحات پر محیط یہ مجموعہ مکاتیب نعت کے تعارف، تقاضوں اور مسائل و مباحث کے علاوہ نعتیہ ادب تحقیق و تنقید، صنفِ نعت کی تخلیقی کاوشوں اور نعت کے فکری و فنی مراحل پر مشتمل ہے۔ "نعت نامے بنامِ صبیحؔ رحمانی" میں شامل خطوط میں خطوط نگاروں کے علمی و ادبی کوائف اور اشاریہ سازی شامل ہیں لیکن خطوط کی علمی و موضوعاتی تجرید نہیں کی گئی جبکہ ڈاکٹر ابرار عبد السلام نے موضوعاتی تجزیہ کر کے خاص نکات اور موضوعات کو الگ الگ پیش کیا ہے کہ ان خطوط میں علمی و موضوعاتی حوالے سے کون کون سے مباحث شامل ہیں۔ اس حوالے سے نعت کا تعارف، نعت کے تقاضے و روایت اور نعت گوئی کے آداب، ادبی و شرعی اصول اور شعری تقاضوں سے متعلقہ تمام زاویوں اور مباحث کو الگ الگ اور تفصیل سے بیان کیا ہے اور ہر خط میں موجود علمی و موضوعاتی پہلوؤں کا تجزیاتی مطالعہ بھی پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر ابرار عبد السلام نے اس مجموعے کا انتساب "نعت رنگ کے روح رواں سید صبیح الدین رحمانی" کے نام کیا ہے۔ "جدید نعت نگاری: مسائل و مباحث" کے حوالے سے ڈاکٹر معین الدین عقیل کا مضمون اس مجموعے میں سب سے پہلے دیباچہ کے طور پر شامل ہے۔ جس میں ڈاکٹر معین الدین عقیل نے جدید نعتیہ مباحث اور نعتیہ فن کی ترویج و اشاعت میں صبیحؔ رحمانی اور ان کی زیر ادارت شائع ہونے والے جریدہ "نعت

رنگ" کی کاوشوں کو سراہا اور مدیر "نعت رنگ" کو موصولہ خطوط کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ خطوط اس اعتبار سے بہت اہم ہیں کہ ان میں مختلف نقاطِ نظر، اتفاق و اختلاف اور نعت کے تعلق سے سامنے آنے والے مسائل سب ہی ہمیں دعوتِ غور و فکر دیتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر معین الدین عقیل نے ڈاکٹر ابرار عبد السلام کی اس منفرد و مثالی کاوش و خدمت کی بھی کھل کر داد دی۔ انہوں نے "نعت رنگ" اور "نعت نامے بنامِ صبیحؔ رحمانی" میں شامل خطوط کا موضوعاتی و علمی حوالے سے تجزیہ بھی پیش کیا۔ اس مجموعے سے نعت نگاری کے مطالب و مباحث، نعت کے تقاضے، اصول اور فن سے متعلقہ تمام مباحث کے لیے کی نئی راہیں ہموار ہوں گی۔

اس کتاب میں ڈاکٹر ابرار عبد السلام کا ایک طویل مضمون شامل ہے، جس میں "نعت رنگ کے تنقیدی زاویے" (مدیر "نعت رنگ" کے اداریوں اور ان کے نام خطوط کی روشنی میں) کے زیر عنوان نعت رنگ کے مندرجات تفہیمِ نعت، ترویج نعت، نعت شناسی، نعتیہ تنقید و تحقیق، نعت کے مطالب، مباحث، نعتیہ مسائل اور ان کا حل، نعت کے فن و فکر، نعت کی علمی و موضوعاتی جہتوں اور پہلوؤں کی تفصیلات کو بیان کیا ہے اور "نعت رنگ" میں شامل خطوط کا اردو ادب میں مقام و مرتبہ متعین کیا ہے۔ ڈاکٹر ابرار عبد السلام نے اس مضمون میں صبیحؔ رحمانی کی نعت شناسی، مدیر "نعت رنگ" کی خدمات، نعت نگاری، مجلّہ "نعت رنگ" اور نعتیہ خطوط و دیگر نعتیہ مسائل پر قلم اُٹھایا ہے اور مبسوط طریقے سے نعت کے فن پر بحث کی ہے۔ مجلّہ "نعت رنگ" کے حوالے

سے وہ یوں گویا ہوتے ہیں:

> "نعت رنگ ایک ایسا ادبی مجلّہ ہے جو فروغِ نعت میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ اس مجلّے میں نعت کے حوالے سے مختلف موضوعات اور جہتوں پر اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔"

یہ کتاب آٹھ ابواب پر محیط ہے جن میں مدیر "نعت رنگ" کے نام موصولہ دو سو شخصیات کے مطبوعہ و موضوعی خطوط کو زیر بحث لا یا گیا ہے۔ ان تمام خطوط کا موضوع صنفِ نعت سے متعلقہ مباحث ہیں۔ ان خطوط میں مذکور اہم علمی و موضوعی نکات کو ڈاکٹر ابرار عبد السلام نے الگ الگ موضوعات اور ضمنی عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔ جس سے "نعت رنگ" میں شائع شدہ خطوط کی کئی جہتیں سامنے آئی ہیں اور نعت سے متعلقہ تمام موضوعات جو ان خطوط میں شامل تھے، ان کو اکٹھا کر کے بھر پور دلائل سے پیش کیا ہے۔

پہلے باب میں نعت گوئی، تعارفی مباحث، تقاضے اور نعت کی روایت کو بیان کیا ہے۔ دوسرا باب "نعتیہ ادب: تحقیق و تنقید"، تیسرا باب "نعت گوئی: اصلاح سخن کی چند نمایاں صورتیں" چوتھا باب "نعت رنگ" میں مشمولہ خطوط میں کتابوں کی فہرست، تعارف، تقریظ، تنقید و تحقیق کے حوالے سے دی گئی تفصیلات پر مشتمل ہے جس کا عنوان "کتابیات" ہے۔ پانچواں باب "شخصیات" کا ہے جس میں "نعت رنگ" میں شامل خطوط میں مختلف شعرا و ادبا کے حوالے سے مکتوب نگاروں کے تاثرات و بیانات کو سمیٹا گیا ہے۔ چھٹا باب "متفرقات" پر مبنی ہے، اس باب میں ان مضامین و خیالات کو بیان کیا گیا ہے جو متعلقہ مجموعے کے ابواب کے دائرہ اختیار سے جدا ہیں لیکن ان

میں نعتیہ فن کے مختلف پہلوؤں اور جہتوں پر بحث و مباحثہ شامل ہے۔ اسی طرح ساتواں باب "مجلّہ "نعت رنگ" ایک مطالعہ" پر مشتمل ہے جس میں مختلف خطوط نگاروں کے "نعت رنگ" سے متعلقہ تاثرات، تبصرے، آرا اور خیالات اور مذکورہ جریدے کا ادبی دنیا میں مقام و مرتبہ متعین کیا گیا ہے۔ آخر میں آٹھویں باب میں مدیر "نعت رنگ" کی کاوشوں اور خدمات کے حوالے سے مختلف مکتبہ فکر و علما اور ادبا نے اپنے تاثرات و آرا اور تبصرے بیان کیے وہ سب شامل ہیں۔ اس کتاب کا یہ گوشہ "نعت رنگ" خطوط کے آئینے میں، کے لیے مختص کیا گیا ہے جس میں نعتیہ ادب کے فروغ و اشاعت میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے جریدے "نعت رنگ" کا تعارف، غرض و غایت، اس جریدے کی اہمیت، اس کی ادبی و فکری اہمیت، تنقیدی خدمات، اردو زبان میں اس کا کردار، "نعت رنگ" کی خدمات، جریدے کی زینت بننے والے خطوط کا لسانی، ادبی، شعری صنعتوں کے حوالے سے تنقیدی و تحقیقی جائزہ، تجاویز اور معاصرین کی آرا و گزارشات وغیرہ کا کھل کر تجزیہ کیا گیا ہے۔ "نعت رنگ" میں شامل خطوط اور ان سے متعلقہ نعتیہ فن پر تحقیقی و تنقیدی مباحث صبیحؔ رحمانی کی 30 برس کی ریاضت، محنت اور ان کی دانش کا نتیجہ ہے۔ ان تمام مباحث اور ان خطوط کے صبیحؔ رحمانی کی نعت شناسی، نعت فہمی و نعت نگاری پر دور رس اثرات پڑے ہیں اور ان کا نعتیہ فن مزید ابھر کر سامنے آیا ہے۔

باب پنجم:

صبیحؔ رحمانی کی متفرق تصنیفات و تالیفات کا تنقیدی جائزہ

(الف) صبیحؔ رحمانی کی مرتّبہ تصانیف و تالیفات فہرست

(ب) صبیحؔ رحمانی کی مرتّبہ تصانیف و تالیفات تعارف

صبیحؔ رحمانی، نعت گوئی، نعت شناسی اور نعت خوانی تینوں جہتوں سے قومی اور بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں۔ انہوں نے اردو نعت کی خدمت مختلف حوالوں سے کی ہے، ان میں ایک حوالہ کئی کتابوں کی ترتیب بھی ہے۔ انہوں نے اپنے کلام سمیت دوسرے نامور نعت گو شعرا کے کلام اور ان کے کارناموں کو بھی محفوظ کیا ہے جو اردو نعتیہ ادب کے فروغ میں یقیناً قابل قدر کاوش ہے۔ انہوں نے نعت کے حوالے سے بہت سی کتابوں کو مرتب کیا ہے۔ ان مرتبہ تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے:

صبیحؔ رحمانی کی تالیفات / مرتب کردہ کتب فہرست

☆ ایوان نعت (نعتیہ انتخاب) 1993ء

☆ جمال مصطفیٰؐ (نعتیہ انتخاب) 1993ء

☆ گیارہ انتخابِ نعت 1993ء/1994ء

☆ کوئے مصطفیٰ، (نعتیہ انتخاب) 1993ء/1994ء

☆ نعت نگر کا باسی 2008ء

☆ غالبؔ اور ثنائے خوّاجہ 2009ء

☆ اردو نعت میں تجلّیات سیرت 2015ء

☆ ڈاکٹر عزیزؔ احسن اور مطالعات، حمد و نعت 2015ء

☆ غالبؔ اور ثنائے خواجہ (دوسرا ایڈیشن) 2016ء

☆ اردو نعت کی شعری روایت 2016ء

☆ مدحت نامہ 2016ء

☆ کلام رضا، فکری وفنی زاویے 2017ء

☆ پاکستانی زبانوں میں نعت، روایت و ارتقا 2017ء

☆ کلام اقبال میں نعتیہ عناصر 2017ء

☆ کلیات عزیز احسن حمد، نعت، منقبت تالیفات 2017ء

☆ اقبال کی نعت: فکری و اسلوبیاتی مطالعہ 2019ء

☆ اردو حمد کی شعری روایت 2019ء

صبیحؔ رحمانی کی مرتبہ تصانیف و تالیفات تعارف

صبیحؔ رحمانی نے نعت نگاری کے حوالے سے جن تصانیف کو مرتب کر کے شائع کیا، ذیل میں ان کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے

☆ ایوان نعت (نعتیہ انتخاب)

صبیحؔ رحمانی نے ''ایوانِ نعت'' (نعتیہ انتخاب) کو 1993ء میں مرتب کر کے ممتاز پبلشرز کراچی سے شائع کیا ہے۔ 196 صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ دبستانِ کراچی کے 165 شعرا کی نعتوں کا انتخاب ہے جس میں ان کی مشہور و معروف نعتیہ غزلیں، نظمیں، رباعی، ہائیکو اور آزاد نظمیں شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نعتیہ انتخاب میں ایک مضمون بھی شامل ہے جو کراچی میں نعت کے سفری احوال پر مشتمل ہے۔ اس مضمون میں دبستانِ

کراچی میں نعت کے آغاز و ارتقائی سفر کو موضوع بناتے ہوئے کراچی میں نعتیہ شاعری کے آہنگ اور طرز پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ڈاکٹر شہزاد احمد "کلیاتِ صبیحؔ رحمانی" میں اس مرتّبہ مجموعے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "ایوان نعت صرف ایک نعتیہ انتخاب ہی نہیں بلکہ یہ دبستان کراچی کی جانب سے ایک عمدہ مثال اور ایک مستند حوالہ بھی ہے۔ جسے ہم بجا طور پر ایک انتخاب کہہ سکتے ہیں۔"

☆ جمالِ مصطفیٰؐ (نعتیہ انتخاب)

☆ گیارہ انتخابِ نعت

☆ کوئے مصطفیٰؐ

صبیحؔ رحمانی کے مرتّبہ مجموعے "جمال مصطفیٰؐ"، "گیارہ انتخاب نعت" اور "کوئے مصطفیٰؐ" نعتیہ مجموعوں کے انتخاب ہیں جن میں صبیحؔ رحمانی کے مشہور نعتیہ کلام کے علاوہ مختلف اہم شعرا کا کلام شامل ہے۔ مجموعہ "جمال مصطفیٰؐ" (نعتیہ انتخاب) فرید پبلشرز، کراچی سے 1993ء میں شائع ہوا ہے۔ مجموعہ "گیارہ انتخابِ نعت" (نعتیہ انتخاب) مکتبہ ممتاز، کراچی سے شائع ہوا اور مجموعہ "کوئے مصطفیٰؐ" (نعتیہ انتخاب) کنگ پبلشرز، اردو بازار کراچی سے شائع ہوا ہے۔ ان میں سے دو مجموعوں پر سن اشاعت درج نہیں ہے کیونکہ یہ مجموعے / انتخاب انہوں نے لوگوں کی ضرورت کے تحت شائع کیے۔ جب کہ یہ نعتیہ انتخابات 1993ء، 1994ء میں شائع ہو کر سامنے آئے ہیں۔ جن میں انتساب، دیباچہ وغیرہ بھی شامل نہیں ہے بلکہ صرف صبیحؔ رحمانی کی مشہور و معروف نعتوں کا انتخاب کر کے شائع کیا گیا ہے۔

☆ نعت نگر کا باسی

"نعت نگر کا باسی" کے مرتب کنندہ دنیائے نعت کی معروف شخصیت صبیحؔ رحمانی ہیں۔ انہوں نے پاکستان و بیرونی ممالک میں نعت گوئی و نعت شناسی کی اتنی خدمت کی ہے کہ اب نعت اور صبیحؔ رحمانی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہو گئے ہیں۔

کتابِ مذکورہ میں صبیحؔ رحمانی نے ڈاکٹر سید ابو الخیر کشفیؔ کی نعت فہمی کے حوالے سے معروف ادبا کے ان مضامین کو اکٹھا کیا ہے جن میں کشفیؔ صاحب کی نعتیہ خدمات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے کتاب کے سر ورق پر کشفیؔ صاحب کا ذکر "ڈاکٹر سید ابو الخیر کشفیؔ کی نعت گوئی و نعت شناسی کا ایک جائزہ" کے الفاظ میں کیا ہے۔ اس نُسخے کو اقلیم نعت کراچی نے 2008ء میں با اہتمامِ نعت ریسرچ سنٹر کراچی شائع کیا ہے۔ کتاب کا انتساب محترمہ بلقیس کشفیؔ کے نام ہے۔ مرتب نے انتساب کی تحریر کو مندرجہ ذیل الفاظ کا لبادہ پہنایا ہے:

> "کشفی اور خاندانِ کشفی کے ہر لمحے کو راحت بکنار بنانے والی محترمہ بلقیس کشفی کے نام"۔

"نعت نگر کا باسی" 11 مضامین پر مشتمل ہے جن میں پہلا تبصرہ، دیباچہ صبیحؔ رحمانی کا اپنا لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے کشفیؔ صاحب کے متعلق 10 صفحات پر مبنی ایک مضمون بھی لکھا ہے جس میں ابو الخیر کشفیؔ کی نعت گوئی سے متعلق تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ انہوں نے کشفی صاحب کے بارے میں ان تمام کاوشوں، تخلیقی مضامین، مقالہ جات اور تحقیق کا مختصر پیرائے میں ذکر کیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر شہزادؔ احمد اپنے ایک مضمون بعنوان "صبیحؔ رحمانی کی ہمہ جہت نعتیہ خدمات" میں صبیحؔ رحمانی کی اس

کاوش کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

> ”اس کتاب کے مرتب صبیحؔ رحمانی نے ایک کاوش یہ کی ہے کہ کشفیؔ صاحب کی نعت پر لکھے گئے مختلف مضامین، آرا اور فلیپ کی ایک فہرست مکمل معلومات کے ساتھ بھی دے دی ہے جس سے آئندہ نعت کے موضوع پر کام کرنے والے بھرپور فائدہ اُٹھائیں گے۔“

اس کے علاوہ کتابِ مذکور میں نو (9) دوسرے مضامین شامل ہیں، یہ مضامین معروف ادبا و علما اور محققین کے تخلیق کردہ ہیں۔ ان تمام مضامین کا نچوڑ ابو الخیر کشفیؔ کی نعت گوئی اور نعت شناسی کا جائزہ لینا ہے۔ کتاب کی فہرست پر طائرانہ نظر ڈالتے ہی قاری کو ان مضامین کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ان میں سے چند مضامین کے عنوانات یہ ہیں: ”نعت اور آدابِ نعت گوئی“، ”افاداتِ کشفی کی روشنی میں“، ”ڈاکٹر ابو الخیر کشفی نعت کے جگنوؤں کے تعاقب میں“، ”ایک صاحب الرائے نعت شناس“ وغیرہ۔

اس کتاب میں ابو الخیر کشفی کو خراج عقیدت پیش کرنے کی غرض سے جعفر بلوچؔ کی ایک نظم بھی شامل ہے جس میں شعریہ پیرائے میں کشفیؔ صاحب کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ صفحہ 159 پر درج اس آزاد نظم کا عنوان ”نذر ابو الخیر کشفی“ ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

وہ دکتور سید ابو الخیر کشفی جو نقاد اور شاعر خوش نوا ہے
قلم اور کاغذ سے اپنے مسلسل جہاں میں اُجالے وہ پھیلا رہا ہے
خدا بھی ہے خوش اس سے خلق خدا بھی
وہ محو ثنائے حبیبِؐ خدا ہے

(جعفر بلوچؔ)

☆ غالب اور ثنائے خوّاجہ

نعتیہ کلام میں بامِ عروج تک پہنچانے والوں میں سر فہرست صبیحؔ رحمانی کی ایک اور اہم مرتب کردہ کتاب "غالب اور ثنائے خواجہ ﷺ" ہے۔ 176 صفحات پر مبنی اس پاکیزہ نسخے کو نعت ریسرچ سنٹر نے 2009ء میں شائع کیا تھا۔ مقبولیت کے سبب اس کتاب کو "ادارہ یادگار غالب، کراچی" نے 2016ء میں دوبارہ شائع کیا۔ اب کی بار کتابِ مذکور 199 صفحات پر مشتمل رہی۔ صبیحؔ رحمانی نے اپنی مرتب کردہ کتاب "غالب اور ثنائے خواجہؐ" کو مبین مرزا اور طارق رحمان فضلیؔ کی پُر خلوص دوستی کے نام منسوب کیا ہے۔ مرتب نے انتساب کے بعد اگلے صفحہ پر غالبؔ کے ایک فارسی شعر کو درج کیا ہے:

ؔ غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

مذکورہ بالا شعر ہی سے صبیحؔ رحمانی نے کتاب کے لیے عنوان کا انتخاب کیا ہے۔ اس کے بعد فہرست دی گئی ہے جس میں تنظیم الفردوس کی "معروضات" کے علاوہ کُل گیارہ (11) مضامین شامل ہیں۔

"غالب اور ثنائے خواجہؐ" میں صبیحؔ رحمانی نے قابل قدر ادبا اور نعت کا گہرا مطالعہ رکھنے والوں کے مضامین کو پیش کیا ہے۔ ان تمام مضامین کا ماحصل غالب کی نعت گوئی اور نعت شناسی کا جائزہ لینا ہے۔ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر شہزادؔ احمد اپنے مضمون "صبیح رحمانی کی ہمہ جہت نعتیہ خدمات" میں اپنے زریں خیالات کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

”زیرِ نظر کتاب (غالب اور ثنائے خواجہؐ) میں غالبؔ کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے قابلِ ذکر حضرات کے اہم مضامین شامل ہیں۔ دس معتبر ادبا کے مضامین غالبؔ کی نعتیہ شاعری کی روح کو پیش کرتے نظر آتے ہیں جبکہ دو شعرا نے تضمین بر کلام غالب کو سر نامہ بنایا ہے۔“

مرزا اسد اللہ خان غالب کی شہرت بطور غزل گو عام ہے تاہم صبیحؔ رحمانی نے ان کی نعت گوئی پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے فکر و فن کی خوبیوں کو اجاگر کیا ہے۔ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے غالب پر تحقیق کے نئے در کھل جاتے ہیں جو یقینی طور پر اردو ادب و تحقیق میں قابلِ قدر اضافے کا سبب بن سکتے ہیں۔

ناقدین اردو ادب کو اس بات کا اقرار کرنا ہو گا کہ انہوں نے غالبؔ پر مختلف زاویوں سے تحقیقی کام تو کیا ہے مگر ان کی نعت گوئی پر کبھی بھی خاص توجہ نہیں دی گئی ہے۔ یہ کارنامہ صبیحؔ رحمانی نے سر انجام دیا جس کا اعتراف وہ خود اپنے مضمون ”غالب اور ثنائے خواجہؐ“، مشمولہ ”غالب اور ثنائے خواجہؐ“ میں بھی کرتے ہیں:

”مقام حیرت ہے کہ غالبیات کے اس سرمائے میں ہمیں غالبؔ کی نعت نگاری پر کوئی ٹھوس اور قابل قدر کام نظر نہیں آیا۔ ضمناً کسی مضمون میں اس عنوان سے تذکرہ ہو جانا کوئی قابل ذکر بات نہیں .... چنانچہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ غالب کی فکر کے الہامی رشتوں کی تلاش شروع ہوتی لیکن ایسا نہیں ہوا اور نہ جانے کیوں ماہرین غالبیات اب تک مطالعہ غالبؔ کے اس روشن پہلو پر خاطر خواہ توجہ نہیں دے سکے۔“

غالبؔ کے نعتیہ آثار ان کی شاعری میں جا بہ جا ملتے ہیں۔ ان کی غزل میں بھی

نعت کے جلوے نظر آتے ہیں۔ اس کے باوجود غالبؔ کی نعتیہ شاعری کی مقدار کافی قلیل ہے۔ غالبؔ کے نعتیہ کلام کا فنی جائزہ لیتے ہوئے ضیاء احمد بدایونی مذکورہ مجموعے میں شامل اپنے مضمون "غالب کا نعتیہ کلام" میں وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"نعت شریف میں غالبؔ کے یہاں صرف ڈھائی قصیدے ملتے ہیں۔ دو خالصتاً نعت میں اور ایک نعت و منقبت میں مشترک۔ ان کے قصائد کو پڑھ کر ہر شخص اس نتیجے پر پہنچے گا کہ ان میں قصیدے کے تمام لوازم بدرجہ احسن موجود ہیں۔"

"غالب اور ثنائے خواجہؐ" کی پذیرائی ہر جگہ ہوئی ہے اور اردو نعت گوئی کے میدان میں صبیحؔ رحمانی کی اس کاوش کو کافی سراہا گیا۔

☆ اردو نعت میں تجلّیاتِ سیرت

صبیحؔ رحمانی کا نام آتے ہی ذہن نعت گوئی کی جانب خود بہ خود مائل ہو جاتا ہے۔ ان کا نعت سے اس قدر گہرا رشتہ قائم ہوا ہے کہ نعت شناسی کی کوئی محفل ان کے تذکرے کے بغیر تشنہ محسوس ہوتی ہے۔ "اردو نعت میں تجلیات سیرت" بھی صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات کی ایک اہم کڑی ہے۔ یہ موصوف کی تیسری مرتب کردہ کتاب ہے جسے نعت ریسرچ سنٹر، کراچی نے اپریل 2015ء میں شائع کرا کر ثوابِ دارین سمیت ہر جانب سے داد وصول کی۔

اردو نعت کے بارے میں مختلف ادبی و تنقیدی نشستوں میں حضور ﷺ کی سیرت کے تذکرے عمومی طور پر نثری انداز میں ہوتے ہیں۔ نظم کی شکل میں سرورِ کائنات ﷺ کی سیرت پر بحث کرنا خاص اہمیت کا حامل موضوع ہے۔ اس کتاب میں

انہی خاص موضوعات کی پیش کش ہے جو صبیحؔ رحمانی کی مخلصانہ کاوشوں کی بدولت ممکن ہوا، مرتب کی۔ انہی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے سید عزیز الرّحمان اسی کتاب کے فلیپ پر لکھتے ہیں:

> "نعت کے حوالے سے جب نثر میں قلم اٹھایا جاتا ہے تو بعض ایسے پہلو سامنے آتے ہیں، جہاں فنی طور پر نعت اور سیرت یک جا ہوتے دکھائی دیتے ہیں، اس طرح نعت میں بھی منظوم سیرت، حلیہ مبارکہ، عادات، اخلاق، اسوہ حسنہ اور اس نوعیت کے دوسرے بہت سے پہلو نعت کے معروف مضامین کے پہلو بہ پہلو بیان ہوتے ہیں۔"

مرتب صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب کا انتساب ڈاکٹر محمود احمد غازیؔ کے نام کیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں اردو نعت نویسی کے متعلق ادبا اور مشاہیر کے چیدہ چیدہ مضامین کا انتخاب کیا ہے۔ ان مضامین میں صرف نعت شناسی ہی زیرِ بحث نہیں بلکہ اس کے ساتھ سیرت النبی ﷺ کے تذکرے بھی شامل ہیں۔ اردو نعت کے آئینے میں حضور ﷺ کی سیرت، اسوہ حسنہ، محبت انسانی، اخلاقی جہتوں سمیت رحمت و شفقت کے اعلیٰ نمونوں پر تبصرے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں چار (4) ادبا و علما کے کل آٹھ (8) مقالات شامل ہیں جن کو کمالِ نفاست سے اسوہ حسنہؐ، نعت گوئی اور تجلیاتِ سیرت کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

نعت پر قلم اٹھاتے ہوئے صرف حضور ﷺ کے لیے تعریفی کلمات کی ادائیگی ہی نہیں ہوتی بلکہ ان کے اخلاق، اسوۂ حسنہ اور اس طرح کے دوسرے پہلو بھی بیان ہوتے ہیں۔ انہی موضوعات کو صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب میں بیان کرنے کی کوشش کی

ہے۔

شاہ مصباح الدین شکیلؔ "اردو نعت میں تجلیات سیرتؐ" کے مسودے پر اپنے خیالات کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

"موضوع کی اہمیت اور صبیح رحمانی سے تعلق خاطر کی وجہ سے جس قدر بھی اس مسودے کو دیکھ پایا ہوں مجھے انتہائی درجہ خوشی اور مسرت ہوئی ہے۔ یہ کتاب سیرت کے موضوعات کو اشعار کی صورت میں عام کرنے کی ایک خوب صورت کاوش ہے۔"

"اردو نعت میں تجلیات سیرتؐ" ایک مشکل موضوع ہے کہ ایسے موضوعات پر کام کڑی محنت کا متقاضی ہوتا ہے۔ اردو نعت گوئی ایک وسیع میدان ہے، مجموعہ ہائے نعت میں جہانِ سیرت تلاش کرنا جوئے شِیر لانے کے برابر ہے تاہم ایسے مشکل پسند افعال کے لیے صبیحؔ رحمانی ہمیشہ تیار ہوتے ہیں۔

صبیحؔ رحمانی نے کمالِ ہنر مندی اور وسیع مطالعے سے اُن تمام اہم ادبا و ناقدین کے لکھے گئے مضا مین کا انتخاب کیا ہے جن کا تعلق اردو نعت میں جمالاتِ سیرت سے ہے۔ ان مضامین کی اپنی فکری، علمی، تحقیقی اور ادبی اہمیت ہے۔ قاری کی آسانی کے لیے مرتب نے تمام مضامین کو تاریخی اعتبار سے پیش کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے قاری صرف نعت گوئی سے محظوظ نہیں ہوتا بلکہ سیرتِ نبی ﷺ کے حوالے سے ایک مربوط تاریخ سے بھی بہرہ ور ہوتا ہے۔

صبیحؔ رحمانی نے دیباچہ میں اردو نعت گوئی کے حوالے سے مختصر تاریخی کوائف پیش کیے ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹر نثار احمد کا مضمون "تاثرات" درج ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے مختلف شعرا کے معروف نعتیہ کلام سے بطورِ نمونہ بہترین اشعار شامل کیے ہیں۔ اس کے بعد چار (4) مضمون نگاروں کے آٹھ (8) مضامین ہیں۔ پہلا مضمون "ظہور قدسی: پس منظر" از پروفیسر محمد اقبال جاوید ہے۔ موصوف کا دوسرا مضمون "ظہور قدسی" ہے۔ اصغر حسین نظیر لدھیانوی کا مضمون "اردو نعت میں بیان سیرتؐ" ہے۔ پروفیسر محمد اکرم رضا کا مختصر مقالہ "سیرت مصطفیٰؐ کی بہار جاوداں" شامل ہے۔ اس کے بعد گوہر ملیسانی کے تین مضامین "جمالِ محسنؐ انسانیت"، "اخلاق محسنؐ انسانیت" اور "رحمت و شفقت محسنؐ انسانیت" ہیں۔ وسیع الفکری اور کثیر الجہتی کے باعث صبیحؔ رحمانی نے جن جن مضامین کا انتخاب کیا ہے وہ اپنی جگہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

☆ ڈاکٹر عزیزؔ احسن اور مطالعات

اردو حمد و نعت کے حوالے سے ڈاکٹر عزیزؔ احسن کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ بیک وقت ایک نعت گو شاعر، نقاد اور ماہر اقبالیات ہیں۔ انہوں نے ڈائریکٹر نعت ریسرچ سنٹر کی حیثیت سے کام کر کے اپنی جانب سے نعت کی بھرپور خدمت کی ہے۔ اس حوالے سے کئی کتب، رسائل اور مضامین ان کے کریڈٹ پر ہیں۔

ڈاکٹر عزیز احسن نے مختلف ٹی وی چینلوں پر نعتیہ پروگراموں میں شرکت کر کے بھی ادبی اور تنقیدی مقالات پیش کیے۔ ان کی یہ خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے ڈاکٹر عزیز احسن کی انہی تخلیقات کو یکجا کر کے "ڈاکٹر عزیز احسن اور مطالعاتِ حمد و نعت" کے نام سے شائع کیا۔ مذکورہ کتاب کو نعت ریسرچ سنٹر، کراچی نے اکتوبر 2015ء میں شائع کیا۔

اپنی زندگی کو نعت کی خدمت کے لیے وقف کرنے والے صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب کا انتساب ہائیکو کی شکل میں پیش کیا ہے:

اس لمحے کے نام
جس میں مل کر ہم نے کیا تھا
خود کو نعت کے نام (صبیحؔ رحمانی)

انتساب کے بعد اگلے صفحہ پر مرتب نے عزیزؔ احسن کا یہ شعر درج کیاہے:

ے شہر ابیات میں خامے کا سفر نازک ہے
مدحِ سرکارِ دو عالمؐ کا ہنر نازک ہے

اس کے بعد صبیحؔ رحمانی نے اپنے ممدوح کا مفصل تعارف لکھا ہے، جس میں ان کے ادبی کارناموں کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ پھر صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب کو مرتب کرنے کا جواز پیش کیا اور ان تمام حقائق پر روشنی ڈالی جن کی وجہ سے انہیں ایسی کتاب شائع کرانے کا خیال آیا۔ صبیحؔ رحمانی نے عزیزؔ احسن کے مضامین سے متاثر ہونے کا خود اعتراف کیا ہے، وہ موصوف کے ان مقدس خیالات کو نسلِ نو کے لیے محفوظ کرانا چاہتے تھے۔ صبیحؔ رحمانی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کتاب میں شامل مضمون "جواز" میں کہتے ہیں:

"ڈاکٹر عزیز احسن اور مطالعات حمد و نعت"، میری خواہش اور تحریک پر شائع ہو رہی ہے۔ عزیز صاحب کو اس لوازمے کی اشاعت کے معاملے میں کچھ تردد تھا۔ اصناف حمد و نعت کے حوالے سے تنقیدی ادب ابھی تشکیلی دور سے گزر رہا ہے، اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس باب میں جو حرف

بھی تنقیدی بصیرت کے ساتھ لکھا گیا ہے اسے کتابی صورت میں محفوظ ہو جانا چاہیے۔ تاکہ ان اصناف پر بڑھتے ہوئے ذوق تنقید و تحقیق، تجزیہ و تبصرہ اور مطالعہ و مشاہدے کے زیادہ سے زیادہ رجحانات و امکانات سامنے آ سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ سنجیدگی سے لکھی گئی ایسی تحریریں آئندہ آنے والوں کی فکری راہوں کو منور کرنے میں معاون ثابت ہوں گی۔ مستقبل کے محققین و ناقدین فن، ان تحریروں کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ نقد و نظر کا منہاج بھی متعین کر سکیں گے۔"

اس کے بعد کتاب میں موجود مضامین کی فہرست دی گئی ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب کی فہرست کو بڑی مہارت سے ترتیب دیا ہے اور حمد و نعت کے حوالے سے عزیزؔ احسن کے مقالات و مضامین کو پیش کیا ہے۔ نعت گوئی کی مناسبت سے عزیزؔ احسن کی مندرجہ ذیل خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے:

☆ مقدمے، دیباچے، تقاریظ، مضامین (اس حصے میں 20 مضامین شامل ہیں)

☆ نعت رنگ میں شائع ہونے والے شخصی گوشوں پر تبصرے (3 تبصرے ہیں)

☆ اختصاریے (6 اختصاریے ہیں)

☆ کتابوں پر تبصرے (91 کتب پر تبصرے کیے گئے ہیں)

پاکستان میں نعت گوئی کے حوالے سے یہ کتاب "ڈاکٹر عزیزؔ احسن اور مطالعاتِ حمد و نعت" ایک نہایت وقیع اضافہ ہے۔

☆ اردو نعت کی شعری روایت

"اردو نعت کی شعری روایت" بھی صبیحؔ رحمانی کی مرتب کردہ کتاب ہے جسے

اکادمی بازیافت، کراچی نے جون 2016ء میں شائع کیا۔ مرتب نے اسے معروف ادیب محمد حسن عسکریؒ کے نام منسوب کیا ہے۔ کتاب کے فلیپ پر فتح محمد ملک، احمد جاوید، ڈاکٹر ابو الکلام قاسمیؔ اور شمس الرحمان فاروقی جیسے مشاہیر ادب کی آراءموجود ہیں۔ فتح محمد ملک رقم طراز ہیں:

> "زیرِ نظر مجموعہ مقالات میں انہوں نے اردو دنیا کے سرکردہ نقادوں اور باکمال شاعروں کے نعت گوئی کی تفہیم و تحسین میں لکھے گئے مضامین کو یکجا کر دیا ہے۔ یوں اس کتاب میں نعت کی تعریف و تاریخ سے لے کر اردو شاعری میں نعت کے جدید اور جدید ترین رجحانات تک مختلف ومتنوع موضوعات زیرِ بحث آئے ہیں۔"

حرفِ آغاز کے علاوہ کتاب کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: پہلا حصہ "تعریف" کے عنوان سے ہے، جس میں چھ مضامین شامل ہیں۔ ان میں نعت کا تعارف بھرپور طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ نعت کی تعریف کے ساتھ ان مضامین میں نعت کے موضوعات، لوازمات اور اہمیت و افادیت پر بھی بحث موجود ہے۔ دوسرا حصہ "تاریخ" کے عنوان سے وضع کیا گیا ہے۔ یہ تین مضامین پر مبنی ہے۔ ان میں اردو نعت کی تاریخ اور ارتقا پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تیسرا حصہ "رجحانات" کے نام سے ہے۔ اس حصے میں کُل سولہ مقالے شامل ہیں۔ ان میں اردو نعت کے مختلف رجحانات، فکری زاویوں، لفظیات، نعت گوئی کے جدید شعور، نعتوں میں علامت نگاری اور نعت پر جدیدیت و ما بعد جدیدیت کے اثرات وغیرہ جیسے موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

کتاب کا چوتھا حصہ "تقاضے" کے عنوان سے ہے۔ اس میں پانچ مضامین یکجا کیے گئے ہیں، جن میں اردو نعت میں ہئیتی تجربات، نقد نعت اور تحقیقِ نعت جیسے مضامین کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ یہ کُل تیس (30) مضامین بنتے ہیں۔ اس کے بعد کتاب کے آخر میں "اہلِ دانش کی آرا" کے تحت نعت نگاری اور اس کے فن و فکر کے بارے میں پینتالیس (45) ادیبوں، شاعروں اور ناقدین کے خیالات کو پیش کیا گیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی یہ کاوش اردو نعت کی تعریف، تاریخ، رجحانات اور تقاضوں پر مشہور ادبا و شعرا کے مقالات پر مبنی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں شہزادؔ احمد اپنے مضمون "صبیحؔ رحمانی کی ہمہ جہت نعتیہ خدمات" میں لکھتے ہیں:

> "اس کتاب کے مطالعے سے نعتیہ شاعری کے فن اور اس کی مختلف جہتوں پر جو لوازمہ ایک کتاب میں فراہم کر دیا گیا ہے، اس کی مثال نعتیہ ادب میں نہیں ملتی۔"

صبیحؔ رحمانی کی مرتبہ کتاب "اردو نعت کی شعری روایت" اردو نعتیہ ادب کی تاریخ اور روایت میں قابل قدر اضافہ ہے۔ صبیحؔ رحمانی کو اس لائق تحسین کاوش پر ناقدین نے داد و تحسین سے نوازا۔ احمد جاوید "فلیپ اوّل" میں اپنے خیالات کو الفاظ کا جامہ پہناتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اردو نعت کی شعری روایت دراصل فروغ اور تفہیم نعت کے نئے زاویے پیدا کرنے والی کتاب ہے جو ہمارے فکر و نظر کی گرد اُتارنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ ایسی کاوشیں ستائش کے لائق ہیں اور حوصلہ افزا بھی۔"

☆ مدحت نامہ

پاکستان کے قیام سے پہلے لاہور اردو ادب کے مراکز میں اہمیت کا حامل شہر تھا۔ قیام پاکستان کے بعد اس شہر کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں کے اشاعتی اداروں اور اردو بازار نے اردو ادب کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لاہور نئے ادبی رجحانات کی آبیاری میں اپنا مقام بنانے میں کامیاب ہوا مگر اس کے ساتھ شہر کراچی نے بھی اردو ادب کی خدمت کے لیے مختلف اصناف کا سہارا لے کر نام کمایا جس میں نعت گوئی سر فہرست ہے۔

صبیحؔ رحمانی کی مرتب کردہ کتاب "مدحت نامہ" ادبی سطح پر ایک بہترین کاوش ہے۔ یہ کتاب اصل میں دبستان کراچی کا نعتیہ منظر نامہ ہے جو وہاں کے شعرا کے کلام کو یکجا کرنے کے لیے مرتب کی گئی ہے۔ اس میں مختلف معروف و غیر معروف شعرا کی نعتوں کا انتخاب شامل ہے۔

اس کتاب کو نعت ریسرچ سینٹر کراچی نے 2017ء میں شائع کر کے نعتیہ خدمات میں اپنا حصہ ڈالا۔ صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب کو سید معراج جامیؔ، عقیل عباس جعفریؔ اور راشد اشرفؔ کے نام مشترکہ طور پر منسوب کیا ہے۔

صبیح رحمانی نے پاکستانی زبانوں میں لکھی جانے والی نعتوں کا ذکر پچھلی کتابوں میں کیا مگر "مدحت نامہ" میں انہوں نے خاص طور پر کراچی کے شعرا کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے دبستان کراچی کے ان نعت گو شعرا کی نعتوں کا انتخاب کر کے ان گوہر ہائے تابدار کو محفوظ بنایا جو کسی وجہ سے کتاب شائع نہیں کر سکے۔

صبیحؔ رحمانی نے ابتدا میں "دبستان کراچی کا نعتیہ منظر نامہ" کے عنوان سے اردو

نعت گو شعرا کا تاریخی، تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لے کر ان کی نعتیہ شاعری پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے پہلے ہندوستان پھر پاکستان میں نعت کی ارتقا اور روایت سے متعلق تحقیقی اور تنقیدی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے مذکورہ کتاب میں صرف مشہور و معروف شعرا کے کلام کو اکٹھا نہیں کیا بلکہ غیر معروف نعت گو شعرا کو آگے لانے کی سعی کی ہے۔ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

> "1947ء کے بعد سندھ کے وہ نوجوان بھی زیادہ مستعدی کے ساتھ اردو زبان و ادب کی خدمت کرنے لگے جو پہلے بھی کچھ نہ کچھ لکھتے رہے۔ مثال کے طور پر قمر شیرانی، مسرور کیفی وغیرہ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس فہرست میں اضافہ ہوتا رہا اور اہم نقاد و نثر نگار بھی کراچی آ گئے۔"

صبیحؔ رحمانی نے کتاب کو بہترین اور ادب عالیہ کا حصہ بنانے کے لیے سینکڑوں شعرا میں سے تین سو چودہ (314) شعرا کی نعتوں کا انتخاب کر کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ قارئین کی آسانی کے لیے مرتب نے اس نسخے میں شعرا کے نام اور کلام الف بائی ترتیب سے پیش کیا ہے جس کا ایک واضح مطلب یہ بھی ہے کہ صبیحؔ رحمانی کی نظر میں ہر نعت لکھنے والا اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے انہوں نے درجہ بندی سے بچنے کے لیے الف بائی ترتیب کا سہارا لیا۔

اردو نعت کے حوالے سے "مدحت نامہ" ایک گراں قدر اضافہ ہے جو یقینی طور پر صبیحؔ رحمانی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ موصوف نے کس قدر محنت سے بہترین نعتیہ کلام کا انتخاب کر کے اسے "مدحت نامہ" میں پرویا ہے۔

☆ کلامِ رضا، فکری و فنی زاویے

اردو نعت کے فروغ اور اس کے آفاق کو وسعت آشنا کرنے والے ناموں میں احمد رضاؔ خان بریلوی کا نام تاریخ نعت میں سنہری حروف سے لکھا ہوا ملتاہے، جنہوں نے حضرت محمد ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار بہ زبان شاعری کیا ہے۔ وہ اُردو نعت کی ایک معتبر شخصیت ہیں، اس لیے ان کی شاعری اور ان کے ادبی و فنی محاسن پر صبیحؔ رحمانی نے جید ادبا و علما کے پچیس (25) مقالات یکجا کر کے نعت گوئی کی دنیا میں گراں قدر کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ اس مجموعے سے چمن زار نعت میں نئے واردان کو رضاؔ خان کے بارے میں کامل آگاہی مل جائے گی۔ اس کتاب کا بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ مولانا احمد رضاؔ خان پر تحقیق کے لیے نئی راہیں بھی کھلیں گی۔

مذکورہ کتاب کو نعت ریسرچ سنٹر، کراچی کی نگرانی میں 2017ء میں شائع کیا گیا۔ صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب کو علامہ شمس بریلویؒ کے نام سے ان الفاظ کے ساتھ منسوب کیا ہے:

> "کلام رضاؔ پر پہلا تحقیقی و ادبی جائزہ پیش کرنے والے علامہ شمس بریلویؒ کے نام۔"

انتساب کے بعد اگلے صفحہ پر مضامین کی فہرست دی گئی ہے۔ اس میں کل پچیس (25) مضامین ہیں جن میں سے دو (2) تعارفی مضامین ہیں۔ صبیحؔ رحمانی ہر اس نعت نویس کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے اردو نعت کی خدمت کی۔ مذکورہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ مولانا احمد رضاؔ خان نے نعت کی جتنی خدمت کی، لوگوں نے انہیں اتنا سراہا نہیں۔

کتاب میں موجود اپنے مضمون ''تفہیم کلام رضا، چند معروضات'' میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

> ''مولانا کو شعر و ادب سے بھی خصوصی لگاؤ تھا۔ بے شمار علمی مشاغل کے باوجود ان کی شاعرانہ تخلیقات میں زبان و بیاں کی قوت، تخیل کی بلند پروازی، جذبات و واقعات نگاری اور واردات قلبی کی پیکر تراشی جیسے فکری اور فنی محاسن دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوتی ہے کہ مولانا نے کل وقتی شاعر نہ ہوتے ہوئے بھی اردو زبان و ادب اور نعت گوئی کے فن کو کتنا پُر ثروت کیا ہے۔''

انہوں نے احمد رضاؔ خان بریلوی پر لکھے گئے مقالات و مضامین کو ایک خاص ترتیب سے پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں احمد رضاؔ خان کی نعت گوئی ہی نہیں بلکہ ان کے تمام کلام کو مفصل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اردو کی نعتیہ شاعری اور خاص کر احمد رضاؔ خان پر تحقیق کرنے والوں کے لیے یقیناً ایک بیش بہا سرمایہ ہے۔

☆پاکستانی زبانوں میں نعت، روایت اورارتقا

صبیحؔ رحمانی کی کتاب ''پاکستانی زبانوں میں نعت، روایت اور ارتقا'' نعت کے حوالے سے ایک بہترین کاوش ہے۔ اس کتاب کو نعت ریسرچ سینٹر کراچی نے 2017ء میں شائع کیا۔ صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب کا انتساب پروفیسر فتح محمد ملکؔ کے نام کیا ہے۔ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے افتخار عارف نے اپنا اظہارِ خیال کچھ یوں کیا ہے:

> ''جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس کتاب میں پاکستانی زبانوں میں صنف نعت کے تخلیقی سفر کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ایک ایسی

تحقیق کے طور پر منظر عام پر آ رہی ہے جس میں سندھی، پنجابی، ہندکو، بلوچی، پشتو، سرائیکی، براہوی، کشمیری اور گوجری زبانوں میں صنف نعت میں ہونے والے بیش بہا کام پر ان زبانوں کے اکابرین تحقیق و تخلیق کی تحریریں شامل ہیں۔"

صبیحؔ رحمانی نے نعت اور روایت سے متعلق پنجابی، سندھی، بلوچی، پشتو، سرائیکی، براہوی اور دیگر متفرق زبانیں، جن میں کشمیری، ہندکو، گوجری اور کیمبل پور بولی شامل ہیں، میں نعت گوئی سے متعلق تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لے کر ان زبانوں میں نعتیہ شاعری کے ارتقا اور روایت سے متعلق کافی تحقیقی اور تنقیدی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

صبیحؔ رحمانی کی اس کاوش سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے نعت گوئی کی روایت اور ارتقا کے حوالے سے پاکستان کی کسی ایک دو زبانوں کا نہیں بلکہ دس بڑی زبانوں کا نہ صرف تحقیقی جائزہ لیا ہے بلکہ تحقیق کے ساتھ ساتھ تنقیدی آرا کو بھی پیش کیا ہے جو ادبی سطح پر نعت گوئی کے حوالے سے بہت بڑا اور اہم کام ہے۔

اس کتاب میں صبیحؔ رحمانی نے پاکستانی زبانوں میں نعت کی روایت اور ارتقا کے ساتھ ساتھ مختلف موضوعات اور مسائل پر اپنے تاثرات کو بیان کیا ہے۔ پنجابی زبان میں نعت گوئی کے لحاظ سے تین (3) مضامین کو اکٹھا کیا ہے جبکہ سندھی زبان کے حوالے سے صبیحؔ رحمانی نے چار (4) مضامین کو شامل کیا ہے۔ ان مضامین میں سندھ میں نعت گوئی کی روایت کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے۔ اسی طرح بلوچی زبان کے حوالے سے ڈاکٹر انعام الحق کوثرؔ، کامل القادریؔ اور واحد بخش بزدار کا ایک ایک مضمون شامل ہے۔ انہوں نے مختصر پیرائے میں بلوچستان میں نعت کے اعتبار سے روایت اور ارتقا پر

روشنی ڈالی ہے۔

پشتو زبان میں خاطر غزنویؔ اور جاوید احساسؔ کے دو مضامین کے ساتھ سلطان فریدیؔ، مشتاق احمد اور اشرف بخاری کے مضامین کو بھی شامل کیا ہے۔ سرائیکی زبان میں نعت گوئی کے حوالے سے معروف شاعر اور محقق خورشید ربانی کا ایک اہم مضمون اس مجموعے میں موجود ہے۔ مختصراً صبیحؔ رحمانی نے پاکستان کی تمام بڑی زبانوں میں نعت گوئی پر مضامین کو پیش کر کے ان زبانوں میں لکھی جانے والی نعت سے اردو ادب کے قارئین کو متعارف کرایا ہے۔ کتب خانوں میں ہمیں نعت گوئی کے حوالے سے اکثر ایک زبان میں ایک ہی کتاب نظر آتی ہے مگر کتابِ مذکور میں صبیحؔ رحمانی نے مختلف زبانوں کے لوگوں کی نعت میں دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ہی کتاب میں تمام بڑی زبانوں کو اکٹھا کیا ہے۔ اس کتاب کی بدولت ہم ایک ہی جگہ مختلف زبانوں میں نعت گوئی کی خدمات سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ کلیات عزیزؔ احسن (حمد، نعت، مناقب، منظومات)

اردو میں حمد، نعت، منقبت کے سلسلے میں ڈاکٹر عزیزؔ احسن کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ وہ بیک وقت ایک حمد گو، نعت گو، بہترین شاعر، نقاد اور ماہر اقبالیات کے حوالے سے جانے جاتے ہیں۔ عزیزؔ احسن نے نعت ریسرچ سنٹر کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے خدمات سر انجام دے کر اپنی جانب سے حمد و نعت کی خدمت کی ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے عزیزؔ احسن کے بارے میں اپنے زریں خیالات کا اظہار مذکورہ مجموعے میں شامل مضمون ''کلیات عزیز احسن .... چند معروضات'' میں ان الفاظ میں کیا ہے:

''ایک اچھے اور مطالعاتی ذوق رکھنے والے شاعر کی طرح عزیز احسن خان

نے بھی اردو کے عظیم شاعروں سے اپنے رنگ سخن میں ہم آہنگی اور ہم رشتگی کا اظہار کیا ہے، مثلاً ان کے ہاں ایک طرف حالیؔ اور اقبالؔ سے اثر پذیری کا احساس ہوتا ہے تو دوسری طرف معاصرین میں فیضؔ، منیرؔ نیازی اور فرازؔ سے بھی ان کے مزاج کی لے ملتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کے مطالعے نے انہیں ہمارے عظیم شعری سر چشموں سے سیرابی کا کیسا خوش کن موقع فراہم کیا ہے۔“

صبیحؔ رحمانی نے ڈاکٹر عزیزؔ احسن کی خدمات کو اکٹھا کر کے ”کلیات عزیز احسن (حمد، نعت، مناقب، منظومات)“ کے عنوان سے شائع کیا۔ ایک طرح سے انہوں نے اس کتاب کی اشاعت سے ڈاکٹر عزیزؔ احسن کے کارناموں کو خراج تحسین پیش کیا۔

کتاب ”کلیات عزیزؔ احسن (حمد، نعت، مناقب، منظومات)“ کا سر ورق سید شاکر القادری چشتی نظامی (اٹک) نے تیار کیا۔ مذکورہ کتاب کو نعت ریسرچ سنٹر، کراچی نے پہلے مئی 2005ء میں شائع کیا۔ مقبولیت کے سبب اس کتاب کو نومبر 2017ء میں دوبارہ شائع کیا گیا۔

ڈاکٹر عزیزؔ احسن کا شمار صبیحؔ رحمانی کے قریبی رفقا میں ہوتا ہے۔ وہ موصوف کی انتہائی درجہ عزت کرتے ہیں جس کا ثبوت ان کے مختلف مضامین میں سامنے آتا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں عزیزؔ احسن کے تعارف کے بعد ان کے علمی و ادبی کارناموں پر روشنی ڈالی ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب کو مرتب کرنے کی وجوہات پیش کی ہیں۔

اس کتاب کا پہلا حصہ پانچ (5) مضامین پر مبنی ہے جو نواسی (89) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد عزیز آحسن کی کتابوں میں سے ایک کتاب ”کرم و نجات کا

سلسلہ" کا ذکر ہے جس میں "عرض مرتب" سمیت عزیزؔ احسن کے خیالات کو جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد حمدیں، مناجات اور دعائیں شامل ہیں اور پھر نعتیں۔ اس حصہ میں نعتیہ قطعات اور مفرد اشعار بھی ہیں۔ اسی طرح متفرقات کے نام سے کتاب میں سلام، درود پاک، نعتیہ ہائیکو اور صحابہ کرام اجمعین کی مدح وغیرہ شامل ہیں۔

اگلے صفحات میں عزیزؔ احسن کی دوسری کتاب "شہپر توفیق" کا ذکر اور اس کی فہرست کا بیان ہے۔ اس میں "نعت اور تخلیقی عمل" کے نام سے عزیزؔ احسن کے خیالات کا اظہار ہے، پھر حمد، مناجات اور دعاؤں کا سلسلہ ہے۔ اس میں کسی خاص ترتیب کے بغیر حمد، مناجات و قطعات کو شامل کیا گیا ہے۔ ان کے بعد نعتیں شامل اشاعت ہیں۔ اس کے بعد عزیزؔ احسن کی کتاب "امید طیبہ رسی" کی فہرست کا سلسلہ اور اس میں حمد، نعت، مناجات کا بیان ہے۔ پھر عزیزؔ احسن کی آخری کتاب "سیلِ حُبِ رسولؐ" کا ذکر ہے۔ یہ سلسلہ کتاب کے آخر تک شامل ہے۔ مجموعی لحاظ سے صبیحؔ رحمانی نے ڈاکٹر عزیزؔ احسن کی کاوشوں کو تفصیلی انداز میں سراہا ہے اور ہر پلیٹ فارم پر ان کی ان تخلیقات کا ذکر کیا ہے۔

☆ کلام محسنؔ کاکوروی، ادبی و فکری جہات

اُردو ادب کے بڑے نعت گو شعرا میں مولانا ظفرؔ علی خان، امیر مینائیؔ اور محسنؔ کاکوروی شامل ہیں۔ محسنؔ کاکوروی نے اپنی شاعری کا آغاز ہی نعت گوئی سے کیا تھا۔ انہوں نے اپنی نعت گوئی کے سبب لکھنوی شاعری کے تعیش پسندانہ رنگ میں پاکیزگی شامل کر دی۔ انہوں نے نعت کو ذریعہ اظہار بنا کر اردو ادب کی بے مثال خدمت کی

ہے۔ وہ ایک جگہ خود کہتے ہیں:

؎ سخن کو رتبہ ملا ہے میری زباں کے لیے
زباں ملی ہے مجھے نعت کے بیاں کے لیے

محسنؔ کاکوروی نے تمام عمر نعت کہی اور اس صنف میں خوب نام کمایا۔ ان کے قصیدہ لامیہ کو عالمی شہرت ملی ہے۔ موصوف پر مختلف طبقہ فکر نے تحقیقی و تنقیدی مضامین لکھ کر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ ”کلام محسنؔ کاکوروی، ادبی و فکری جہات“ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

صبیحؔ رحمانی نے حمد و نعت سے متعلق مختلف ادبا و شعرا کی پاکیزہ کتابوں کو ترتیب دے کر اردو ادب کی ترویج میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے۔ ان کا مرتب کردہ مجموعہ ”کلام محسنؔ کاکوروی، ادبی و فکری جہات“ کو ”اکادمی بازیافت،کراچی“ نے جولائی 2018ء میں شائع کیا۔ صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب کو دنیائے نعت کے معتبر نام ”امیر مینائیؔ“ کے نام منسوب کیا ہے۔ اس کتاب میں محسنؔ کاکوروی کی نعت گوئی، قصیدہ گوئی، اسلوب، فن اور فکر پر معرکتہ الآرا ادبا کے مضامین کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ فہرست پر نظر ڈالتے ہی معروف ادبا کے نام دیکھ کر اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ”کلام محسنؔ کاکوروی، ادبی و فکری جہات“ شامل مضامین کے تخلیق کاروں میں سے چند کے نام یہ ہیں:

”ڈاکٹر ابو اللیثؔ صدیقی، محمد حسن عسکریؔ، ڈاکٹر جمیل جالبیؔ، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، کالی داس گپتا رضا، ڈاکٹر اسلم انصاری، سلیم شہزادؔ، ڈاکٹر محمد اشرف کمالؔ“ وغیرہ۔ اِن ادبا و ناقدین نے محسنؔ کاکوروی کی نعت نگاری، شعری کائنات، مثنوی نگاری، قصیدہ نگاری

سمیت موصوف کی نعت گوئی کا فنی جائزہ، اردو ادب میں ان کا مقام، ان کے کلام کا تنقیدی جائزہ، نعتیہ شاعری کا اسلوبیاتی جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ کاوش محسنؔ کاکوروی پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے کسی تحفے سے کم نہیں کیونکہ اس میں محسنؔ کاکوروی کی زندگی اور تخلیقی کام کے حوالے سے مختلف گوشوں کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔

صبیحؔ رحمانی نے اردو نعت کی خدمت کرنے والوں کے کام کو ہمیشہ سراہا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے ”حرف آغاز“ کے عنوان سے نعت کی خدمت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

> ”میں یہ بھی جانتا ہوں کہ نعت کے فکری، فنی اور جمالیاتی مطالعات کا معاملہ کچھ ایسا سہل اور سادہ بھی نہیں ہے۔ بہ ظاہر آسان نظر آنے والا یہ کام اپنی الگ طرح کی دشواریاں رکھتا ہے۔ یہ کام رواداری میں کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اس کے اپنے کچھ مطالبات اور تقاضے ہیں جنہیں پورا کیے بغیر کوئی نقاد نعت کو بہتر انداز میں تنقید کی کسوٹی پر پرکھنے کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو ہی نہیں سکتا۔“

محسنؔ کاکوروی کا کلام اپنے مضامین کی نسبت سے پاکیزہ اور شگفتہ ہے۔ ان کی قادر الکلامی اور فن پر عبور ان کے لفظ لفظ سے مترشح ہے۔ نعت کے اپنے اخلاقی، معاشرتی حدود و قیود ہیں، ایک نعت نویس ان اصولوں کے دائرے میں رہ کر نعت تخلیق کرتا ہے اور محسنؔ کاکوروی اس پر پورا اترتے ہیں۔ ان کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی مذکورہ مجموعے میں شامل مضمون: ”محسنؔ کاکوروی کی نعت نگاری“ میں صفحہ 54 پر یوں رقم طراز ہیں:

"محسنؔ کا کلام اختراعی فن کا ایک نادر نمونہ ہے اور لکھنوی ہونے کے باوجود لکھنؤ کے عام رنگ سے جدا ہے جس میں شاعر کی شخصیت نے کمال خلوص و محبت کے خاکے کو تصوف اور ہندیت کے رنگ سے آراستہ کر کے شاعرانہ صناعی سے مکمل کیا ہے۔ جس کی جدت، جاذب نظر اور جس کی مضمون آفرینی دل کش ہے۔"

صبیحؔ رحمانی نے کمالِ ہنر مندی سے "کلام محسن کاکوروی، ادبی و فکری جہات" میں اُن تمام اہم اور رجحان ساز ادبا کے لکھے گئے مضا مین کا انتخاب کیا ہے جن کا تعلق محسنؔ کاکوروی سے ہے۔ قاری کی آسانی کے لیے مرتب نے تمام مضامین کو تاریخی اعتبار سے پیش کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے قاری صرف نعت گوئی سے ہی محظوظ نہیں ہوتا بلکہ سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے ایک مربوط تاریخ سے بھی بہرہ ور ہو کر محسنؔ کاکوروی کے متعلق بیش بہا معلومات سے مستفیض ہوتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کا یہ مرتّبہ مجموعہ اردو نعت نگاری کے حوالے سے یقیناً ایک بیش بہا اضافہ ہے۔

☆ اقبالؔ کی نعت: فکری و اسلوبیاتی مطالعہ

شاعر مشرق اور جدید اردو شاعری کے سرخیل علامہ محمد اقبالؒ نے ہمہ گیر موضوعات کو شاعری میں سمویا ہے۔ فلسفہ خودی، فلسفہ بے خودی، فلسفہ شاہین، فلسفہ مردِ مومن وغیرہ کی طرح عشق رسولؐ پر مبنی اشعار بھی کسی خزانے سے کم نہیں۔

اُردو شاعر ی اور نعت نگاری کی تاریخ مرتب کرتے وقت علامہ اقبالؔ کو کسی طور بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اردو کے تین بڑے شعرا میں سے ایک ہیں۔ اقبالؔ اور عشق رسولؐ لازم و ملزوم ہیں۔ مختلف اقوال میں آیا ہے کہ اقبالؔ حضورؐ کا ذکر سنتے

ہی فرط محبت سے آبدیدہ ہو جاتے۔ حضورؐ کے ساتھ محبت کے اظہار کے لیے انہوں نے اشعار کا سہارا لیا۔ اس کے باوجود وہ کہتے کہ حضورؐ کی شان میں محبت کے اظہار کے لیے ان کے پاس الفاظ نہیں۔ ڈاکٹر طاہر فاروقی اپنی تصنیف "اقبال اور محبت رسولؐ" میں اقبالؔ کے انہی جذبات کو ان کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

> "آپؐ کی محبت کا بحر ذخار میرے اندر موجیں مار رہا ہے اور سینکڑوں نغمے میری آغوش سے اُبلے پڑتے ہیں۔ میں تمہیں کیا بتاؤں کہ آپؐ کی محبت کیا چیز ہے۔ یہ محبت وہ ہے جو بے جان چیزوں کو بھی آپؐ کے لیے بے قرار رکھتی ہے۔"

علامہ اقبالؔ نے نعت گوئی کے میدان میں جو کارنامے سر انجام دیے ہیں، وہ کسی سے ڈھکے چھپے تو نہیں لیکن بکھرے ہوئے ضرور ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب "اقبالؔ کی نعت،فکری و اسلوبیاتی مطالعہ" میں اقبالؔ کے متعلق مختلف ادبا و ناقدین کے ان مضامین کو اکٹھا کیا ہے جن میں اقبالؔ کی نعت گوئی کو موضوع بنایا گیا ہے۔

صبیحؔ رحمانی کی اس مرتبہ کاوش "اقبالؔ کی نعت، فکری و اسلوبیاتی مطالعہ" کو اکادمی بازیافت، کراچی نے ستمبر 2019ء میں شائع کیا۔ اس کتاب میں موجود مضامین کی تعداد سترہ (17) ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے اس گوہر نایاب کا انتساب فکر اقبالؔ کے ناقدین کے نام کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں:

> "نقدِ اقبال کے تین اساتذہ ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ، پروفیسر میرزا محمد منور اور ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے نام۔"

کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کی فہرست کو دیکھ کر بآسانی لگایا جا سکتا ہے جس میں ملک

کے معروف انشا پردازوں کے مضامین کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ ان ادبا میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، سید عابد علی عابدؔ، سید رفیع الدین اشفاقؔ، اسلوب احمد انصاری، ڈاکٹر جمیل جالبیؔ، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمیؔ، ڈاکٹر اسلم انصاری، ڈاکٹر تحسین فراقی، ڈاکٹر عزیزؔ احسن، پروفیسر محمد اکرم رضاؔ کے نام اہمیت کے حامل ہیں۔ ان اقبالؔ شناس انشا پردازوں کے مضامین کے عنوانات دیکھ کر اقبالؔ کی نعت گوئی کے حوالے سے کارناموں سے سرسری آگاہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ان میں سے چند عنوانات یہ ہیں:

> "علامہ اقبالؔ بارگاہ رسالت ﷺ میں، اقبالؔ کی نعت گوئی، اقبالؔ کی رباعیات میں نعت، اقبالؔ اور عشق رسول ﷺ، اقبالؔ اور ثنائے خواجہ ﷺ، کلام اقبالؔ میں نعتیہ عناصر وغیرہ۔"

عنوانات کی ہمہ گیریت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب مطالعہ اور تحقیق کے لیے یکساں مفید ہے۔ صبیحؔ رحمانی اقبالؔ کی نعت گوئی اور ان کے عشق رسول ﷺ سے بہت متاثر ہیں۔ انہوں نے اقبالؔ کے متعلق متعدد کتابوں کا مطالعہ اور چھان بین کر کے، نعت گوئی پر تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ مجموعہ ایک تحفہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہ کتاب یقینی طور پر صبیحؔ رحمانی کی نعت شناسی میں ایک قابل قدر اضافہ کے طور پر یاد رکھی جائے گی۔

☆ اردو حمدؔ کی شعری روایت

دنیا کے تمام مذاہب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے ہاں کسی نہ کسی صورت میں خدا کا تصور موجود رہا ہے۔ اسی طرح ان کے ہاں خدائے واحد کی عبادت کی روایت بھی عام ہے۔ اسلام اس حوالے سے مضبوط عقائد کا حامی ہے کہ

یہاں صرف اللہ واحد کا اقرار نمایاں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرنا اسلام میں باعث ثواب و فخر گردانا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے اپنی اپنی زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر کے مختلف حوالوں سے رب کی تعریف کی ہے۔ دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح اردو میں بھی حمد نگاری کی روایت موجود ہے۔

صبیحؔ رحمانی کی دیگر کاوشوں کی طرح "اردو حمد کی شعری روایت" بھی لائق تحسین ہے جس کے باعث حمد پر مختلف زاویوں سے بحث ہوئی اور اس صنف کے مختلف گوشوں کو قارئین کے سامنے پیش کیا گیا۔ صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب میں صرف حمدیہ کلام پر تنقیدی مضامین کو ہی اکٹھا نہیں کیا بلکہ اس صنف پر ہونے والے کام کا اشاریہ بھی شامل کیا ہے تا کہ سکالرز کو اس ضمن میں مختلف معلومات سے ہمکنار کیا جا سکے۔ موصوف نے حمد نگاری کی خدمت کرنے والوں کی تفصیل سمیت ان رسائل و جرائد کا بھی تذکرہ کیا ہے جہاں سے اس موضوع پر تنقیدی مقالات شائع ہوئے ہیں۔

"اردو حمد کی شعری روایت" حمد نگاری پر تحقیق کرنے والوں کے لیے ایک مستند حوالہ ہے۔ مذکورہ کتاب کو اکادمی بازیافت، کراچی نے اپریل 2019ء میں شائع کیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے اس کتاب کو حضرت محمدؐ کے نام منسوب کر کے لکھا ہے:

"محمد عربی ﷺ کے نام جن کے اسم مبارک میں لفظ "حمد" پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہے۔"

صبیحؔ رحمانی نے "پیش لفظ" میں حمد کو بطور صنف متعارف کروانے کے ساتھ، اس کے لوازمات، فکر اور موضوعات کا نہایت عمدگی سے احاطہ کیا ہے اور اس کی ہیئت، موضوع، اسلوب، فکر و گہرائی، شعری تہذیب اور مختلف پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔

صبیحؔ رحمانی کے بقول:

"یک موضوعیت کے باوجود حمد و نعت کا سرمایہ تخلیقی اظہار کی جس سطح اور فکر و نظر کی جس بلندی کا حامل ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔"

صبیحؔ رحمانی نے تمام حمدیہ کلام لکھنے والوں کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس کے ساتھ حمدیہ مطبوعہ مجموعوں کی فہرست و تفصیل بھی درج کی ہے۔ انہوں نے اس کتاب کے لیے مستند لکھاریوں اور اپنے عہد کے رجحان ساز ادیبوں کے اکیس (21) مضامین کو اکٹھا کیا ہے جن میں پروفیسر محمد اکرم رضاؔ، مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندویؔ، پروفیسر محمد اقبال جاویدؔ، ڈاکٹر محسن نقویؔ، ڈاکٹر طفیل احمد مدنی، ڈاکٹر سید عبد الباریؔ، پروفیسر جیلانی کامران، ڈاکٹر عزیزؔ احسن، ڈاکٹر ریاضؔ مجید، ڈاکٹر طارق ہاشمی، ڈاکٹر محمد اشرف کمالؔ وغیرہ کے مضامین و مقالے شامل ہیں۔

اس کتاب میں حمد نگاری کے متعلق تقریباً تمام موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے مثلاً "حمد: قرآن و حدیث کے آئینے میں، مبادیات حمد، حمد کا اوّلین تصور، مذاہبِ عالم میں تصور حمد، اردو کی حمدیہ شاعری کا جائزہ، اردو مثنوی میں حمد و مناجات، حمدیہ شاعری کی متنی وسعتیں، حمد کی شعریات، اردو میں حمد کے اسالیب، اردو غزل میں حمدیہ عناصر، حمدیہ شاعری میں صنائع بدائع" وغیرہ۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صبیحؔ رحمانی کتنی باریک بینی سے کسی موضوع کا احاطہ کرتے ہیں۔ انہوں نے مجموعی طور پر حمد نگاری کی اہمیت کا ذکر کیا ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حمد نگاری عہد عتیق سے لے کر عہد جدید تک ادب و فن کے حوالے سے سب سے اہم صنف ہے۔ جدید شعرا کے علاوہ کلاسیکل شعرا نے بھی اس جہتِ

جمال کا اظہار اپنے کلام میں وقتاً فوقتاً کیا ہے۔ اردو کے زیادہ تر شعرا نےاپنے شعری کلام کا آغاز حمد نگاری سے کیا ہے۔

صبیحؔ رحمانی کی مرتّبہ کتابوں میں دیے گئے تعارفی مباحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اردو حمد و نعت گوئی کے حوالے سے ان کتابوں کی اہمیت و افادیت سے انکار ممکن نہیں کیوں کہ ان مرتّبہ مجموعوں میں نعتیہ تنقید و تحقیق، نعت شناسی، تجزیہ و تبصرہ اور مطالعہ و مشاہدہ کے زیادہ سے زیادہ رجحانات و امکانات پیدا کر کے اس فن کو عام کرنے کے حوالے سے صبیحؔ رحمانی نےاہم فریضہ سر انجام دیا اور ابھی مزید کئی اور بھی مرتّبہ کتب پر ان کا کام جاری و ساری ہے جو بہت جلد سامنے آ کر نعتیہ فن کی مختلف جہتوں و پہلوؤں میں مزید اضافے کا سبب بنیں گی۔ اردو نعت کے فروغ اور ترویج و اشاعت میں صبیحؔ رحمانی کی یہ قابلِ قدر کاوش ہےجس کو دنیائے ادب میں ہمیشہ سراہا جائے گا۔

باب ششم:

صبیح رحمانی کی متفرق تحریریں

(مقدمات، دیباچے، پیش لفظ، مضامین، فلیپ نگاری)

(الف) مقدمات۔ مضامین

(ب) دیباچے۔ پیش لفظ

(ج) فلیپ نگاری

نعتیہ ادب کے فروغ کے لیے صبیح رحمانی کی ایک اور اہم کاوش مختلف مشاہیر ادب کی تصانیف و تالیفات اور مختلف رسائل و جرائد کے لیے مضامین، مقدمات، پیش لفظ و دیباچے اور مقالات تحریر کرنا ہے، جن میں شعری و نثری فن پارے بھی موجود ہیں۔ انہوں نے نہ صرف مصنفین و شعرا کی تخلیقی صلاحیتوں کو سراہا ہے بلکہ فن پارے اور متعلقہ اصناف پر بھی سیر حاصل مباحث پیش کیے ہیں جس سے صبیح رحمانی کا ذوقِ مطالعہ اور فنی و فکری بصیرت واضح طور پر عیاں ہوتی ہے۔ انہوں نے نعتیہ ادب سے ہی متعلقہ شعری و نثری تخلیقات اور تالیفات کے پیش لفظ و مقدمات اور ان فن پاروں کے لیے مضامین لکھے ہیں، یوں نعت شناسی و فروغِ نعت کے سلسلے میں ان کی کاوشیں ابھر کر سامنے آئی ہیں۔ صبیح رحمانی کے تحریر کردہ مضامین، مقدمات و دیباچے اور پیش لفظ نہ صرف متفرق تصانیف و تالیفات میں موجود ہیں بلکہ انہوں نے اپنی تخلیقات، تالیفات و مرتب کردہ مجموعوں کے لیے بھی نعتیہ ادب کے مختلف موضوعات پر مبنی مضامین، دیباچے اور پیش لفظ و مقدمات لکھ کر نعت نگاری کی بھرپور خدمت کی ہے۔

(الف) صبیحؔ رحمانی کے تخلیقی، تالیفی و مرتب شدہ مجموعوں میں شامل

مقدمات و مضامین

صبیحؔ رحمانی کی چودہ (14) مرتبہ تصانیف میں ان کے مضامین و مقدمات اور پیش لفظ وغیرہ شامل ہیں۔ جن میں انہوں نے نعت نگاری کے علم و فن کے حوالے سے ساری تفصیلات کا تذکرہ کیا ہے اور نعت کے لوازمات و فنی محاسن کا بیان اس عمدگی سے کیا ہے کہ کوئی پہلو تشنہ نہیں رہا۔ انہوں نے مختلف ادبا و شعرا اور ناقدین کے مضامین و تبصروں کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ تخلیقات، اہم مرتبہ کتب میں مضامین، مقدمات و دیباچے اور پیش لفظ وغیرہ شامل ہیں۔

نعتیہ شعری تخلیقات

1۔ اعترافِ کرم ماہ طیبہ 1989ء نظامی اکیڈمی، کراچی 27 تا 31

2۔ اعترافِ خلوص جادۂ رحمت 1993ء ممتاز پبلشرز کراچی 27

شعری تالیفات

1۔ بابِ ایوانِ نعت ایوان نعت (نعتیہ انتخاب) 1993ء ممتاز پبلشرز، کراچی 08 تا 23

نعتیہ مجموعہ ہائے انتخاب جن میں صبیحؔ رحمانی کی کوئی تحریر شامل نہیں:

۲۔ جمالِ مصطفیٰؐ (نعتیہ انتخاب) 1993ء فرید پبلشرز کراچی

3۔ گیارہ انتخابِ نعت 1993ء/1994ء مکتبہ ممتاز کراچی

4۔ کوئے مصطفیٰؐ، (نعتیہ انتخاب) 1993ء/1994ء کنگ پبلشرز کراچی

5۔ دبستانِ کراچی کا نعتیہ منظر نامہ مدحت نامہ 2016ء نعت ریسرچ سنٹر کراچی 11 تا 25

6۔ کلیاتِ عزیز احسن: چند معروضات، کلیات عزیز احسن 2017ء نعت ریسرچ سنٹر کراچی 25 تا 26

نثری تالیفات

1۔ نعت نگر کا باسی 2008ء نعت ریسرچ سنٹر کراچی 7 تا 16

2۔ ابتدائیہ: غالبؔ اور ثنائے خوّاجہ 2009ء/2016ء نعت ریسرچ سنٹر / ادارہ یادگار غالب، کراچی 09 تا 12

3۔ اردو نعت میں تجلّیات سیرت 2015ء نعت ریسرچ سنٹر کراچی 9 تا 14

4۔ جواز ڈاکٹر عزیزؔ احسن اور مطالعات، حمد و نعت 2015ء نعت ریسرچ سنٹر کراچی 13 تا 22

5۔ حرفِ آغاز اردو نعت کی شعری روایت جون 2016ء اکادمی بازیافت، کراچی 11 تا 22

6۔ تفہیم کلامِ رضا: چند معروضات، کلام رضا، فکری و فنی زاویے 2017ء نعت ریسرچ سنٹر کراچی 07 تا 14 نعت ریسرچ سنٹر کراچی 07 تا 13

7۔ معروضات پاکستانی زبانوں میں نعت، روایت و ارتقا 2017ء

8۔ حرفِ آغاز کلامِ محسن کاکوروی – ادبی و فکری جہات جولائی 2018 اکادمی بازیافت، کراچی 09 تا 24

9۔ اقبال کی نعت .... چند باتیں؛ اقبال کی نعت: فکری و اسلوبیاتی مطالعہ ستمبر

2018ء اکادمی بازیافت کراچی 09 تا 22

10۔ پیش لفظ؛ اردو حمد کی شعری روایت 2019ء اکادمی بازیافت کراچی 09 تا 52

صبیح رحمانی کے مرتب و تالیف کردہ درج بالا مجموعوں کی فہرست میں شامل تمام کتب میں ان کے مضامین، مقدمات و دیباچے اور پیش لفظ وغیرہ شامل ہیں۔ صبیح رحمانی کی اپنی مرتبہ تصنیفات میں شامل مقدمات و مضامین اور پیش لفظ سے چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے جس سے ان کی نعتیہ تنقید و تحقیق کے ساتھ ہی نعت فہمی اور نعت شناسی کی بہت سی جہتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں۔

☆ نعت نگر کا باسی

اس کتاب میں شامل مضامین میں سب سے پہلا مضمون صبیح رحمانی نے "نعت نگر کا باسی" کے عنوان سے لکھا، جس میں انہوں نے ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشفی کی نعتیہ ادب میں تحقیقی و تنقیدی کاوشوں پر سیر حاصل بحث کی۔ صبیح رحمانی اس حوالے سے اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

> "اپنے ادبی قامت کے حوالے سے کشفی صاحب ہی واحد نقاد تھے جو نعتیہ ادب کی ترویج و اشاعت میں اپنی قابلِ قدر ادبی رائے کے ذریعے ناقہ ہائے بے زمام کو سوئے قطار لانے کی سعیِ جمیل فرماتے رہے۔ تقاریظ و تبصرے سے لے کر نعتیہ آہنگ کے پوشیدہ حسن کی کشود کے لیے لسانیاتی مباحث کا سلسلہ بھی اب تک نعت کے حوالے سے کسی نقاد نے نہیں چھیڑا تھا، اس ضمن میں بھی اوّلیت کا سہرا کشفی صاحب کے سر ہی رہا۔ اسلامی ادب کی

تفہیم، تحسین اور پرکھ کے معاملے میں کشفی صاحب کا نام سر فہرست رہا کہ ان کی ادبی رائے مسلّم، ادب شناسی غیر متنازعہ، مذہبی لٹریچر سے آگاہی لایقِ تقلید اور بلند ذوقی قابلِ رشک ہے۔ کشفی صاحب نے نعتیہ مجموعوں پر تقاریظ و تبصرے اور دیباچے لکھ کر گویا اُردو کے معروف نقادوں کی طرف سے فرضِ کفایہ ادا کیا ہے۔"

☆ اُردو حمد کی شعری روایت

صبیحؔ رحمانی کی مرتب کردہ کتاب "اردو حمد کی شعری روایت" حمد نگاری کی تحقیق و تنقید پر مشتمل ہے۔ یہ تصنیف اپریل 2019ء میں شائع ہوئی۔ حمد نگاری پر تحقیقی و تنقیدی مضامین پر مشتمل اس کتاب میں کل اکیس (21) مضامین شامل ہیں۔ اور اس کا "پیش لفظ" صبیحؔ رحمانی نے لکھا ہے۔ "پیش لفظ" میں صبیحؔ رحمانی نے حمد کو بطور صنف متعارف کروانے کے ساتھ اس کے لوازمات، فکر اور موضوعات اور حمد نگاری کی اردو شعری ادب میں حمد کی روایت، حمد نگاری کے حوالے سے رسائل و جرائد کے خصوصی نمبر اور حمدیہ تصانیف و مضامین کی فہرست کا نہایت عمدگی سے احاطہ کیا ہے اور نعتیہ صنف کے ساتھ ساتھ حمد کی ہیئت، موضوع، اسلوب، فکر و گہرائی، شعری تہذیب اور مختلف پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کے بقول:

"یک موضوعیت کے باوجود حمد و نعت کا سرمایہ تخلیقی اظہار کی جس سطح اور فکر و نظر کی جس بلندی کا حامل ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے .... اُردو میں تخلیقی ادب کا آغاز ہی حمد گوئی سے ہوا ہے۔ اس لیے حمد کو اگر اُردو کی قدیم ترین یا اوّلین صنفِ سُخن کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔"

صبیحؔ رحمانی حمدیہ شاعری کے آغاز کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں کہ:

"انسانی شعور و ادراک نے اپنے داخلی جذبات اور فطری احساسات کا اظہار سب سے پہلے اپنے معبود اور اس کے لیے اپنے اندر بندگی کے شعور و عرفان کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔ اس بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ حمدیہ شاعری دراصل فطرتِ انسانی کی وہ پکار ہے جس کے ذریعے اس نے جہانِ رنگ و بو میں اپنے خالق و مالک کو پہچاننے اور اس سے اپنے رشتے کو استوار کرنے کا برملا اظہار کیا۔"

☆ اقبال کی نعت: فکری و اسلوبیاتی مطالعہ

صبیحؔ رحمانی کی مرتّب کردہ تصنیف "اقبالؔ کی نعت،فکری و اسلوبیاتی مطالعہ" اکادمی بازیافت، کراچی سے ستمبر 2019ء میں شائع ہوئی۔ "اقبالؔ کی نعت، فکری و اسلوبیاتی مطالعہ" میں اقبالؔ کے متعلق مختلف ادبا و ناقدین کے ان مضامین کو اکٹھا کیا گیا ہے جن میں اقبالؔ کی نعت گوئی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ سب سے پہلا مضمون بعنوان "اقبال کی نعت .... چند باتیں" صبیحؔ رحمانی کا شامل ہے۔ جس میں انہوں نے اقبالؔ کی نعتیہ شاعری کی افادیت اور عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبے اس جذبے کو بیان کر کے اقبالؔ کی نعتیہ شاعری کے بہت سے پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ اقبالؔ کی نعتیہ شاعری کے فکری پہلو کے حوالے سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"اس کاوش سے مقصود فکرِ اقبالؔ کے آئینے میں عشقِ رسول ﷺ کا عکس دکھانے اور نعت کے تخلیقی آفاق پر پھیلنے والی اس حیات افروز روشنی کو نمایاں کرنا ہے جس نے نہ صرف اقبال کے نعتیہ اظہار کو ایک انقلابی

آھنگ عطا کیا، بلکہ اُسلوبِ نعت کا مزاج بھی بدل ڈالا اور یوں نعت میں جذب و فکر کی نو بہ نو کیفیات نے ظہور کیا۔ اقبالؔ کے نعتیہ اشعار نے نہ صرف ایران و افغانستان اور ہندوستان کے مسلمانوں میں محبت کی روح پھونکی، بلکہ پورے عالم اسلام کا دامن عشق کی حرارت سے اور کیف و مستی سے بھر دیا۔ نعت میں بھی اقبالؔ نے اپنی طرزِ سُخن کے عین مطابق ایک نئی روش نکالی اور اس میں بھی احیا و انقلاب کا سامان پیدا کیا۔ اقبالؔ کو مروّجہ معانی میں نعت گو نہیں کہا گیا، کیوں کہ ان کے کلام میں نعت کے عنوان سے تخلیقی نقوش محض روایتی انداز سے ہمارے سامنے نہیں آتے۔ تاہم یہ حقیقت بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اقبالؔ کی شاعری میں جا بہ جا عشقِ رسولؐ کی جاں افروز شمعیں نظر آتی ہیں۔ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ اقبالؔ کی شاعری میں نبی کریم ﷺ کا عشق ہی ان کے ایمان کی اساس کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ عام ربط کا نام نہیں، بلکہ یہ گہرے، سچے اور محکم تعلق کا ہے۔"

(ب) صبیحؔ رحمانی کے متفرق تصنیفات و مجموعوں میں شامل مقدمات و دیباچوں، مضامین کا جائزہ

صبیحؔ رحمانی نے اپنی مرتب کردہ تصانیف و مجموعوں میں شامل مضامین و مقدمات کے علاوہ دوسری متفرقات تصانیف، اہم شعرا، ادبا کے نعتیہ مجموعے و شعری کلیات، نثری فن پارے اور تنقیدی و تحقیقی تصانیف شامل ہیں۔ ان متفرقات تصانیف و شعری مجموعوں کی فہرست کافی طویل ہے جن میں صبیحؔ رحمانی کے تحریر کردہ مقدمات، دیباچے و پیش لفظ اور

مضامین شامل ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے کافی تعداد میں مختلف تصانیف اور رسائل و جرائد کے لیے مضامین، پیش لفظ، مقدمات و دیباچے لکھے ہیں لیکن ان سب میں میری نظر سے گزرنے والی تصانیف میں سے چند کی فہرست و تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ ادیب رائے پوری! اُردو نعت کی ایک منفرد آواز مجلّہ لیَلتہ النّعت (حج نمبر) مدیر: شیخ محمد اقبال قادری 1991ء گلبہار نعت کونسل کراچی

2۔ سید محمد محسنؔ کاکوروی مجلّہ: حضرت احسان نعت ایوارڈ (بیاد: محسن کاکوروی) مدیر: غوث میاں 1992ء حمد و نعت بک بینک پاکستان

3۔ چراغِ نسبت مجلّہ: ذکرِ صلِّ علیٰ عزیز الدین خاکی القادری 1994ء تنظیم استحکامِ نعت کراچی

4۔ آئینۂ عقیدت کہف الورٰی (نعتیہ مجموعہ)، قمر وارثی 1995ء دبستانِ وارثیہ کراچی

5۔ حضرت سے ملیے کشفی صاحب مزید آپ کے لیے بلقیس کشفی (مرتبہ) 2004ء زین پبلی کیشنز کراچی

6۔ رائے بہر زماں بہر زباں (غیر مسلم شعرا کا نعتیہ انتخاب کا مجموعہ) نور احمد میرٹھی 2004ء ادارہ فکرِ نو کراچی

7۔ فکر و صداقت کی عکاس کاوش بہر زماں بہر زباں (غیر مسلم شعرا کا عالمی تذکرہ و نعتیہ کلام) نور احمد میرٹھی 2005ء ادارہ فکرِ نو کراچی

8۔ حروفے چند اشاریہ نعت رنگ، ڈاکٹر محمد سہیل شفیق رائے 2009ء نعت ریسرچ سنٹر کراچی

9۔ صاحبزادہ منظور الکونین کی خصوصیات حضور و سرور (فن و شخصیت) منظور الکونین 2011ء ارفع پبلشرز لاہور

10۔ خیابانِ مدحت ۔۔ ایک تاثر خیابانِ مدحت علامہ قمر الزمان خان قمرؔ اعظمی 2011ء سنی فاؤنڈیشن بریڈ فورڈ برطانیہ

11۔ ثنائے صاحبِ لولاک ﷺ توفیق ثنا (نعتیہ مجموعہ) پروفیسر محمد اکرم رضا 2012ء فروغ ادب اکادمی گوجرانوالہ

12۔ کوثر رحمت پر ایک نظر کوثر رحمت (نعتیہ مجموعہ) عبد السلام قمر 2012ء نستعلیق مطبوعات لاہور

13۔ شاہ انصارؔ حسین الہٰ آبادی کا کلام (کلیاتِ شاہ انصار الہٰ آبادی) شاہ انصار الہٰ آبادی 2014ء ادبستانِ انصار کراچی

رُوحانی حاضری اور قلبی حضوری کا آئینہ دار ہے (کلیات)

14۔ خالد بھائی اور آئینہ مودت آئینہ مودت، سید خالد حسین رضوی 2014ء ادبستانِ انصار کراچی

15۔ بتصرہ نگار، مبصر، محقق اور تدوین کار۔ شہزاد احمدؔ اردو نعت پاکستان میں ڈاکٹر شہزاد احمد 2014ء حمد و نعت ریسرچ فاؤنڈیشن کراچی

16۔ محاسن ۔۔ ایک تاثر محاسن (مجموعہ مناقب) علامہ شہزاد مجدّدی 2015ء دار الخلاص لاہور

17۔ حرفِ چند وفیات نعت گویانِ پاکستان (وفیات پر کام) ڈاکٹر منیر احمد سلیچ 2015ء نعت ریسرچ سنٹر کراچی

18۔ گوہر ملسیانی (شخصیت و فن) پر ایک نظر گوہر ملسیانی شخصیت و فن سبط جمال پٹیالوی 2015ء دار النوادر لاہور

19۔ تنقیدِ نعت ۔۔ نئے مکالمے کا آغاز نعت اور جدید تنقیدی رجحانات کاشف عرفان 2016ء نعت ریسرچ سنٹر کراچی

20۔ حیرت کدہ فن، تضمیناتِ رازی، میرزا امجد رازی 2017 ء دار السلام لاہور

21۔ حافظ مظہر الدین مظہر کی نعت، حافظ مظہر الدین مظہر کی نعت گوئی محمد عبد اللہ عتیق 2017ء انٹرنیشنل مرکز لاہور

22۔ کشف و آگہی پر ایک نظر کشف و آگہی، بلقیس کشفی 2018ء جہاں حمد پبلی کیشنز کراچی

23۔ درود پڑھتا ہوا شاعر نقش (نعتیہ مجموعہ) دلاور علی آزر 2018ء وراق، لاہور

24۔ سیرت سرور دو جہاں پر ایک نظر، سیرت سرور دو جہاں ایک مطالعہ، محمد رحمت اللہ صدیقی 2018ء رضا دار المطالعہ، مڑھی، بہار

25۔ اچانک پھوٹ بہنے والا چشمہ، مطافِ حرف، مقصود علی شاہ 2019ء دھنک مطبوعات لاہور

26۔ اظہار کا قرینہ محرابِ نعت (نعتیہ مجموعہ) خورشید بیگ میلسوی 2020ء دھنک مطبوعات لاہور

درج بالا دی گئی فہرست میں تقریباً چھبیس (26) اہم تصانیف کا تذکرہ ہے جن

میں صبیحؔ رحمانی کے مختلف عنوانات پر مشتمل مضامین و مقدمات، پیش لفظ اور دیباچے شامل ہیں جن میں انہوں نے ان تصانیف کے مصنفین کے فن و فکر کا تجزیہ نہایت خوش اسلوبی سے کیا ہے اور ساتھ ہی ان مضامین و مقدمات میں نعت کی ترویج و اشاعت، تنقیدی و تحقیقی حوالے و تجزیے، تفہیم و بیانیے کے حوالے سے مباحث پیش کیے ہیں۔ درج ذیل میں ان مضامین و مقدمات میں سے کچھ اہم مضامین کا تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے تا کہ صبیحؔ رحمانی کا فنِ مضمون نویسی اور اسلوب واضح ہو۔

☆ نعت اور جدید تنقیدی رجحانات (کاشف عرفان)

نعت کے تنقیدی مباحث پر مشتمل ایک اہم تصنیف "نعت اور جدید تنقیدی رجحانات" نعت ریسرچ سنٹر کراچی سے 2016ء میں شائع ہوئی جس کے مصنف "کاشف عرفان" ہیں۔ اس کتاب میں نعتیہ فن کے حوالے سے تنقیدی مضامین شامل ہیں اور نعت کے مختلف زاویوں پر مباحث بھی۔ اس تصنیف میں صبیحؔ رحمانی کا مضمون بعنوان "تنقیدِ نعت .... نئے مکالمے کا آغاز" شامل ہے جس میں صبیحؔ رحمانی نے نعت کی تنقید کے جدید رجحانات اور اردو ادب میں اس کے مقام و مرتبہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اس مضمون میں انہوں نے جہاں نعت کی تنقیدی ادب میں فعالیت و معنویت کو اجاگر کیا وہیں صنفِ نعت کے تنقیدی پہلو کی اس وقعت کا ذکر کیا جو اس کو بر وقت میسر نہ آ سکی۔ بقول صبیحؔ رحمانی:

> "نعت کے تنقیدی مطالعات خاصے عرصے تک ہماری تنقید کے مرکزی دھارے کا اس طرح حصہ نہ بن سکے، جیسے کہ ادب و فن کے دوسرے شعبوں میں بن گئے تھے۔ اور ان کی وقعت و معنویت کو بھی تسلیم کر لیا گیا تھا۔"

☆نقش / نعتیہ مجموعہ (دلاور علی آزرؔ)

دلاور علی آزرؔ کا نعتیہ مجموعہ "نقش" 2018ء میں مطبوعہ صورت میں اوراق لاہور سے شائع ہوا۔ اس مجموعہ میں صبیحؔ رحمانی کا ایک مضمون بعنوان "درود پڑھتا ہوا شاعر" شامل ہے جس میں انہوں نے نوجوان شاعر دلاور علی آزرؔ کی نعتیہ شاعری کو سراہا اور نعتیہ ادب میں ان کے غزل گوئی سے نعت نگاری کی طرف سفر کو خوش آئند قرار دیا۔ صبیحؔ رحمانی اس ابھرتے شاعر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "اس کے غزلیہ اور نعتیہ کلام کے مطالعے کے بعد میرا احساس یہ ہے کہ اس نے غزل کا مزاج پایا ہے اور اس کا رمز آشنا ہے اسی لیے اس کے یہاں ان رموز کو عشقِ نبی کریم ﷺ سے بطریق احسن منسلک کرنے کا سلیقہ بھی نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "نقش" میں شامل نعتیں غزل کے روپ میں وصف نبیؐ کا نہایت موئثر مظہر بن گئی ہیں۔"

ے سرکار کی آمد پہ کھُلا منظر ہستی
آئینہ ہوئے یوں در و دیوارِ دو عالم

☆توفیق ثنا / نعتیہ مجموعہ (پروفیسر محمد اکرم رضا)

پروفیسر محمد اکرم رضا کا نعتیہ مجموعہ "توفیق ثنا" فروغ ادب اکادمی گوجرانوالہ سے 2012ء میں شائع ہوا۔ صاحبِ طرز نعت گو شاعر محمد اکرم رضا کا یہ نعتیہ مجموعہ نعت کے موجودہ منظر نامے میں اہم اضافہ ہے۔ اس مجموعے میں صبیحؔ رحمانی کا مضمون "ثنائے صاحبِ لولاک ﷺ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے محمد اکرم رضا کی نعتیہ خدمات کی داد دی ہے۔ وہ ان کے فن نعت نگاری کے حوالے سے

رقمطراز ہیں:

"پروفیسر محمد اکرم رضا کا شمار ان کاملینِ فن میں ہوتا ہے جنہوں نے نعتیہ ادب کے فروغ کے لیے اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کیں اور اس سلسلے میں ان کا دائرہ عمل کافی وسیع ہے۔ تخلیقِ نعت، تنقیدِ نعت، تحقیقِ نعت اور تدوینِ نعت کی جہتوں میں ان کے کار ہائے نمایاں اب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ان کی تحریریں فکر کی ارجمندی، صحت بخشی اور سالمیت میں تمثال کی صورت رکھتی ہیں۔"

پروفیسر محمد اکرم رضا کی نعتیہ شاعری دلوں کو چھونے والی ہے۔ اور ان کی نعتوں میں عشق رسول ﷺ کی جلوہ فرمائیاں عروج پر نظر آتی ہیں۔

☆ کلیاتِ شاہ انصار الہٰ آبادی/کلیات (شاہ انصارالہٰ آبادی)

شاہ انصار حسین الہٰ آبادی کلاسیکی طرز کے نعت گو شاعر ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام میں رُوحانیت اور عشق رسول ﷺ کا جذبہ ابھر کر سامنے آتا ہے۔ پیر زادہ سید خالد حسین رضوی روھوی نے اپنے ادبی و شعری ذوق سے شاہ انصار الہٰ آبادی کے شعری سرمائے کو کلیات کی صورت میں مرتب کر کے "کلیات شاہ انصار الہٰ آبادی" ادبستانِ انصار کراچی سے جون 2014ء میں شائع کروایا۔

صبیحؔ رحمانی کا شاہ انصارؔ حسین الہٰ آبادی کے شعری کلیات میں مضمون بعنوان "شاہ انصارؔ حسین الہٰ آبادی کا کلام رُوحانی حاضری اور قلبی حضوری کا آئینہ دار ہے" شامل ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے شاہ انصارؔ الہٰ آبادی کے بیشتر کلام کو ان کی رُوحانی حاضری اور قلبی حضوری کا آئینہ دار قرار دیتے ہوئے ان کی معرفت و تعلقِ خاطر کو نہایت

خوب صورتی سے قلمبند کیا ہے۔

”مجھے شاہ انصار الہٰ آبادی کی صحبت اور قربت میسر رہی ہے۔ میرا ان سے رشتہ روحانی بھی ہے اور ادبی بھی۔ مجھے تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ کہتے ہوئے مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ میری ادبی تربیت اور روحانی رہنمائی میں شاہ صاحب کا بڑا دخل ہے۔ میں نے ان کو نعت کی تخلیقی اور سماعتی کیفیتوں میں جن والہانہ سرشاریوں سے گزرتے دیکھا ہے اس نے مجھے یقین کی اس منزل پر لا کھڑا کیا ہے کہ ان کی نعت صرف حرف و لفظ کے ذریعے اظہارِ عقیدت پر مبنی نہیں ہے بلکہ ان کے دل کی دنیا میں پیدا ہونے والے اس مدّ و جزر کی آئینہ دار ہے جس کا تعلق ماہِ مدینہ سرور کون و مکاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی لقائے باطنی سے بڑا گہرا اور مسلسل ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ محفلِ نعت کو وقت اور مقام کا پابند نہیں جانتے۔“

(صفحہ: 26)

☆ محاسن / مجموعہ مناقب (علامہ شہزاد مجدّدی)

علامہ شہزاد مجدّدی کا مناقب پر مشتمل مجموعہ ”محاسن“ دار الخلاص، لاہور سے 2015ء میں شائع ہوا جس میں علامہ شہزاد مجدّدی کا مناقب پر مشتمل کلام شامل ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے اس مجموعے کے لیے اپنا مضمون ”محاسن .... ایک تاثر“ لکھا جس میں انہوں نے نوجوان علماء میں عالم ثقہ کے طور پر متعارف ہونے والے علامہ شہزاد مجدّدی کے فنِ مناقب پر روشنی ڈالی ہے، وہ لکھتے ہیں:

”حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے خیر کی کرنیں، پھوٹیں کائنات جگمگا

گئی اور ان کی اتباع کرنے والوں کی سیرت سے جو خیر پھیلا اس نے دلوں کی کائنات کو روشن کر دیا۔ منقبت کی تخلیق اسی جذبہ خیر طلبی کے زیر اثر ہوتی ہے۔"

☆ خیابانِ مدحت (علامہ قمر الزمان خان قمرؔ اعظمی)

علامہ قمر الزمان خان قمرؔ اعظمی کے نعتیہ مجموعہ "خیابانِ مدحت" میں بھی صبیحؔ رحمانی کا مضمون بنام "خیابانِ مدحت .... ایک تاثر" شامل ہے جس میں انہوں نے علامہ قمر الزمان خان قمرؔ اعظمی کے نعتیہ کلام کو سراہاتے ہوئے ان کے جذبۂ ایمانی و عشقِ رسول ﷺ کا تذکرہ نہایت خوب صورت الفاظ میں کیا ہے۔ علامہ قمر الزمان خان قمرؔ اعظمی کا نعتیہ کلام عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا ہے اور اسی سرشاری میں وہ عصرِ حاضر کے مسائل کو اپنے کلام میں رسولِ کریم ﷺ کے حضور استغاثہ کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ اور ان مسائل کے حل کے طلب گار ہیں۔ علامہ قمر الزمان خان قمرؔ اعظمی کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے صبیحؔ رحمانی یوں رقمطراز ہیں:

"علامہ قمر الزمان خان قمرؔ اعظمی کی شاعری میں حالیؔ کا درد، احمد رضا خان بریلوی کا مسلکی رجحان اور عصری حسیت کا عنصر رچا بسا ہے۔ بیان میں فصاحت اور بلاغت کے اچھے نمونے بھی اس کتاب کی زینت ہیں۔"

☆ محرابِ نعت / نعتیہ مجموعہ (خورشید بیگ میلسویؔ)

خورشید بیگ میلسویؔ کے نعتیہ مجموعہ "محرابِ نعت" میں صبیحؔ رحمانی کا مضمون "اظہار کا قرینہ" شامل ہے جس میں انہوں نے ایک طرف اردو نعت کی شعری روایت، دل آویزی و معنٰی آفرینی کو بیان کیا ہے، دوسری طرف خورشید بیگ میلسویؔ کے نعت

نگاری کی طرف رجحان اور نعت نگاری میں ان کی خدمات کو سراہا ہے۔ اس حوالے سے اس مضمون کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"خورشید بیگ میلسویؔ طبعاً غزل گو شاعر ہیں۔ جب نعت کی طرف آئے تو اظہار کا یہ قرینہ اور بیان کی یہ لطافت یہاں بھی ان کے خوب کام آئی۔ سچ یہ ہے کہ محبت کے ساتھ عقیدت اور جذبے کے ساتھ محنت شامل ہو جائے تو تخلیقی عمل کا لطف و انبساط دو آتشہ کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔ خورشید بیگ میلسویؔ کے ہاں اس کا احساس متعدد مقامات پر ہوتا ہے خاص طور سے جب وہ نعت میں فکری رُخ اختیار کرتے ہیں۔"

صبیحؔ رحمانی کے تحریر کردہ مضامین و مقدمات کی درج بالا مثالوں کے علاوہ بھی بے شمار مقدمات و دیباچے اور مضامین موجود ہیں جن میں زیادہ تر تعداد نعتیہ ادب سے متعلقہ شعری تخلیقات اور تحقیقی و تنقیدی کتب کی ہے۔

(ج) صبیحؔ رحمانی کے مختلف مجموعوں پر فلیپ کا جائزہ

صبیحؔ رحمانی نے مختلف شعری و نثری تصانیف کے لیے مضامین، مقدمات اور دیباچے لکھے ہیں۔ انہوں نے بے شمار اہم نعتیہ مجموعوں، کلیات اور تنقیدی و تحقیقی تصانیف کے علاوہ متفرق تصانیف کےفلیپ بھی لکھے ہیں جن میں ان شعری مجموعوں اور دیگر متعلقہ تصانیف کا سرسری جائزہ لے کر ان کے فن کو سراہا اور ان کو مزید آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا ہے تاکہ آنے والے وقتوں میں ان کا فن و ادب مزید نکھر کر حقیقت کا خوب صورت اظہار بن کر سامنے آئے جو اردو ادب کے سرمائے میں اضافہ کا موجب ہو۔ صبیحؔ رحمانی کے لکھے گئے فلیپ کے حامل مختلف شعری مجموعوں اور تحقیقی

و تنقیدی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے:

☆ اردو نعت اور جدید اسالیب عزیز احسن
☆ کشفیہ (مجموعہ: حمد و نعت اور منقبت) سلیم شہزاد
☆ جواہر (نعتیہ مجموعہ) محمد ابوالحسن خاور
☆ ذکرِ مُنیر ﷺ (نعتیہ مجموعہ) مرزا حفیظ اوج
☆ ہماری ملی شاعری میں نعتیہ عناصر طاہر قریشی
☆ امام اہلِ بیت نمبر (مرتبین) سید محمد ولی الدین، مولانا ظفر ملک سہرامی، مولانا رحمت اللہ صدیقی
☆ کراچی کا دبستانِ نعت: تحقیق و ترتیب منظر عارفی
☆ اُصول نعت گوئی حلیمؔ حاذق
☆ نعتیہ ادب کے تنقیدی نقوش پروفیسر محمد اکرم رضا
☆ عطرِ خیال (عقیدت) شبنم رومانی
☆ کلیاتِ منور (کلام: منورؔ بدایوانی) مرتب سلطان احمد ابنِ منورؔ بدایوانی
☆ شہپرِ توفیق عزیزاحسن
☆ زَبورِ حَرم (کلیاتِ نعت) اقبال عظیم
☆ سید نصیر الدین نصیر کی منقبت نگاری کا فنی و عروضی مطالعہ محمد قاسم گیلانی
☆ ابرار کرت پوری: فکر و فن شاہ اجمل فاروق ندوی
☆ دُرود اُن پر سلام اُن پر (مجموعہ نعت) عرشؔ ہاشمی
☆ محراب نعت خورشید بیگ میلسوی

☆ ملاک و محور عالم محمد صلعم	خورشید ناظر
☆ کلیاتِ ریاض مجید	ڈاکٹر ریاض مجیدؔ
☆ کلامِ نور کے ادبی محاسن	سید نورالحسن نور
☆ مدارِ فکر (نعتیہ مجموعہ)	مرتضیٰ اشعر
☆ نعتیہ دیباچے (تین جلدیں)	ڈاکٹر ریاض مجیدؔ

اب ان فلیپ میں سے کچھ کا حوالہ بطور مثال پیش خدمت ہے جس سے صبیحؔ رحمانی کی تنقیدی و تفہیمی بصیرت، نعتیہ تحقیق و تنقید کا زاویہ نظر، نعت شناسی کی مختلف جہتیں، اُسلوب کی سادگی و بے ساختگی، اظہار کی نزاکتیں، جذبے کا رچاؤ، حُسنِ ابلاغ اور علمیت کی اثر آفرینی جیسے اہم وصف سامنے آتے ہیں۔

☆ شہپرِ توفیق (عزیز احسن)

عزیز احسن اردو کے علمی و ادبی حلقوں اور بالخصوص نعتیہ حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ باکمال شاعر، سنجیدہ ادیب اور صاحب بصیرت نعت شناس کی حیثیت سے منفرد مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد کی نعتیہ فضا کو تخلیقی و تنقیدی دونوں سطحوں پر متاثر کیا ہے۔ عصر حاضر میں نعتیہ تنقید نگاری کے فروغ و ارتقا میں ان کا اہم حصہ ہے اور اس حوالے سے ان کے غیر معمولی کام کی اہمیت اور افادیت سے کسی صورت بھی انکار ممکن نہیں۔

عزیز احسن کی نعت گوئی حب رسول کریم ﷺ سے لے کر سیرت و کردار اور تعلیمات و پیغام مصطفیٰ ﷺ کے تذکار مبارکہ کے مضامین سے آراستہ ہے۔ انہوں نے شعوری طور پر محبت و شیفتگی کے اظہار کے ساتھ ساتھ منصب نبوت اور پیغام رسالت

کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ اسی لیے ان کی نعت گوئی رسمی نہیں بلکہ حقیقی نعت گوئی کے میلانات سے عبارت ہے۔ ان کے ہاں شعر برائے شعر کہنے کا رجحان کم اور پیغام کی ترسیل کا جذبہ زیادہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ اقبالؔ کی طرح بھٹکے ہوئے راہی کو سُوئے حَرم لے جانے کے خواہش مند ہیں اور اس کا اظہار جا بہ جا ان کے کلام میں نظر آتا ہے۔

جس طرح میرؔ نے شعر کو سخن کا پردہ کہا تھا، اسی طرح عزیز احسن نے نعت کے اشعار کے پسِ پردہ حدیثِ دل بھی پیش کی ہے اور امت کو پیغام رسولِ کریمؐ بھی دیا ہے۔

؎ امت کی مشکلات کا حل صرف ایک ہے
اپنائیں ذوق و شوق سے سب اسوۂ نبی ﷺ

بحیثیت مرتّب میری درخواست ہے کہ ... شہپر توفیق ... کو صرف نعتوں کے اشاعتی تسلسل میں اضافہ سمجھ کر نہ پڑھیں بلکہ ذرا سی توجہ اور دلِ بیدار کے ساتھ کچھ لمحات اس مجموعے کے ساتھ بسر کریں اور دیکھیں کہ یہ نعتیں آپ کے ذہن اور دل پہ دستک دے کر آپ سے کیا کہنا چاہتی ہیں۔

☆ کلیات منورؔ (منورؔ بدایونی)

نعت وہ صنف سخن ہے جس میں خلوص اور عشق نبوی ﷺ کے عناصر کی موجودگی شرط اوّل ہے۔ فن اور شاعری کی اسلوبیاتی خصوصیات کی دیگر شرائط بعد میں آتی ہیں۔ اس اصول کے پیش نظر اگر ہم ایسے شعرا کی کوئی فہرست مرتب کرنا چاہیں جن کے کلام کے حرف حرف اور لفظ لفظ سے ان کا خلوص اور عشق جھلکتا ہو تو اس میں منورؔ بدایونی کا نام ضرور شامل ہو گا۔

منورؔ بدایونی کا شمار ان معتبر شعرا میں ہوتا ہے جو قیام پاکستان سے پہلے ہی اردو کے شعری منظر نامے پر اپنی ایک واضح اور منفرد جگہ بنا چکے تھے۔ متحدہ ہندوستان کے بیشتر دینی رسائل و جرائد میں بالعموم اور اس زمانے کے مقبول دینی جریدے ”آستانہ“ میں بالخصوص آپ کا کلام تواتر اور تسلسل سے شائع ہوتا رہا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی آپ نے اپنا یہ فکری اور روحانی تخلیقی سفر جاری رکھا اور شہرت و مقبولیت کی نئی منزلیں طے کیں۔ وہ مسلک و مشرب کے اعتبار سے صوفی، طبعی اور ذہنی رجحان کے اعتبار سے باکمال شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں تہذیبی اقدار کے تسلسل کی ایک نمایاں علامت بھی تھے۔ ان کا حمدیہ و نعتیہ کلام ان کے جذبات عبودیت و عشق رسول ﷺ کا ایک روشن اشاریہ ہے جس میں بلا کی اثر آفرینی بھی ہے اور سرشاری بھی۔ لہجے کی نیاز مندی، اسلوب کی سادگی، بے ساختگی اور عشق کی وارفتگی کے دوش بہ دوش مقام و احترامِ بارگاہِ رسالت ﷺ کی نزاکتوں اور طہارتوں کے احساس نے ان کے کلام میں وہ جاذبیت پیدا کر دی ہے جو جذبے کے رچاؤ، سلیقہ اظہار اور حسن ابلاغ کی معراج تک پہنچتی دکھائی دیتی ہے۔

☆ کلیات ریاض مجیدؔ (ڈاکٹر ریاض مجیدؔ)

ڈاکٹر ریاض مجید بھی ہمارے عہد کے معروف اہل قلم میں شامل ہیں۔ انہوں نے نظم و نثر دونوں ہی شعبوں میں اپنی علمی بصیرت اور فنی کمالات کا اظہار کیا ہے۔

ان کے فکر و فن پر محض طائرانہ نظر بھی ڈالی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے ہاں حیات و کائنات کے دوسرے موضوعات کے ساتھ ساتھ عقائد و ایمانیات کی ایک الگ اہمیت ہے، بالخصوص حمد نگاری اور نعت گوئی کو تو ان کے ہاں مرکز نگاہ کی حیثیت

حاصل ہے۔ حمد و نعت کی پوری شعری روایت، حال اور مستقبل کے تخلیقی امکانات کا منظر نامہ جس طرح ان پر روشن ہے، شاید ہی کسی پر ہو۔ ان کے ہاں موضوعاتی انتخاب صرف شاعری ہی نہیں ہے بلکہ یہ وہ منبع ہے جو فکر و شعور اور جذبہ و احساس کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اسی سر چشمے سے ان کے تخلیقی ایوان میں روشنی کا اہتمام ہوتا ہے۔

شاعری کو انسانی محسوسات کا لطیف پیرایہ اظہار کہا جاتا ہے۔ انسانی محسوسات میں جس قدر تنوع ہو گا، شاعری میں اسالیب کے نئے نئے رُخ سامنے آئیں گے۔ صبیحؔ رحمانی رقم طراز ہیں:

> "ریاض مجیدؔ کے کلیات نعت کے مطالعے سے پہلے بھی ان کی شاعری میں نادرہ کاری، خیال افروزی اور زبان و بیان پر قدرت و مہارت کا ایک گہرا نقش میرے ذہن پر مرتسم تھا مگر اب جو کلیات کے بالاستیعاب مطالعے کا موقع ملا تو مجھے ان کے مجموعی شعری محاسن اور منفرد نظام فکر کے درمیان اہل اللہ کے ساتھ صحبتوں، ریاضت فن کے تجربوں، حرمین میں میسر آنے والے نوری رت جگوں اور حضوری میں مہکتے مراقبوں کی ایک الگ فضا دکھائی دی جو اتنی شدت احساس کے ساتھ میری نظر سے پہلے نہیں گزری۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ان کا نعت کا لہجہ و آہنگ گہرے روحانی کیف و سرور کے ساتھ نمایاں ہوا ہے۔ ان کی شاعری میں عشق، وارفتگی، حضوری و حاضری اور پیوستگی کے سارے خوش رنگ مناظر اپنی ایک جاذبیت رکھتے ہیں ... وہی جاذبیت جو فن کی معجزہ کاری ٹھہرتی ہے۔"

ان مثالوں کے علاوہ بھی کئی تصانیف میں موجود فلیپ اسی طرح اعلیٰ پائے کے ہیں جن میں انہوں نے تصانیف اور مصنفین کے فن پر نہایت خوب صورتی سے اپنے تاثرات قلمبند کیے اور ان کو داد و تحسین سے نوازا۔ ان میں سے کچھ اہم تصانیف کے فلیپس میں سے اقتباس ملاحظہ کیجیے:

☆ ذکرِ مُنیر ﷺ / نعتیہ مجموعہ (مرزا حفیظ اوج)

مرزا حفیظ اوج کے نعتیہ مجموعہ "ذکرِ مُنیر ﷺ" پر سر ورق کے پشت فلیپ پر صبیحؔ رحمانی کی رائے درج ہے جس میں انہوں نے مرزا حفیظ اوج کی اردو نعتیہ صلاحیتوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے مذکورہ نعتیہ مجموعہ کو اردو نعت کے سرمایہ میں ایک اہم اضافہ گردانا ہے۔ ان کے نعتیہ مجموعہ "ذکرِ مُنیر" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

""ذکرِ منیر' میرزا حفیظ اوج کی عقیدت و موٗدت کا ایک مرقع ہے جس میں مدحتِ رسول ﷺ کے چراغ روشن کیے گئے ہیں۔ اس نعتیہ کلام میں جذبے کے وفور کے ساتھ فکر کی چھوٹ بھی پڑتی دکھائی دیتی ہے، زبان و بیان کے معیار کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے اور ساتھ ہی نئے پیرائے بھی تراشے گئے ہیں۔ ان کی نعتیں ظاہر میں سادہ لیکن باطن میں حد درجہ پرکار اور حیات افروز ہیں۔

دل نعتیہ دیوان کا مصداق ہوا ہے
اُتری ہے ثناء دل پہ جو وجدان کی صورت
دل منور ہو گیا ہے عشق احمد کے طفیل
نور قلب اوج کو تو اسم کی لو نے دیا

میری دعا ہے کہ ان کے کلام کو قبول عام حاصل ہو اور وہ تا عمر نعت گوئی کے سائبان میں رہیں۔"

☆ اُصول نعت گوئی (حلیم حاذق)

"اصولِ نعت گوئی اسلامی تعلیمات کے شعور اور تہذیب و ادب کی ایمانیاتی اساس پر استوار ہونے والا نعتیہ شاعری کا ایک ایسا سنجیدہ مطالعہ ہے جو نقد و نظر کے شرعی اور شعری پیمانوں کو پیشِ نظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ اسے 90 کی دہائی میں نعتیہ ادب کی تنقیدی جہت نمائی کا ایک اہم سنگِ میل بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ آج 2016ء میں بھی جب نعت کے تخلیقی محرکات، فنی مدارج، محاسن کی ارفعیت اور اس صنف کے ادب و احترام کے تقاضوں پر متعدد اہم کتب سامنے آ چکی ہیں تب بھی اس کتاب کی اہمیت و افادیت اپنی جگہ برقرار ہے۔"

☆ زَبُورِ حَرَم / کلیاتِ نعت (اقبال عظیمؔ)

اقبال عظیم کا مجموعہ کلیاتِ نعت "زبورِ حَرَم" نعت ریسرچ سنٹر، کراچی سے شائع ہوا جس کا فلیپ صبیحؔ رحمانی نے لکھا ہے۔ یہ فلیپ کلیات کے سر ورق کے پشت پر درج ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے اقبال عظیمؔ کے نعتیہ فن کو اُردو ادب میں ایک اہم اضافہ قرار دیا ہے۔ اقبالؔ عظیم کی نعتیہ شاعری پر فلیپ سے اقتباس ملاحظہ کریں:

"اقبالؔ عظیم کا ہر شعر سننے والے کو اپنے دل کی آواز معلوم ہوتا ہے اور یہی اس کلام کی مقبولیت کا اصل جوہر ہے۔ انہوں نے بصارت سے محرومی کو اپنی کمزوری کے طور پر کہیں ظاہر نہیں کیا بلکہ اسے اپنی قوت بنا کر پیش

کیا ہے۔

ؔ بے نگاہی پہ میری نہ جائیں دیدہ ور میرے نزدیک آئیں
میں یہیں سے مدینہ دکھا دوں، دیکھنے کا سلیقہ سکھا دوں

(اقبالؔ عظیم)

اقبالؔ عظیم اردو نعت کے وہ شاعر ہیں جو بہ ظاہر بصارت سے محروم ہیں مگر دیدۂ بینا رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعری کو نعت نگاری کے لیے وقف کر کے الگ جہانِ عقیدت و احترام تخلیق کیا اور جذبہ و احساس کی تصویر کشی کے ذریعے اپنی نعتوں کو اس بامِ عروج تک پہنچایا جس کی مثال اردو نعت میں کم ہی ملتی ہے۔

میں نے یہاں صبیحؔ رحمانی کے مرتب و تالیفات شدہ مجموعوں اور دوسری متفرق تصانیف، نعتیہ شعری مجموعوں کے لیے لکھے گئے مقدمات، دیباچے، مضامین اور فلیپ میں سے جو مثالیں اور اقتباسات درج کیے ہیں، ان میں صبیحؔ رحمانی کے تنقیدی و تفہیمی آفاق، نعتیہ تحقیق و تنقید اور علمی و ادبی جہتیں، مضامین کی بوقلمونیاں اور اظہار و بیاں کا سلیقہ واضح ہونے کے ساتھ مطالعاتِ نعت و ادبی رجحانات کے مختلف امکانات روشن ہوتے ہیں اور ان کی نعت شناسی، ترویج نعت و تشہیرِ نعت کے فکر افروز پہلو بھی سامنے آتے ہیں۔

باب ہفتم:

نعت ریسرچ سنٹر کا قیام اور صبیحؔ رحمانی کی خدمات

صبیحؔ رحمانی کے مدِ نظر نعتیہ فن کا صرف ایک ہی پہلو نہیں بلکہ وہ فروغ نعت کے مختلف پہلوؤں، جہتوں اور زاویوں کو سامنے رکھ کر اس کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشاں ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کی تخلیقی، تحقیقی اور تنقیدی کاوش نعت نگاری کے لیے ایک عظیم سرمایہ ہے۔ فروغِ نعت کے حوالے سے صبیحؔ رحمانی کی سرگرمیاں توفیق و سعادت کی علامت ہیں۔ صبیحؔ رحمانی اپنی تنظیمی مصروفیات کے ساتھ ادارتی خدمات بھی سر انجام دے رہے ہیں۔ پڑھنے، لکھنے کے ساتھ ساتھ وہ تحریکِ فکر کے قائل ہیں۔ اس لیے ان کے کاموں میں بھی تحریکی رنگ و آہنگ نظر آتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے اُردو نعت کی شعری روایت کو دیگر اصنافِ سخن میں اہم و جداگانہ تشخص، اثر آفرینی میں اضافے اور جہانِ معنٰی کے ابعاد کو روشن کرنے کے لیے اہم کاوشیں سر انجام دیں۔ ان کاوشوں اور کوششوں کی ایک اہم جہت نعتیہ فن و ادب کی تحقیقی و تنقیدی بصیرت کے احیا کے لیے 1995ء میں ایک فعال اور موثر تنظیم "اقلیمِ نعت" کی بنیاد رکھی۔ صبیحؔ رحمانی اس اشاعتی ادارے کے صدر رہے ہیں۔ ان کی سر پرستی میں اس ادارے سے نعت کے موضوع پر بہت سی اہم کتب و مقالات شائع ہوئے ہیں۔ ادارے کی بنیاد رکھنے کے حوالے سے صبیحؔ رحمانی نے "نعت رنگ" کے شمارہ اکیس (21) جو 2009ء میں شائع ہوا ہے، کے اداریے میں لکھا ہے:

> "1995ء میں اپنے اس خیال کو کہ "نعتیہ شاعری کو تنقید کی کسوٹی پر پرکھا جائے" عملی جامہ پہنانے کے لیے میں نے "اقلیمِ نعت" کی بنیاد رکھی،

نعت کے ادبی فروغ کے اس سفر میں اس وقت میرے ساتھ میرے
دوست عزیز احسن اور انور حسین صدیقی شریک تھے۔"

"اقلیمِ نعت" میں نعت کے تنقیدی و تفہیمی آفاق کی وسعت اور جہت نمائی کا ایک اہم سنگِ میل کتابی سلسلہ "نعت رنگ" کا آغاز ہے جس کا تمام تر سہرا صبیحؔ رحمانی کے سر جاتا ہے۔ 1995ء میں اس کتابی سلسلے کا پہلا خصوصی شمارہ بعنوان "تنقید نمبر" شائع ہوا۔ جس میں نعتیہ فن و ادب پر پہلی دفعہ جامع و مستند تنقیدی مضامین، مقالات اور مختلف تاثرات و آراء شامل کی گئی ہیں۔ "نعت رنگ" کا یہ کتابی سلسلہ 1995ء میں اپنے آغاز سے 2002ء تک اس ادارے کی سر پرستی میں شائع ہوتا رہا۔ اس عرصہ میں نعت رنگ کے چودہ (14) شمارے اشاعت پذیر ہوئے جو سفر نعت کی کامیابیوں کا اعلامیہ بن گئے۔ بقول صبیحؔ رحمانی:

"اردو کی شعری دنیا پر "نعت رنگ" کا طلوع صائب افکار کا اُجالا پھیلنے کا
سبب بنا اور نعت کی شعری قدر افزائی کے لیے خالص ادبی پیمانوں کے
استعمال کی راہیں روشن ہوئیں۔"

جس عرصے میں نعت گوئی مختلف سمتوں میں سفر طے کر رہی تھی، صبیحؔ رحمانی پہلی دفعہ نعتیہ تنقیدی و تخلیقی دانش سامنے لائے اور دنیا کے سارے نعت گو شعرا اور مشاہیر ادب کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کا سہرا اپنے سر سجایا۔ اس ادارے سے نہ صرف "نعت رنگ" کا کتابی سلسلہ شروع ہوا بلکہ نعتیہ تخلیقات و تالیفات کے اشاعتی سلسلہ کے ساتھ نعتیہ تخلیقات اور نعتیہ سرمائے کو محفوظ رکھنے کے لیے اپنے ادارے میں ایک حصہ لائبریری کے لیے بھی مختص کیا جہاں بہت سا نعتیہ تنقیدی و تحقیقی

سرمایۂ کتب اور نعتیہ شعری مجموعے نہ صرف محفوظ ہوئے بلکہ اس سرمایۂ نعت پر وقتاً فوقتاً تعارفی، وضاحتی، اشاراتی اور حوالہ جاتی مضامین اور کتب سامنے بھی آئیں۔ یوں نعتیہ نثری و شعری تدوین متن کے حوالے سے بھی بہت سا اہم ذخیرہ منصۂ شہود پر آ گیا۔

2002ء میں اس ادارے "اقلیم نعت" کا نام تبدیل کر کے "نعت ریسرچ سنٹر" قائم کر دیا گیا۔ جس کے اغراض و مقاصد میں نعتیہ جریدہ "نعت رنگ" کا اشاعتی سلسلہ، نعت شناسی و ترویجِ نعت، نعت فہمی، ادراک و شعور، نعتیہ فعالیت اور معراج کمالِ فن سے فیضانِ رسول ﷺ کو چار سو پھیلانے کی کوششوں سے گلستانِ نعت کو مہکانا و روشن تر کرنا ہے۔

نعت کا کوئی پہلو، کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے مطالعے اور مباحث سے، "نعت ریسرچ سنٹر" میں پہلو تہی کی گئی ہو۔ یہ ادارہ نعت کے تخلیقی و تنقیدی محرکات، فنی مدارج، محاسن کی ارفعیت اور اس صنف کے تخلیقی تقاضوں اور امکانات کو وسیع تر کرنے میں معاون ثابت ہوا۔

صبیحؔ رحمانی نے نعت شناسی اور نعت فہمی کے بڑھتے ہوئے شعور کو تعلیمی اداروں اور جامعات تک وسعت دینے کی جو سعی کی، اس کے تحت انفرادی و اجتماعی سطح پر بہت سے نعتیہ تنقیدی و تحقیقی مقالات و کتب سامنے آئیں۔ نعتیہ تحقیق و تنقید کا یہ سلسلہ پاکستان کے علاوہ دوسرے کئی ممالک تک پھیل چکا ہے جو نعتیہ فن و ادب کو عالمی سطح پر مزید فکری و فنی معنویت عطا کرنے کا باعث بنے گا۔ "نعت ریسرچ سنٹر" میں مواد کے حصول کو تیز تر کرنے، نعت کی ترویج و اشاعت اور تفہیم میں خوشگوار

پیش رفت ہوئی۔ ”اقلیم نعت“ 2002ء میں ”نعت ریسرچ سنٹر“ میں تبدیل ہوا تو ”نعت رنگ“ کا اشاعتی سلسلہ یہاں بھی جاری رہا۔ اس کا پندرھواں (15) شمارہ مئی 2003ء میں نعت ریسرچ سنٹر سے شائع ہوا۔ اس ادارے سے بہت سی مطبوعات سامنے آئی ہیں جن سے نعت کی ہمہ گیریت اور وسعت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی مرتب کردہ تصنیف ”پاکستانی زبانوں میں نعت، روایت و ارتقا“ کے فلیپ میں ڈاکٹر انور احمد ”نعت ریسرچ سنٹر“ کی خدمات اور اس کی اہمیت و افادیت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”صبیحؔ رحمانی کے نعت ریسرچ سنٹر نے کتاب اور قلم کو دل سے جوڑ کر ایک عجیب نگار خانہ بنایا ہے۔“

صبیحؔ رحمانی کی ابتدائی کاوشوں سے لے کر نعت ریسرچ سنٹر کے قیام تک شعری، علمی، تحقیقی، ادارتی میلانات اور صلاحیتوں کا اعتراف ادبی دنیا کی مقتدر شخصیات، اہل قلم، صاحبانِ نقد و نظر نے خوبصوررت انداز میں کیا ہے۔

”نعت ریسرچ سنٹر“ کے ساتھ نعتیہ فن و ادب، تحقیق و جستجو اور نعتیہ تنقید کے عالم گیر دائرہ کار کو مزید وسعت اور علمی و فکری امکانات سے روشناس کروانے کے لیے اس تنظیمی ادارے کی مزید شاخوں کے قیام کے لیے دیگر کئی ممالک میں بھی کوششیں جاری ہیں۔ انہی کوششوں کے نتیجے میں ”نعت ریسرچ سنٹر“ بھارت اور ”نعت ریسرچ سنٹر“ یو کے کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔ یو کے کے شہر لیڈز (Leeds) میں ممتاز نعت گو شاعرہ سمیہ ناز اقبال صاحبہ اس سنٹر کی تمام نعتیہ سرگرمیوں اور نعتیہ تحقیق و تنقید کے اہم امور و فرائض سر انجام دے رہی ہیں۔ بھارت میں زبیر قادری صاحب کی

کوششوں سے یہ سنٹر "ناسک" میں قائم ہوا۔ اسی طرح کینیڈا اور دوسرے کئی ممالک میں بھی نعتیہ سرگرمیاں جاری و ساری ہیں۔ نعت ریسرچ سنٹر کی قائم کردہ ان شاخوں کے زیر اہتمام بھی "نعت رنگ" کے حوالے سے نعتیہ تحقیق و تنقید اور دیگر فن پارے سامنے آ رہے ہیں۔ نعت ریسرچ سنٹر کی اس بڑھتی ہوئی مقبولیت و افادیت کے پیش نظر نعتیہ ادب کو انفرادی شناخت دینے کے لیے صبیحؔ رحمانی کی سرپرستی میں انٹرنیٹ پر مختلف ویب سائیٹس بھی نعتیہ فن و ادب اور نعتیہ تنقید و تحقیق کے امکانات کو وسیع تر کرنے میں معاون ثابت ہوئیں۔ ان ویب سائٹس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

.1www.naatresearchcenter.com

.2www,naatrang.net

.3www. sabihremani.com

.4www.visaalyaar.com

درج بالا ویب سائٹس کے ذریعے صبیحؔ رحمانی کا نعتیہ کلام، ان کی نعتیہ ادب کے فروغ سے متعلق خدمات، ریسرچ سنٹر اور مجلّہ "نعت رنگ" کی تمام تنقیدی و تحقیقی کاوشوں کی تفصیلات موجود ہیں۔ علاوہ ازیں نعت سے متعلق کئی دوسری سرگرمیاں اور نعت نگاری کے حوالے سے کئی مشاہیر ادب، محققین اور ناقدین کی خدمات بھی شامل ہیں، جن سے ہزاروں عاشقانِ رسول ﷺ اور محبان نعت فیض یاب ہو رہے ہیں۔ بقول صبیح رحمانی:

"الحمد للہ ان ویب سائٹس پر لاکھوں محبان نعت مدحِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف علمی و ادبی پہلوؤں سے نہ صرف آشنا ہو رہے ہیں بلکہ

تحقیقی اُمور میں بھی اُن سے مدد حاصل کر رہے ہیں۔"

"اقلیم نعت" اور "نعت ریسرچ سنٹر" نے آغاز سے لے کر تا حال بہت سی تصانیف شائع کی ہیں، جن میں نعتیہ شعری مجموعے، اشاریہ سازی، فہرست سازی، مرتبہ تصانیف، تحقیقی و تنقیدی مطبوعات، نعتیہ کلیات، تراجم کی کتابیں، مکاتیب کے مجموعے، تحقیقی مقالہ جات، تنقیدی مضامین، سیرت کی کتب، احادیث کی کتب اور شعری انتخاب کے علاوہ وہ کتب بھی شامل ہیں جو حوالہ بن سکتی ہیں۔ ان مطبوعہ کتب کی تعداد تقریباً سو (100) سے زیادہ ہے۔ صرف 2002ء سے تا حال نعت ریسرچ سنٹر سے شائع شدہ مطبوعات ہی کی تعداد باسٹھ (62) ہے۔ ابھی کئی تصانیف زیر اشاعت بھی ہیں جو بہت جلد منصۂ شہود پر آئیں گی۔ ان تمام مطبوعات کی فہرست کچھ اس طرح ہے:

☆ نعتیہ شاعری (کلیات/ شعری مجموعے / شعری انتخاب)

1۔ بہشتِ تضامین	حافظ عبد الغفار حافظ 2010ء
2۔ شہِ لولاک	امان خان دل 2002ء
3۔ شہپرِ توفیق	ڈاکٹر عزیز احسن 2009ء
4۔ قوسین	آفتاب کریمی 2005ء
5۔ نزول	شفیق الدین شارق 1999ء
6۔ آنکھ بنی کشکول	آفتاب کریمی جولائی 1997ء
7۔ آپؐ	حنیف اسعدی 1996ء
8۔ کرم و نجات کا سلسلہ	ڈاکٹر عزیز احسن 2005ء
9۔ نعت اور سلام	وحیدہ نسیم 2007ء
10۔ ممدوحِ خلائق	آفتاب کریمی 2008ء

11۔ اُمیدِ طیبہ رسی	ڈاکٹر عزیز احسن 2012ء
12۔ زبورِ حرم (کلیاتِ نعت)	اقبال عظیم 2010ء

☆ تنقید (حمدیہ اور نعتیہ)

1۔ اُردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر	ڈاکٹر عاصی کرنالی 2001ء
2۔ اُردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	رشید وارثی اپریل 2010ء
3۔ نعت میں کیسے کہوں	پروفیسر محمد اقبال جاوید 2009ء
4۔ غالب اور ثنائے خواجہ	صبیحؔ رحمانی 2009ء
5۔ نعت کی تخلیقی سچائیاں	ڈاکٹر عزیز احسن مارچ 2003ء
6۔ ہنر نازک ہے	ڈاکٹر عزیز احسن 2007ء
7۔ اُردو نعت اور جدید اسالیب	ڈاکٹرعزیز احسن 1998ء
8۔ نعت نگر کا باسی	صبیحؔ رحمانی 2008ء
9۔ نعت اور تنقیدِ نعت	ڈاکٹرسید محمد ابوالخیر کشفی اکتوبر 2001ء/مارچ 2009ء
10۔ فنِ اداریہ نویسی اور "نعت رنگ"	ڈاکٹر افضال احمد انور مارچ 2010ء
11۔ اُردو نعت کا ہیئتی مطالعہ	ڈاکٹر افضال احمد انور 2009ء
12۔ نعتیہ ادب کے تنقیدی نقوش	ڈاکٹر محمد اکرم رضا مئی 2012ء
13۔ نعت شناسی	ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشفی 2011ء
14۔ پاکستان میں اُردو نعت کا ادبی سفر	ڈاکٹر عزیز احسن جولائی 2014ء
15۔ نعتیہ ادب کے تنقیدی زاویے	ڈاکٹر عزیز احسن مارچ2015ء
16۔ وفیاتِ نعت گویانِ پاکستان	ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ اگست 2015ء
17۔ اُصولِ نعت گوئی	حلیم حاذق 2009ء/2016ء

18۔ نعت اور جدید تنقیدی رجحانات کاشف عرفان 2016ء
19۔ زمزمہ سلام سیما منیر 2016ء
20۔ نعتیہ شاعری کے فروغ میں "نعت رنگ" کی خدمات حلیمہ سعدیہ منگلوری 2018ء
21۔ اردو شاعری میں نعت (ابتدا سے عہدِ محسن تک) ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد فتح پوری 1992ء/2018ء
22۔ اردو شاعری میں نعت (حالیؔ سے حال تک) ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزادفتح پوری 1992ء/2019ء
23۔ حمد و نعت کے معنیاتی زاویے ڈاکٹر عزیز احسن مئی 2018ء
24۔ نعتیہ شاعری کے شرعی تقاضے ڈاکٹر عزیز احسن جون 2019ء

☆ تحقیق / تحقیقی مقالہ

1۔اُردو نعتیہ ادب کے انتقادی سرمائے کا تحقیقی مطالعہ ڈاکٹر عزیزاحسن مارچ 2013ء
2۔ ہماری ملی شاعری میں نعتیہ عناصر ڈاکٹر محمد طاہر قریشی 2019ء

☆ مضامین (حمدیہ اور نعتیہ)

1۔ نعت رنگ اہلِ علم کی نظر میں ڈاکٹر شبیر احمد قادری 2009ء
2۔ تحمید وتحسین پروفیسر محمد اقبال جاوید 2018ء
3۔ تحسینِ رسالت ﷺ پروفیسر محمد اقبال جاوید 2019ء

☆ اقبالیات

1۔ مثنوی رموزِ بیخودی کا فنی و فکری جائزہ ڈاکٹر عزیز احسن مارچ 2011ء

☆ تذکرہ (نعت گو شعرا کا تذکرہ)

1۔ کراچی کا دبستانِ نعت　　　منظر عارفی 2016ء

☆ مکاتیب

1۔ نعت نامے بنام صبیحؔ رحمانی　　　ڈاکٹر محمد سہیل شفیق 2014ء

☆ سیرت

1۔ تعلق بالرسولؐ کے تقاضے اور ہم　　　ڈاکٹر عزیز احسن دسمبر 2015ء/ستمبر 2018ء

☆ مرتّبہ تصانیف

1۔ ایوانِ نعت　　　صبیحؔ رحمانی 1993ء

2۔ حریمِ نعت　　　رئیس احمد 1995ء

3۔ ڈاکٹر عزیز احسن اور مطالعاتِ حمد و نعت　　　صبیحؔ رحمانی اکتوبر 2015ء

4۔ مدحت نامہ　　　صبیحؔ رحمانی 2017ء

5۔ کلامِ رضا، فکری و فنی زاویے　　　صبیحؔ رحمانی 2017ء

6۔ یہ روح مدینے والی ہے　　　رئیس احمد 2017ء

7۔ پاکستانی زبانوں میں نعت　　　صبیحؔ رحمانی 2017ء

8۔ کلیاتِ عزیزاحسن　　　صبیحؔ رحمانی مئی 2005ء/نومبر 2017ء

9۔ اُردو نعت میں تجلیاتِ سیرت　　　صبیحؔ رحمانی اپریل2015ء

☆ تراجم

1۔ جادۂ رحمت (نعتیہ مجموعہ: صبیحؔ رحمانی)　　　جسٹس منیر مغل 2009ء

2۔ سرکار کے قدموں میں (کلامِ صبیحؔ رحمانی)　　　سارہ کاظمی 2009ء /2012ء

☆ متفرق تصانیف

1۔ خیر البشر (میلاد نامہ) نور بانو محجوب 2008ء
2۔ فہرستِ کتب خانہ نعت ریسرچ سنٹر کراچی محمد طاہر قریشی 2009ء
3۔ اشاریہ "نعت رنگ" (بیس شمارے) ڈاکٹر سہیل شفیق 2009ء
4۔ مرقعِ چہل حدیث (مجموعۂ احادیث) پروفیسر محمد اقبال جاوید 2012ء
5۔ دل جس سے زندہ ہے (ظفر علی خان کی نعتیہ تب وتاب) ڈاکٹر محمد اقبال جاوید اپریل 2015ء
6۔ نعت رنگ کے پچیس شمارے (ایک اجمالی تعارف) ڈاکٹر شہزادؔ احمد 2015ء
7۔ مناقب امام حسین اور شعرا کراچی (منقبت) منظر عارفی اپریل 2017ء
8۔ مناقب خلفائے راشدین اور شعرائے کراچی (منقبت) منظر عارفی مئی 2019ء
9۔ "نعت رنگ" اہلِ علم کی نظر میں ڈاکٹر شبیر احمد قادری 2009ء

"نعت ریسرچ سنٹر" سے سب سے زیادہ کتابیں شائع کرانے کا اعزاز "ڈاکٹر عزیز احسن" کو حاصل ہے۔ ان کی مطبوعہ کتب کی تعداد چودہ (14) ہے۔ اس کے ساتھ ہی صبیحؔ رحمانی کی بھی کئی نعتیہ تنقیدی و تحقیقی تصانیف منصۂ شہود پر آ چکی ہیں جن میں زیادہ تر مرتبہ تالیفات شامل ہیں۔

"نعت ریسرچ سنٹر" نے اپنے اٹھارہ (18) سالہ سفر میں ترقی کے بہت سے مدارج طے کیے۔ صبیحؔ رحمانی اور ادارے کے باقی ممبران کی کوشش اور کاوش نے اسے فعال اور موثر تنظیموں کی صف میں اوّل نمبر پر لا کھڑا کیاہے۔

باب ہشتم:

صبیحؔ رحمانی کی ادارتی خدمات

(الف) نعتیہ رسائل و جرائد: تشکیل، ترتیب اور ادارت

1۔ لیلۃ النعت

2۔ سہ ماہی ایقان انٹرنیشنل

3۔ سفیر نعت

4۔ نعت رنگ

(ب) دیگر نعتیہ رسائل و کتابی سلسلے

عصرِ حاضر میں ترویجِ نعت اور فروغِ نعت کے حوالے سے مختلف جہتوں پر کام ہو رہا ہے۔ کوئی نعت کے تخلیقی پہلوؤں کو سنوارنے میں منہمک ہے تو کوئی تحقیقی کاوشوں سے نعت کے فراموش شدہ نقوش کی بازیافت میں لگا ہوا ہے، کوئی نعت کو تنقیدی کسوٹیوں پر اس کا معیار متعین کرنے اور پھر سمت نمائی کی کوشش کر رہا ہے۔ فروغِ نعت کی ایک جہت نعتیہ صحافت بھی ہے۔ اردو میں فروغِ نعت کے حوالے سے کئی رسائل و جرائد شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں "نعت" (لاہور)، "کاروانِ نعت" اور "سفیر نعت" وغیرہ اہمیت کے حامل ہیں لیکن ان میں سب سے اہم "نعت رنگ" ہے جس نے بلا شبہ نعت کی ترویج و اشاعت اور ارتقا میں اہم ہی نہیں بنیادی نوعیت کا کردار ادا کیا ہے۔

عصرِ حاضر میں فروغ نعت کے لیے کئی جہتوں میں قابل ذکر کام ہو رہا ہے۔ اردو

کے نعتیہ ادب میں "نعتیہ صحافت" کی مقبولیت و شہرت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ نعتیہ صحافت میں بہت سے رسائل و جرائد نعت نگاری کے لیے وقف ہیں اور تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کو نعت گوئی کے ہر میدان میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ انہوں نے اداریہ نویسی میں نعت کے تنقیدی اور تحقیقی دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھ کر نعتیہ فن کے حوالے سے مختلف کتابی سلسلوں کو کامیابی کی منزل تک پہنچایا ہے۔ یہ سفر انہوں نے پہلے اکیلے ہی شروع کیا تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کا حلقہ احباب بڑھتا گیا۔ بقول مجروح سلطان پوری:

؎ میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

بقول محمد قمر خان رحمانی:

"عزیزم صبیح رحمانی کی فکری اور ذہنی کاوشیں رفتار کے اعتبار سے براق کی مانند اپنی منزل کی طرف انتہائی اہتمام سے رواں دواں ہیں۔"

صبیحؔ رحمانی نعت خوانی، نعت گوئی اور نعت شناسی کے ساتھ ساتھ اداریہ نویسی کے حوالے سے بھی معروف ہیں۔ انہوں نے اپنی تنظیمی مصروفیات کے ساتھ ادارتی خدمات بھی سر انجام دیں۔ انہوں نے نعت ریسرچ سنٹر میں اپنی سرکردگی میں بہت سی کتابیں شائع کروائی ہیں جن میں نعتیہ مجموعے، نعتیہ تنقید و تحقیق اور مختلف رسائل و جرائد شامل ہیں۔ صبیحؔ رحمانی مختلف ادوار میں درج ذیل اداروں سے منسلک رہے:

☆ مدیر مجلہ لیلۃ النعت، کراچی 1987ء–1994ء
☆ مدیر سہ ماہی ایقان انٹرنیشنل، کراچی 1992ء–1993ء

☆ مدیر/نگران کتابی سلسلہ نعت رنگ، کراچی 1995ء–2020ء
☆ نگران کتابی سلسلہ سفیر نعت، کراچی 2001ء–2003ء

صبیحؔ رحمانی کی زیر ادارت شائع ہونے والے جریدوں میں ان کی تفہیم نعت، ترویجِ نعت، نعت شناسی، نعتیہ تنقید و تحقیق، نعت کے مطالب و مباحث، نعتیہ مسائل اور ان کا حل، نعت کے فن و فکر، نعت کی علمی و موضوعاتی جہتوں سے متعلقہ خدمات سامنے آتی ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے نہ صرف نعت گوئی اور نعت خوانی کی ہے بلکہ ترویجِ نعت کو باقاعدہ ایک تحریک کی صورت عطا کی ہے۔ انھوں نے اپنی زیر ادارت مختلف رسائل و جرائد میں پہلی دفعہ نعتیہ تنقید و تحقیق اور تخلیقی دانش کو سامنے لاتے ہوئے دنیا کے سارے نعت گو شعرا، ناقدین و محققین اور علما کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کا سہرا اپنے سر لیا ہے۔

صبیحؔ رحمانی کا ذہن بہت کشادہ ہے۔ انھوں نے نعت کی دنیا میں اپنی فکر، سوچ، خوش الحانی، محبت و عقیدت اور سوز و گداز سے جو چراغ روشن کیے ہیں، ان کی روشنی سے ذہن و دل منور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بقول صبیحؔ رحمانی:

ؔ طاقِ مدحت میں جل رہے ہیں صبیحؔ
گل نہ ہوں گے مری نوا کے چراغ

(صبیحؔ رحمانی)

صبیحؔ رحمانی نے نعت نگاری اور نعت خوانی کے ساتھ ساتھ نعت شناسی، ترویج نعت کے لیے مختلف ادوار میں کئی اداریوں میں اپنی خدمات سر انجام دی ہیں، ان کی زیر نگرانی جو نعتیہ رسائل و جرائد اور کتابی سلسلے شروع ہوئے وہ نعت نگاری کو بامِ عروج

تک پہنچانے میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ نعتیہ مجلّے اور جرائد صرف نعتیہ فن و ادب کے لیے وقف ہیں، ان میں سے کچھ نعتیہ رسائل مخصوص وقت تک ہی شائع ہوئے جب کہ مجلّہ "نعت رنگ" واحد نعتیہ جریدہ ہے جو اپنے آغاز (1995ء) سے آج تک بغیر کسی تعطل کے شائع ہو رہا ہے۔ مختلف ادوار میں صبیحؔ رحمانی کی زیر نگرانی و ادارت جو نعتیہ مجلّے و جرائد شائع ہوئے ان کا بھی مختصراً تحقیقی و تنقیدی تعارف یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

1۔ لیلۃ النعت:

گل بہار نعت کونسل پاکستان، کراچی سے سالانہ مجلّہ "لیلۃ النعت" کا آغاز 1987ء میں ہوا۔ اس ادارہ کے مقاصد میں نعت نگاری کے فن کی ترویج و اشاعت اور محافلِ ذکرِ رسالتؐ کے انعقاد کے ساتھ ہی مجلّہ "لیلۃ النعت" کی اشاعت بھی شامل ہے۔ اس کے پہلے تین شمارے صبیحؔ رحمانی کی نگرانی میں شائع ہوئے ہیں۔ گل بہار نعت کونسل سے شائع ہونے والے سالانہ مجلّے کو ملکی و بین الاقوامی دونوں سطحوں پر خوب توجہ و پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس مجلّے میں نعت رسول کریم ﷺ کے علاوہ نعتیہ تنقیدی و تحقیقی مضامین و مقالات، نعتیہ ادب کی تاریخ، مذہبی و دینی امور و مسائل اور تاریخی واقعات و معاملات کے علاوہ مختلف دانشوروں اور اہلِ علم و نعتیہ شعرا کی آرا، تبصرے اور تاثرات کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ ان مجلوں میں مختلف اہم نعتیہ شعرا کے کلام پر بھی فکری و فنی مقالات شامل ہیں جن میں ان کے کلام کو سراہتے ہوئے نعتیہ ادب میں ان کے مقام و مرتبے کا تعین کیا گیا ہے۔ مجلّہ "لیلۃ النعت" کے صرف تین شمارے ہی صبیحؔ رحمانی کی زیر نگرانی شائع ہوئے، اس کے بعد وہ اس سے علیحٰدہ ہو گئے

تھے۔

اس کے پہلے مجلّے کا اداریہ صبیحؔ رحمانی نے خود "نگاہِ اوّلین" کے نام سے لکھا، جس میں مجلّہ "لیلۃ النعت" کے آغاز کے مقاصد اور نعتیہ ادب کے اشاعتی تسلسل کی وقعت پر بحث کرتے ہوئے اوّل شمارہ میں شامل مضامین، مقالات تبصروں اور نعتیہ کلام کی مثالوں کا حوالہ پیش کیا اور مذکورہ مجلّے کو نعتیہ ادب کے فروغ کے لیے سنگِ میل قرار دیا۔ اس حوالے سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں جس میں صبیحؔ رحمانی نے گل بہار کونسل کے تحت منعقد ہونے والی نعتیہ محافل و مجلّہ کے تخلیقی سفر و ادبی سطح پر پذیرائی کا حوالہ درج کیا ہے:

"اراکین گل بہار نعت کونسل کا سرمایۂ حیات و افتخار ہے کہ حضورؐ کا ذکر بلند کر کے آخرت میں سرخروئی حاصل کی جائے۔ بس اسی جذبۂ صادق کے ساتھ محافلِ ذکر رسالتؐ منعقد کرانا اور اس کے فروغ کے لیے کوششیں کرنا کونسل کے مقاصد میں شامل ہیں۔ زیر نظر مجلّہ "لیلۃ النعت" بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جس میں نعتِ رسولؐ کے علاوہ کچھ اور بھی دینی و تاریخی معاملات کو جگہ دی گئی ہے تا کہ قارئین کی آگہی میں اضافہ ہو۔"

مجلّہ "لیلۃ النعت" کے اوّلین مجموعے میں نعت کے نقطہ آغاز، تحریری سرگرمیوں کا آغاز، تنقیدی مضامین اور نعتیہ کلام شامل ہے۔ اس شمارے میں اقبال قادری کا "نماز" کے مسائل پر جامع مضمون بھی شامل ہے جس میں انہوں نے دین کے اہم رکن نماز کے مسائل اور ان کے حل کا تذکرہ نہایت پُر مغز و با معنی انداز میں کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جدید نعت پر فکر انگیز مضامین پیش کر کے تنقیدی امکانات کو وسعت عطا کی گئی۔

مجلّہ ''لیلتہ النعت'' کا دوسرا شمارہ 1988 میں شائع ہوا۔ مذکورہ مجلّے میں بھی نعتیہ مضامین و مقالات اور شمارہ اوّل کے حوالے سے موصول شدہ آرا و تبصرے اور خطوط شاملِ اشاعت ہیں۔

اس مجلہ کا تیسرا شمارہ 1994ء میں صبیحؔ رحمانی کی زیر نگرانی شائع ہوا۔ اس شمارے کا اداریہ ''ابتدائیہ'' کے نام سے صبیحؔ رحمانی نے تحریر کیا ہے۔جس میں مذکورہ مجلّے کے اشاعتی سلسلے کی پذیرائی اور مقبولیت کے تذکرہ کے ساتھ ہی اس مجلّے کی افادیت اور حسنِ معراج پر روشنی ڈالی ہے۔

> ''گل بہار نعت کونسل پاکستان کے اس سالانہ مجلّے کو ملک اور بیرونِ ملک حلقہ نعت میں جو توجہ اور پذیرائی حاصل ہو رہی ہے اس سے ہمارے حوصلے بلند ہوئے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ یہی کوشش کی ہے کہ فروغِ ذکر رسالت مآب ﷺ میں ہماری یہ حقیر خدمت قبولیت حاصل کر لے اور ہمارے لیے باعثِ خیر و برکت اور موجبِ رحمت و شفاعت ٹھہرے۔''

اسی کے ساتھ صبیحؔ رحمانی نے ''نئے دکھ'' کے عنوان سے اس دنیا سے رخصت ہونے والے شعرا و اہلِ علم کا ذکر کرتے ہوئے ان کے ادب و فن کی داد دی اور نعتیہ ادب میں ان کی نگارشات کو اہم اضافہ قرار دیا ہے۔ ان اہم ادیبوں میں شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی علیہ الرحمتہ، ممتاز عالم دین مفتی شجاعت علی قادری، مفتی عبد الطیف ٹھٹھوی، سکندر لکھنوی وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

مجلّہ ''لیلتہ النعت'' کے تینوں شمارے نہایت معلوماتی اور اہمیت کے حامل ہیں جو نعتیہ ادب کے متلاشیوں کے لیے تحقیق و تنقید کے نئے در کھول رہے ہیں۔

2۔ ایقان:

سہ ماہی جریدہ "ایقان انٹرنیشنل" کا آغاز 1992ء میں کراچی سے ہوا۔ صبیحؔ رحمانی نے شروع میں اس جریدے کے لیے بطور "مدیر" خدمات سر انجام دیں۔ ان کی زیر نگرانی پہلا شمارہ 1993ء میں انگریزی اور اُردو زبان میں شائع ہوا جس میں مختلف ادیبوں اور علما کے نعتیہ فن و ادب اور مذہبی مضامین کے علاوہ نعتیہ کلام شامل ہے۔ یہ جرنل شمارہ تھا اور سہ ماہی کتابی سلسلہ کے طور پر اس کا آغاز ہوا لیکن اس مجلّہ کا صرف ایک ہی شمارہ اشاعت پذیر ہوا، اس کے بعد مالی مسائل کی وجہ سے جلد ہی بند ہو گیا اور یوں نعتیہ فن و ادب کے حوالے سے "ایقان" کی سرگرمیاں جاری نہ رہ سکیں۔

3۔ سفیر نعت:

"سفیر نعت" کے کتابی سلسلہ کا آغاز تقریباً 2001ء کے قریب عمل میں آیا۔ صبیحؔ رحمانی کا شمار اس کے سر پرستوں میں ہوتا ہے۔ ان کی زیر نگرانی اس میں نعتیہ فن و ادب سے متعلقہ مضامین، مقالات، مختلف آرا و تبصرے، نعت کے فنی و فکری محاسن و لوازمات اور مختلف شعرا کا نعتیہ کلام وغیرہ شامل کیا گیا۔ اس ادارہ کے روح رواں صبیحؔ رحمانی اور نگران مدیر و مرتب آفتاب کریمی ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کی سر پرستی میں اس ادارے سے حمدیہ و نعتیہ ادب کے فروغ اور اشاعت کے لیے کتابی سلسلہ "سفیر نعت" کے چار (4) کتابی سلسلے شائع ہوئے۔ بعد ازاں صبیحؔ رحمانی اس ادارے سے الگ ہو گئے۔

آفتاب کریمی کی زیر ادارت "سفیر نعت" کا پہلا شمارہ "صبیحؔ رحمانی نمبر" کے طور پر شائع ہوا۔ اس شمارے پر سن اشاعت درج نہیں ہے لیکن مختلف ذرائع کے مطابق یہ

شمارہ جون 2001 میں منصۂ شہود پر آیا جس میں خصوصی طور پر صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی، نعت خوانی اور نعت شناسی کے حوالے سے مختلف مضامین و تبصرے، آرا اور تحقیقی و تنقیدی مقالے شامل ہیں۔ ان مقالات و مضامین میں مختلف ناقدین نے صبیحؔ رحمانی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے نعتیہ ادب میں ان کا مقام و مرتبہ متعین کیا ہے۔ ایک سو اٹھائیس (128) صفحات پر مشتمل اس شمارے کے مرتب آفتاب کریمی کے ساتھ معاونین میں محمد مقصود حسین اویسی، انور حسین صدیقی اور مقصود کریمی شامل ہیں۔

آفتاب کریمی نے اس رسالے کو تین حصوں میں منقسم کیا ہے۔ حصہ اوّل مضامین پر مشتمل ہے جس میں صفحہ کل اٹھارہ (18) مضامین شاملِ اشاعت ہیں۔ حصہ دوم تاثرات پر مشتمل ہے جس میں صبیحؔ رحمانی کے فن و فکر کے بارے میں بارہ (12) ادیبوں، شاعروں اور ناقدین کے خیالات کو پیش کیا گیا ہے۔ حصہ سوم "انتظاریہ" میں "نعت کا ہمہ جہت خادم" کے عنوان سے پروفیسر افضال احمد انور کا مضمون شامل ہے۔ جس میں صبیحؔ رحمانی کا مختصر تعارف اور ان کے فن و فکر، تصانیف اور ان کی ہمہ جہت نعتیہ خدمات کا تذکرہ ہے۔

"سفیرِ نعت" کی دوسری اشاعت نومبر 2001ء میں عمل میں آئی۔ اس کتاب کے مرتب بھی آفتاب کریمی ہیں، جبکہ ان کے معاونین میں صاحبزادہ محمد سلیم فاروقی، محمد مقصود حسین اویسی، انور حسین صدیقی اور مقصود کریمی شامل ہیں۔ اس کتاب میں نعت کے موضوع پر مختلف ادبا و ناقدین اور محققین کے قابلِ قدر مضامین، آرا و تاثرات اور "ثنائے خواجہ" شامل ہیں جن میں آفتاب کریمی، ظہیر غازی پوری، ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی، ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، عزیز احسن، راجا رشید محمود، شبیر احمد قادری،

ڈاکٹر عاصی کرنالی، فدا خالدی، محبوب گوالیاری، رضی اختر شوق، رشید وارثی، عقیل عباس جعفری، ضیا الحسن ضیا اور اسلم حنیف شامل ہیں جنھوں نے نعتیہ فن و ادب کی مختلف جہتوں پر مضامین لکھے ہیں۔

"سفیر نعت" کی تیسری کتاب صبیحؔ رحمانی کی سر پرستی میں جنوری 2003ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں بھی مشہور ادبا و محققین اور ناقدین کے نعتیہ ادب کے حوالے سے مضامین، تبصرے اور مختلف آرا شامل ہیں، جن میں نعت نگاری کے جملہ لوازمات و محاسن کو بیان کیا گیا ہے اور نعتیہ ادب کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

"سفیر نعت" چوتھی کتاب "محسن کاکوروی نمبر" ستمبر 2003ء میں صبیحؔ رحمانی کی سر پرستی میں شائع ہوا۔ "سفیر نعت" کے ممبران نے محسن کاکوروی کے نعتیہ فن و ادب پر مشتمل تحقیقی و تنقیدی مضامین کو اکٹھا کر کے اس اہم دستاویز کو "محسن کاکوروی نمبر" کے نام سے شائع کیا۔ اس مجلّے میں محسن کاکوروی کے فنِ نعت نگاری کی مختلف جہتوں پر خامہ فرسائی کی گئی۔ ڈاکٹر شہزاد احمد اس کتابی سلسلہ کے حوالے سے "اُردو میں نعتیہ صحافت" میں لکھتے ہیں:

"محسن کاکوروی صرف نام کے محسن نہیں بلکہ اُردو نعتیہ ادب کے بھی محسن ہیں۔ اُردو نعت گوئی کا جب بھی تذکرہ لکھا جاتا ہے تو لکھنے والا محسن کی محسنی کا ذکر والہانہ انداز میں ضرور کرتا ہے۔ یہ تمام تذکرے محسن کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتے۔ اُردو نعت کا اہم ستون محسن کاکوروی کی ذات ہے۔ "سفیر نعت" کی محسن نوازی درحقیقت شعبۂ نعت کی اہم خدمت ہے

جسے ہمیشہ سراہا جائے گا۔"

"سفیر نعت" کے "محسن کاکوروی نمبر" میں محسن کاکوروی کے نعتیہ فن پر مختلف مضامین، تاثرات و آرا شامل ہیں۔ یہ مضامین مختلف ادبا، ناقدین اور محققین نے لکھے جن میں ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی، محمد حسن عسکری، ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق، صلاح الدین احمد، عبد اللہ عباس ندوی، کالی داس گپتا رضا، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر سید سخی احمد ہاشمی، ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی، ڈاکٹر سید محمد عقیل، معین الدین حسن کاکوروی، حکیم عبد القوی دریا آبادی، ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی، ڈاکٹر ریاض مجید، پروفیسر خالد بزمی، راجا رشید محمود، اقبال صدیقی، اخلاق حسین عارف اور سردار اختر بانو کے نام شامل ہیں۔ جنہوں نے محسن کاکوروی کے نعتیہ فن کو سراہتے ہوئے داد و تحسین سے نوازا۔

"سفیر نعت" کراچی کا پانچواں شمارہ دسمبر 2005ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس شمارے میں نعتیہ فن کے حوالے سے مختلف مضامین و مقالات اور نعتیہ ادب پر مختلف تاثرات و آرا شامل ہیں۔ یہ شمارہ "سفیر نعت" کا آخری شمارہ تھا جس کے بعد اس ادارے سے مزید اشاعت کا سلسلہ رُک گیا تاہم اس ادارے سے شائع ہونے والے پانچوں کتابی سلسلے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

4۔ نعت رنگ:

نعت کی تفہیم، ترویج، اشاعت اور تنقیدی و تحقیقی حوالے سے ایک جامع اور ہمہ جہت مجلّہ "نعت رنگ" کے نام سے 1995ء میں شروع کیا گیا جس کی اشاعت تواتر سے جاری ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی زیر ادارت شائع ہونے والے مجلّہ "نعت رنگ" کے اس پچیس (25) سالہ اشاعتی سفر میں اب تک تیس (30) شمارے سامنے آ چکے ہیں۔

"نعت رنگ" میں تخلیقِ نعت کے ساتھ تحقیق و تنقیدِ نعت، مباحث، مضامین، خطوط، تاثرات و تبصرے، آراء اور نعت شناسی کی کئی اہم جہتیں شامل ہیں۔ "نعت رنگ" کے علمی و ادبی میلانات اور فکری و فنی رجحانات کے تحت اس کتابی سلسلے کی بنیاد و اساس نعتیہ ادب کے فروغ پر رکھی گئی ہے۔

"نعت رنگ" میں نعت کے فن، نعت کی علمی و موضوعاتی جہتیں غرض ہر وہ حوالہ سامنے آتا ہے جو تفہیم اور فروغِ نعت کے لیے ناگزیر ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی یہ ادبی خدمات صرف ایک گروہ، مکتبہ فکر اور ایک قبیلے کے لوگوں تک محدود نہیں بلکہ اس جریدے میں ہر خاص و عام کی آواز شامل ہے۔ "نعت رنگ" وہ واحد ادبی رسالہ ہے جس سے مشاہیرانِ نعت کثیر تعداد میں منسلک ہیں اور اس مجلّے کی ہر اشاعت میں نئے اور معروف لکھنے والوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے نعت کے ادبی فروغ کے لیے دن رات مسلسل محنت اور لگن کے ساتھ جس تحریک کا آغاز "نعت رنگ" کے ذریعے کیا ہے اس کا دائرہ پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ اسی طرح سے انوار احمد کے نزدیک:

""""نعت رنگ" کے اداریوں کے ذریعے صبیحؔ رحمانی نے اداریہ نویسی کو نئی منزل کا پتہ دیا ہے۔"

ڈاکٹر شہزاد احمد اس حوالے سے کہتے ہیں:

"نعت رنگ' صرف ایک کتابی سلسلہ نہیں، بلکہ یہ نعت کے ادبی فروغ کی ایک عظیم تحریک ہے۔"

صبیحؔ رحمانی نے نعتیہ ادب میں "نعت رنگ" کے ذریعے انقلاب برپا کر کے نعتیہ

ادب کو ایک بلند درجہ عطا کیا ہے۔ روزنامہ "جنگ" کے اکتوبر 2017ء کے سنڈے میگزین میں شامل اپنے ایک انٹریو میں وہ اس ادبی مجلّے کے حوالے سے کہتے ہیں:

"نعت رنگ' کا یہ مجلّہ ایک کامیاب رسالہ ہے۔ یہ ایک علمی و ادبی رسالہ ہے۔ اس رسالے کے ذریعے نعتیہ ادب کو ادبی دنیا میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ادب کے فروغ میں اس کا بنیادی کردار ہے۔ اس لیے نہیں کہ یہ رسالہ میں نے نکالا ہے بلکہ اس کے ذریعے نعت گوئی کے اصل تقاضوں اور رجحانات میں اہم پیش رفت ہوئی۔"

مجلّہ "نعت رنگ" کو تحقیقِ نعت، تنقیدِ نعت اور نعتیہ فکر و فن، نعتیہ ادب کی خدمات کے اعتراف میں وزارتِ مذہبی اُمور حکومت پاکستان کی جانب سے دو مرتبہ صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔ یہ ایوارڈ پہلی مرتبہ 2004ء میں ملا جب کہ دوسرا ایوارڈ 2013ء میں سیرت کانفرنس کے موقع پر دیا گیا۔ یہ ایوارڈ پہلی دفعہ کسی نعتیہ مجلّے کو ملا ہے جو اس مجلّے کی عالمگیریت و مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

"نعت رنگ" کے آغاز سے اب تک جتنے بھی شمارے شائع ہوئے ہیں، ان سب کو صبیحؔ رحمانی نے رجحان ساز ادبا، شخصیات اور نعت گو شعرا کے نام معنون کیا ہے جس کا اصل محرک نعت نگاری کے فروغ و اشاعت کے سلسلے میں خدمات سر انجام دینے والوں کو خراجِ تحسین پیش کرنا تھا۔ ان نعت گو شعرا اور رجحان ساز ادیبوں میں اہم نام "سید محمد جمال صاحب، جناب سلیم اختر رحمانی، جناب انور جمال صاحب، مولانا ظفر علی خان، اقبال سہیل، حفیظ جالندھری، اور مولانا ماہر القادری، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر ریاض مجید، ڈاکٹر عاصی کرنالی، مولانا محمد اکبر وارثی، مولانا ضیاء القادری، مولانا اختر

الحامدی، بہزاد لکھنوی، منور بدایونی، راجا رشید محمود، عبد العزیز خالد، فانی مراد آبادی، سید یونس شاہ گیلانی، گوہر ملسیانی، سید محمد قاسم، اور محمد صادق قصوری، ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشفی، ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی، عامر چیمہ اور پروفیسر محمد اکرم رضا وغیرہ کے علاوہ بھی کئی اہم و معروف اہل قلم اور اہل ذوق شامل ہیں۔

صبیحؔ رحمانی نے اس نعتیہ مجلّے کے زیادہ تر انتساب ان عظیم شعرا کی نعت شناسی کے نام کیے ہیں جو "نعت رنگ" کے حوالے سے بہت گراں قدر معلوم ہوتے ہیں۔ ان عظیم شخصیات نے نعت کے حوالے سے بہت سی ادبی خدمات سر انجام دی ہیں۔ اسی طرح سے اس مجلّے کا انتساب محبت رسول ﷺ کو عام کرنے والوں اور ان عظیم شخصیات کے نام بھی کیا ہے جنہوں نے بارگاہِ رسالت میں اپنی جان کے نذرانے پیش کیے ہیں۔

"نعت رنگ" میں فکر و فن نعت کے خد و خال کو اجاگر کیا گیا ہے، جس کا واحد مقصد نعتیہ ادب کا فروغ و ترویج ہے۔ اس حوالے سے رئیس احمد اپنی مرتّبہ کتاب "یہ روح مدینے والی ہے" میں لکھتے ہیں:

> "نعت رنگ اردو دنیا کا لائق تحسین قابلِ توجہ اور واحد موضوعی رسالہ ہے۔ نعت رنگ کا موضوع نعت اور نعتیہ ادب کا فروغ ہے۔"

اس نعتیہ مجلّے میں تنقیدی اور تحقیقی دونوں حوالوں سے کام ہوا ہے۔ تنقیدی سطح پر بھی اور تحقیقی سطح پر بھی دو مضامین اس شمارے میں شائع ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر شہزاد احمد "نعت رنگ کے پچیس شمارے: ایک اجمالی جائزہ" میں "نعت رنگ" کے موضوعات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"نعت رنگ' اردو دنیا کا وہ قابلِ ذکر اور واحد موضوعی رسالہ ہے جس نے
کم عرصے میں بہت زیادہ نعتیہ ادب کو مثالی تحقیقی و تنقیدی مواد عطا کیا۔
نعت رنگ کا معیارِ تحقیق اور مزاجِ تنقید سب سے منفرد ہے۔"

ڈاکٹر ابرار عبد السلام نے اپنے مضمون "نعت رنگ کے تنقیدی زاویے" میں صبیحؔ رحمانی کی نعت شناسی اور بہ حیثیت مدیر "نعت رنگ" خدمات کے علاوہ نعت نگاری، مجلّہ "نعت رنگ" کے موضوعات، خطوط اور دیگر مسائل و معاملات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

مجلّہ "نعت رنگ" میں نعت نگاری کے مختلف موضوعات، نعت کا تعارف، تقاضے اور روایت، تخلیقِ نعت کی خصوصیات، نعت گوئی کے شعری و شرعی تقاضے، نعت کے تنقیدی مباحث، تاریخ نعت، تحقیق نعت، مختلف مضامین و مقالات، مختلف ادیبوں کی آرا، تبصرے اور مدیر نعت کے نام لکھے گئے خطوط وغیرہ سب شامل ہیں۔

اس جریدے میں نئی نئی علمی، ادبی اور اسلامی کتابوں، حمدیہ و نعتیہ مجموعوں کا کوائف نامہ اور تبصرے بھی شامل ہیں۔ اس کے ساتھ "نعت رنگ" میں مختلف نعت گو شعرا کی ادبی و شعری خدمات کا احاطہ کرتے ہوئے ان کو خوب داد دی گئی ہے۔ دوسری طرف جدید نعت اور نعتیہ صنف میں مابعد جدیدیت کے تقاضے، عصرِ حاضر کے حالات و واقعات کو بھی اس مجلّے میں موضوعِ بحث بنایا گیاہے۔

پاکستان ہی نہیں پاکستان سے باہر بھی علمی اور ادبی حلقے "نعت رنگ" کو پڑھتے بھی ہیں اور اس پر اپنی آرا کا اظہار بھی کرتے ہیں جس سے نعت رنگ کی اہمیت اور اثر پذیری پر روشنی پڑتی ہے۔ مختلف محققین و ناقدین نے نعت کے مختلف پہلوؤں پر

مقالات و مضامین لکھے جو "نعت رنگ" میں شائع ہوئے ہیں، جن میں تعارف و کوائف، نعتیہ فن سے متعلقہ علمی و موضوعاتی اور ادبی مضامین، مباحثے وغیرہ شامل ہیں۔ اس جریدے میں شامل مواد پر ہر ادیب اپنی کوئی نہ کوئی رائے دے کر اہم نکات پر روشنی ڈالتا ہے جو اس جریدے کی زینت بنتی ہے "نعت رنگ" کے شمارہ 14 دسمبر 2002ء کے اداریے میں صبیحؔ رحمانی رقم طراز ہیں:

> "الحمد للہ! کہ اب نعت رنگ کے لکھنے والوں کا حلقہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ ہمیں اچھے مواد کی تلاش میں کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دستیاب مواد کو فوراً قارئینِ نعت رنگ تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔"

"نعت رنگ" کے شماروں میں صبیحؔ رحمانی نے اپنے عہد کے مختلف نمائندہ شعرا کی شاعرانہ عظمت کو بھی نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ جن میں غالبؔ، فاضل بریلوی، امیرؔ مینائی، محسنؔ کاکوروی، امام احمد رضاؔ، علامہ اقبالؔ، حفیظ تائبؔ، افضل بیگؔ، حنیف اسعدیؔ، نذر صابری اور کئی دوسرے نمائندہ شعرا شامل ہیں۔

صبیحؔ رحمانی نے "نعت رنگ" کے مختلف شماروں میں دنیا سے رحلت کرنے والے نعت شناسوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی نعتیہ خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے اور اپنی تحریروں کے ذریعے ان کے ناموں اور کام کو زندہ رکھا ہے۔ اس حوالے سے "نعت رنگ" کے شمارے گیارہ (11)، پندرہ (15)، بیس (20)، اکیس (21) اور بائیس (22) اہم ہیں جن میں ابو الخیر کشفی، آفتاب کریمیؔ، شاہ انصار الٰہ آبادی، عابد بریلوی، محمد فیروز شاہؔ اور منصور تابش، مسرور کیفیؔ، والی آسیؔ، علی محمد واجد، اور مشتاق

قادری جیسے نعت شناسوں کا ذکر موجود ہے۔ شمارہ اکیس (21) کے آخر میں صبیحؔ رحمانی نے ایک مضمون "نئے دکھ" کے عنوان سے لکھا ہے۔ اس میں اس دنیا سے رخصت ہونے والی اہم شخصیات اور ان کے فن کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے۔ ان ادبا میں نصیر الدین، رشید وارثی، عبد الغفور قمر، ناصر چشتی، زاہد نیازی اور افتخار حسین شامل ہیں۔ اس شمارے کا اختتام صبیحؔ رحمانی نے گلزار بخاری کے اس شعر پر کیا ہے:

؎ جانے والوں کی کمی پوری نہیں ہوتی کبھی
آنے والے آئیں گے پھر بھی خلا رہ جائے گا

ڈاکٹر افضال احمد انور نے اپنی تصنیف "فنِ اداریہ نویسی اور نعت رنگ" میں اس حوالے سے لکھا ہے:

"مدیر "نعت رنگ" کا ایک کمال یہ ہے کہ انہوں نے گوشۂ رفتگاں کو ہمیشہ یاد رکھا اور نہایت تواتر سے اس میں ان شخصیات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے رہے جو دیکھتے ہی دیکھتے ماضی کے ایوانوں کی زینت بن گئیں۔"

مدیر "نعت رنگ" صبیحؔ رحمانی نے اپنے اداریوں میں جا بجا نعت کے ادبی، فکری و فنی پہلوؤں پر غیر جانبدارانہ اور با مقصد بحث و مباحثے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ "نعت رنگ" کو عقیدت و جذبے کی جکڑ بندیوں سے آزاد کرنے میں سب سے اہم کردار مراسلہ و خطوط، تبصروں اور مضامین و مقالات کا ہے جو شروع سے اب تک کے "نعت رنگ" کے شماروں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔

ڈاکٹر ابرار عبد السلام اپنی ترتیب شدہ تصنیف "نعتیہ ادب: مسائل و مباحث" میں اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"نعت رنگ اپنی تحریروں کے ذریعے نعت نگاری اور نعت شناسی کے لیے علمی معیارات کو برتنے اور برقرار رکھنے کے لیے تفسیر قرآن، علم حدیث، کتبِ سیر، تصوف، تاریخ اسلام، صرف و نحو، عروض، ادبیاتِ عالم اور لسانیات کا مطالعہ ناگزیر قرار دیتا ہے۔ گویا بلا واسطہ نعتیہ ادب کے ساتھ ساتھ دوسرے علوم کے فروغ و ترویج کا کام بھی "نعت نگاری" کے توسط سے ہو رہا ہے۔"

"نعت رنگ" کے اس کتابی سلسلے کی کامیابی کے پیچھے صبیحؔ رحمانی کا ہاتھ ہے۔ اس نعتیہ مجلّے سے جہاں تحقیقی و تنقیدی اور شعری مجموعوں کی فہرست میں اضافہ ہوا وہیں کئی دوسرے شہروں و ملکوں میں نعتیہ سرگرمیوں کے حوالے سے بہت سا علمی و ادبی سرمایہ بھی سامنے آیا ہے۔ اس مجلّے پر تنقید و تحقیق کے حوالے سے بہت سا کام ہو چکا ہے اور کچھ ابھی زیر تکمیل ہیں۔ یہ تحقیق جہاں کتابی صورت میں سامنے آئی ہے وہاں مختلف جامعات میں مقالات و مضامین بھی لکھے گئے اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ پروفیسر محمد اکرام رضا "نعت رنگ" کے شمارہ 23 اگست 2012ء میں اپنے مضمون "سید صبیح رحمانی کی نعت شناسی" میں لکھتے ہیں:

"نعت رنگ' نے معتبر قلم کاروں کی توجہ نعت کی طرف مبذول کرانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ یہ نعت رنگ کا ہی کرشمہ ہے کہ کئی اربابِ علم کا نعت کے حوالے سے تحقیقی کام کتابی شکل میں محفوظ ہونے لگا ہے۔"

صبیحؔ رحمانی کی مسلسل جد و جہد و حوصلوں کو ڈاکٹر ریاض مجید نے یوں خراج تحسین پیش کیا:

"صبیحؔ رحمانی کی نعت شناسی کا اندازہ نعت رنگ پر مختلف حوالوں سے لکھی گئی تحقیقی کتب سے لگایا جاتا ہے۔ یہ سب صبیحؔ رحمانی کے شوقِ نذرانہ ہی کی جلوہ گری ہے۔"

نعت رنگ کے علمی و ادبی اثرات

"نعت رنگ" میں شامل مضامین، مقالہ جات، کتب کی فہرست، مختلف محققین و ناقدین اور ادبا و شعرا کی مختلف آرا و تبصرے، اداریہ نویسی، مدیر "نعت رنگ" کے نام موصولہ خطوط اور اس مجلّے کے مقاصد، اس کی غرض و غایت، اس کی علمی و موضوعی جہتوں کو کئی تصانیف میں تحقیقی و تنقیدی اور مرتّبہ و ترتیب شدہ صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ مجلّہ "نعت رنگ" کے حوالے سے شائع ہونے والی یہ کتب درج ذیل ہیں:

☆ نعت اور آدابِ نعت علامہ کوکب نورانی اوکاڑی 2003ء

☆ موضوعاتی اشاریہ السیرہ العالمی اور نعت رنگ مرتب: حافظ محمد اظہر سعید 2003ء

☆ نعت رنگ کا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (شمارہ اوّل تا پندرہ) پروفیسر شفقت رضوی 2004ء

☆ اشاریہ نعت رنگ (شمارہ اوّل تا بیس) ڈاکٹر محمد سہیل شفیق 2014ء

☆ نعت رنگ اہلِ علم کی نظر میں ڈاکٹر شبیر احمد قادری 2009ء

☆ فنِ اداریہ نویسی اور نعت رنگ ڈاکٹر انوار احمد انور 2010ء

☆ نعت نامے (خطوط بنام صبیحؔ رحمانی) ڈاکٹر محمد سہیل شفیق 2014ء

☆ نعت رنگ پچیس شمارے (ایک اجمالی تعارف) ڈاکٹر شہزاد احمد 2015ء

☆ نعتیہ ادب مسائل و مباحث (مدیر 'نعت رنگ' کے نام موصولہ مکاتیب کا موضوعاتی

و تجزیاتی مطالعہ) تہذیب و ترتیب: ڈاکٹر ابرار عبد السلام 2019ء

درج بالا فہرستِ کتب میں پہلی کتب بعنوان "نعت اور آدابِ نعت" میں مجلّہ "نعت رنگ" میں شائع ہونے والے خطوط کے حوالے سے تحقیقی و تنقیدی تجزیہ شامل ہے یہ تصنیف پہلی دفعہ 2003ء میں شائع ہوئی اور دوبارہ ترمیم و اضافے کے بعد 2004ء میں شائع ہوئی۔

"نعت رنگ" پر پاکستان و انڈیا کے کئی جامعات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر کئی مقالہ جات بھی لکھے گئے، کئی مقالہ جات ابھی زیر تکمیل ہیں، جن میں نعتیہ فن و ادب کے فروغ اور اس کی تفہیم و ترویج میں جریدہ "نعت رنگ" اور صبیحؔ رحمانی کی خدمات کو نہایت خوب صورتی سے اجاگر کیا گیا ہے۔ "نعت رنگ" پر مختلف پہلوؤں سے پیش کیے گئے تحقیقی مقالہ جات کی فہرست درج ذیل ہے:

☆ ایم فل مقالہ عنوان: "نعتیہ شاعری کے فروغ میں جریدہ "نعت رنگ" کی خدمات"

مقالہ نگار: حلیمہ بی بی

نگرانِ مقالہ: ڈاکٹر سفیان صفی

ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ، 2011ء-2012ء

☆ ایم فل مقالہ عنوان: "نعت رنگ کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ"

مقالہ نگار: اقصیٰ سلطانہ

نگرانِ مقالہ: ڈاکٹر یار محمد گوندل

سرگودھا یونیورسٹی، پنجاب

☆ ایم فل مقالہ عنوان: "تنقیداتِ نعت کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ........نعت رنگ کے

تناظر میں"

مقالہ نگار: پروفیسر طیبہ نگہت (شعبۂ اُردو)

گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد، 2016ء-2018ء

☆ ایم فل مقالہ عنوان: "اُردو نعتیہ ادب کے فروغ میں رسالہ نعت رنگ کا کردار"

مقالہ نگار: مصباح فردوس نیازی

نگرانِ مقالہ: ڈاکٹر مسرور احمد زئی

ایسٹ یونیورسٹی، حیدر آباد (سندھ)، 2018ء-2019ء

☆ پی ایچ ڈی مقالہ عنوان: نعتیہ شاعری کے تنقیدی رجحانات کے فروغ میں "نعت رنگ" کا کردار

مقالہ نگار: محمد صابر حسین

نگرانِ مقالہ: ڈاکٹر رابعیہ سرفراز

جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، 2019ء-2020ء

مجلّہ "نعت رنگ" میں موجود تحقیقی و تنقیدی مضامین معلومات افزا اور چشم کشا ہیں۔ "نعت رنگ" کے مشمولات میں لسانی، ادبی، شعری صنعتوں کے حوالے سے تنقیدی و تحقیقی مباحث، عروضی نکات و تجزیات، فکری و فنی محاسن اور فن و ادب کے بہت سے نئے پہلو ابھر کر سامنے آئے تو دوسری طرف اُردو ادب میں صنف نعت نگاری کو اہلِ علم و اہلِ قلم کی سر پرستی و معاونت حاصل ہوئی۔ "نعت رنگ" میں شائع ہونے والے مواد پر مشتمل کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

☆ اُردو نعت اور جدید اسالیب عزیز احسن 1998ء

☆ اردو میں حمد و مناجات	ڈاکٹر سید محمد یحییٰ نشیط 2000ء
☆ نعت کی تخلیقی سچائیاں	عزیز احسن 2003ء
☆ مہر عالم تابِ نعت	پروفیسر محمد اکرم رضا 2005ء
☆ رنگِ نعت (نعت رنگ کی نعتوں سے انتخاب)	پروفیسر محمد فیروز شاہ 2006ء
☆ ہنر نازک ہے	عزیز احسن 2007ء
☆ کلامِ اعلیٰ حضرت ترجمانِ حقیقت	علامہ کوکب نورانی اوکاڑی 2009ء
☆ نعت اور تنقیدِ نعت	ڈاکٹر سید محمد ابو الخیر کشفی 2009ء
☆ غالب اور ثنائے خواجہ	صبیحؔ رحمانی 2009ء
☆ اُردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	رشید وارثی 2010ء
☆ نعت کے تنقیدی آفاق	عزیز احسن 2010ء
☆ نعتیہ ادب کے تنقیدی نقوش	پروفیسر محمد اکرم رضا 2012ء
☆ نعتیہ ادب کے تنقیدی زاویے	ڈاکٹر عزیز احسنؔ 2014ء
☆ اُردو نعت میں تجلیاتِ سیرت	صبیحؔ رحمانی 2014ء

مجلّہ "نعت رنگ" نے نعت کی ادبی جہتوں کے ساتھ ہی لسانی، سماجی، عمرانی اور تہذیبی پہلوؤں کی نشاندہی بھی کی ہے جس سے فنِ نعت کے سرمایہ میں رنگا رنگی کی جھلک اور وسعت میں اضافہ ہوا۔ رئیس احمد کی مرتبہ تصنیف "یہ روح مدینے والی ہے" میں صبیحؔ رحمانی کی خدمات اور اس مجلّے کی اہمیت و افادیت کے حوالے سے درج ہے:

> "نعت رنگ صبیحؔ رحمانی کے اعتبار کا معتبر حوالہ ہے۔ نعت رنگ کی مسلسل اشاعت نے صبیحؔ رحمانی کی فکر کو پَر و پرواز عطا کیے۔ فکر و نظر کی وسعت

نے نئے نئے زاویے تراشنے شروع کیے۔"

صبیحؔ رحمانی نے جریدہ "نعت رنگ" کے ذریعے نعت کی دنیا کو سمیٹ کر ایک محفل بنا دیا۔ "نعت رنگ" کا صحافتی کردار بھی دیگر اداروں اور جریدوں کے لیے ایک روشن مثال ہے۔ ڈاکٹر ابرار عبد السلام اپنے ترتیب شدہ مجموعہ "نعتیہ ادب مسائل و مباحث" (مدیر "نعت رنگ" صبیحؔ رحمانی کے نام موصولہ مکاتیب کا موضوعاتی و تجزیاتی مطالعہ) میں مجلّہ "نعت رنگ" کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

> "نعت رنگ نے اتنے برس اس شمع نعت کو روشن کیا ہے کہ آج اس کی روشنی بے شمار پڑھنے والوں کے دلوں میں ضو فگن ہو چکی ہے اور اس روشنی کو مزید نکھار عطا کرنے کے لیے نامور ناقدین اور محققین کا ایک بڑا گروہ آپ کے قدم سے قدم ملا کر چل رہا ہے ایک دو شمارے نکال لینا اور بات ہے لیکن مسلسل عہد آفریں کام کو سر انجام دیتے جانا کسی عہد کا اعزاز بن جاتا ہے اور بلاشبہ یہ اعزاز آپ اور "نعت رنگ" کی برکات فکری کا حصہ ہے۔"

شبیر احمد قادریؔ نے اپنے ایک خط بنام مدیر "نعت رنگ" میں صبیحؔ رحمانی کی اس کاوش کو سراہتے ہوئے لکھا ہے:

> "ایک مسلک سے ہوتے ہوئے بھی آپ نے "نعت رنگ" کو مسلکی جریدہ نہیں بننے دیا اس میں ہر طبقے کو نمائندگی دے کر اسے آپ نے ایک دلچسپ مرقع بنا دیا ہے۔"

جگن ناتھ آزاد (انڈیا۔ نئی دہلی) نے 7 نومبر 2001ء کو مدیر "نعت رنگ" کے

نام لکھا ہے اس خط میں انہوں نے صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ کاوشوں کو سراہاتے ہوئے "نعت رنگ" کو انسائیکلو پیڈیا قرار دیا ہے:

"نعت رنگ' کی جو جلدیں مجھے موصول ہوئیں انہیں تو میں انسائیکلو پیڈیا کہہ سکتا ہوں۔"

مسرور احمد زئی اپنے مضمون "نعت رنگ اور صبیحؔ رحمانی" مشمولہ "سفیر نعت: صبیح رحمانی نمبر" میں "نعت رنگ" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: "سید صبیح رحمانی نے جب نعت لکھی تو عقیدت کا رنگ جب نعت پڑھی تو سرشاری کا رنگ، جب نعت کے ارتقا و رجحان سے مرصع پرچہ نکالا تو ہم صفت ہم رنگ "نعت رنگ" یہ عظمت، شہرت مقبولیت اور وقار جو آج نعت رنگ کو اس کم سنی اور کم عمری میں حاصل ہے، یہ بجائے خود ایک تاریخ ہے۔"

اسی کتابی سلسلے میں شامل ایک اور مضمون بعنوان "نعت رنگ صبیحؔ رحمانی کے ادارتی سلیقے کا آئینہ دار" میں پروفیسر محمد اقبال جاوید لکھتے ہیں:

"نعت رنگ کا ہر شمارہ ایک مستقل کتاب ہے بنیادی مقصد دورِ حاضر کے معتبر نعتیہ رویوں کی تحسین اور مبہم رجحانات کو قرآن و سنت کی روشنی دکھانا ہے تاکہ نعت گوئی شعری مبالغے اور قلبی عقیدت کی رو میں اصل راہ سے بہک اور بھٹک نہ جائے۔ نعت رنگ کا اوّلین شمارہ ہی صوری اور معنوی اعتبار سے خاصا معتبر تھا۔"

پروفیسر محمد اکرم رضا نعتیہ تنقید پر مبنی اپنی کتاب "نعتیہ ادب کے تنقیدی نقوش" میں جریدہ "نعت رنگ" کی مقبولیت و نفرادیت کے حوالے سے گویا ہوتے ہیں:

"نعت رنگ' محض ایک رسالہ ہی نہیں، بلکہ اس کا وجود نعتیہ صحافت کی سر بلند تحریک میں ڈھل چکا ہے۔ صبیحؔ رحمانی سادہ سادہ سے الفاظ میں اداریہ لکھتے ہیں مگر اس سادگی میں بھی عبارت آرائی کے جملہ لوازم اور پُرکاری کا اہتمام ہے۔"

مذکورہ بالا تصنیف میں ہی ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

"'نعت رنگ' کراچی وہ رسالہ ہے جس نے نعتیہ ادب پر تنقید کو ایک تحریک کی شکل دی۔ اور دوسری مرتبہ کسی نے نعتیہ صحافت میں اداریہ نویسی کے فنی مباحث کا جائزہ لیا ہے۔"

ڈاکٹر شہزاد احمد "نعت رنگ کے پچیس شمارے" ایک اجمالی تعارف میں مجلّہ "نعت رنگ" کے انفرادیت اور اس کی وقعت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"نعت رنگ' عہدِ موجودہ میں نعت کا ایک مستند حوالہ ہے اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک "تاریخی دستاویز" ہے جس کے اثرات آئندگاں کو بھی روشن کریں گے۔"

ڈاکٹر شہزاد احمد نے "نعت رنگ کے پچیس شمارے" میں "حفیظ تائب" کی رائے کی نقول شامل کی ہے کہ: "نعت رنگ' نعت کی تدوین، تحقیق اور تنقید کا بہت اہم سنگِ میل ہے۔"

جمیل جالبی لکھتے ہیں:

"آپ نے جس سلیقے اور عمدگی سے "نعت رنگ" مرتب و شائع کیا ہے وہ یقیناً قابلِ تعریف ہے۔ معیار اور حُسنِ طباعت کے اعتبار سے بھی ایسا کوئی

دوسرا رسالہ میری نظر سے نہیں گزرا۔"

"نعت رنگ" عصرِ حاضر کی بھر پور نمائندگی کرتا ہے، اس جریدے میں نعت گوئی کے موضوعاتی، علمی و ادبی، تاریخی، فکری، جمالیاتی اور فنی محاسن پر تجزیاتی و معلوماتی مباحث ملتے ہیں۔ نعت کی ترویج و اشاعت کی تحریک سے فروغ پانے والا جریدہ "نعت رنگ" دورِ حاضر میں نعت نگاری کا ایک بہت بڑا حوالہ ہے جس کے اثرات آنے والی نسلوں پر بھی پوری آب و تاب سے مرتب ہوں گے اور نعت نگاری کی صنف میں اس جریدے کی خدمات صفِ اوّل کی رہیں گی۔ اس جریدے کا علمی و ادبی سفر ہنوز جاری و ساری ہے اور اس کا فن مزید نکھر کر سامنے آ رہا ہے جو نعت نگاری کے تابناک مستقبل کی نشاندہی کر رہا ہے۔ "نعت رنگ" اردو ادب کی کہکشاں کا وہ جگمگاتا ستارہ ہے جو نئے آنے والوں کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ رہے گا۔

(ج) دیگر نعتیہ رسائل و کتابی سلسلے :

صبیحؔ رحمانی کی ادارتی خدمات سے نعتیہ صحافت میں ایک تحریک پیدا ہوئی، جس کے اردو نعت نگاری پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ صبیحؔ رحمانی نے نہ صرف خود رسالے نکالے اور نعت کے فروغ کے لیے کام کیا بلکہ ان کی کوشش یہ تھی کہ ان کے معاصر، جن میں نعتیہ رسائل نکالنے اور ان نعتیہ ادب کے فروغ کا جذبہ موجود ہے، ان سے بھی رسالے شروع کروائے جائیں تا کہ نعتیہ ادب پر زیادہ سے زیادہ مواد اشاعتی صورت میں سامنے آئے۔ اس سلسلہ میں صبیحؔ رحمانی کی نگرانی و سرپرستی میں کئی نعتیہ جرائد اور کتابی سلسلے شروع ہوئے۔ صبیحؔ رحمانی کی سرپرستی میں شروع ہونے والے تمام نعتیہ رسائل و کتابی سلسلوں کا سفر کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ ان کی ادارت و سرپرستی میں شروع ہونے والے رسائل و کتابی سلسلے درج ذیل ہیں۔

ماہنامہ کاروانِ نعت:

نعت کے فروغ، ترویج اور اصلاح کا ترجمان ماہنامہ "کاروانِ نعت" کا لاہور سے 2004ء میں آغاز ہوا۔ صبیحؔ رحمانی کا نام اس رسالے کا اجرا کرنے والوں میں بحیثیت سرپرست شامل ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے "کاروانِ نعت" کے ادارے کے ساتھ 2004ء سے لے کر 2008ء تک منسلک رہ کر گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ ماہنامہ "کاروانِ نعت" لاہور کے پہلے کتابی سلسلہ کی صورت میں شائع ہوا اور اس کے پہلے دو سال کے تمام شمارے کتابی سلسلوں کے طور پر سامنے آئے جبکہ ماہنامہ "کاروانِ نعت" لاہور کے عنوان سے یہ 2008ء میں شروع ہوا، اور اب تک یہ ماہنامہ "کاروانِ نعت" کے نام ہی سے منصۂ شہود پر آ رہا ہے۔

اس ادارے کا پہلا شمارہ و کتابی سلسلہ "کاروانِ نعت لاہور" کے عنوان سے نومبر 2004ء میں صبیحؔ رحمانی کی سرپرستی میں شائع ہوا۔ اس کے نگران محمد اکرم رضا، چیف ایڈیٹر شوکت علی، اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد ابرار حنیف مغل، فیضان نظر، سید محمد شاہ سوار نقشبندی کے نام شامل ہیں۔ چھپن (56) صفحات پر مشتمل اس کتابی سلسلہ کا مقصد نعت کا فروغ اور اس کی ترویج ہے۔ یہ جریدہ نعت شناسی اور نعت فہمی کے ساتھ ہی فروغِ عشق رسول ﷺ کے لیے کوشاں ہے اور اس کے پہلے ہی شمارے کے سر ورق پر درج یہ شعر "کاروانِ نعت" کے اس ہدف کی واضح دلیل ہے:

ؔ ایک اک گام پہ روشن کرو مدحت کے چراغ
نعت کی روشنی پھیلاؤ جہاں تک پہنچے

(صبیحؔ رحمانی)

ماہنامہ "کاروانِ نعت" کے پہلے شمارے میں حمد و نعتِ رسول کریم ﷺ، اداریہ، چیف ایڈیٹر شوکت علی کے تاثرات و مقاصد بعنوان "نعت کاروان"، نعت گو شعرا کا نعتیہ کلام، نعتیہ فن و ادب کے حوالے سے مضامین بعنوان "نعت کیا ہے؟" از ریاض حسین چوہدری، "سید صبیح رحمانی ایک مجتہد نعت نگار شاعر" از ظہیر غازی پوری، "لمحۂ فکریہ اور دعوتِ درس محبت" از الحاج شیخ غلام جیلانی اور "نعت (غیر مسلم ہندو شعرا) کے علاوہ مختلف نعت گو شعرا کے انٹرویو بھی شاملِ اشاعت ہیں، جن میں عبد الحفیظ تائب، سید منظور الکونین، قاری محمد یونس قادری کے نام شامل ہیں۔ آخری حصہ میں انگریزی زبان میں لکھے گئے مضامین شامل ہیں جن میں جسٹس ڈاکٹر منیر احمد مغل کی نعت نگاری سے دلی وابستگی اور عشقِ رسول ﷺ سے لبریز جذبات موجود ہیں۔ جبکہ آخر میں سلام (قصیدہ بردہ شریف) بھی اس ماہنامہ کی زینت بنا ہے۔ ڈاکٹر شہزاد احمد اپنی کتاب "اُردو میں نعتیہ صحافت" میں اس شمارے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"کاروانِ نعت لاہور نے الحمد للہ! حمد و نعت کی قوسِ قزح کو اپنے دامن میں بہت خوب صورتی اور سلیقہ سے سمویا ہے۔ اس کا پہلا شمارہ ہر لحاظ سے قابلِ قدر، لائقِ توجہ اور داد و تحسین کا مستحق ہے۔"

مذکورہ شمارے میں صبیح رحمانی کے ساتھ ایک شام کے حوالے سے بیتی گئی یادوں کو ریاض حسین چوہدری نے مضمون "مدحتِ مصطفیٰ کے نام" میں قلم بند کیا ہے اور صبیح رحمانی کی نعت گوئی کی تفصیلات کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔

"کاروانِ نعت لاہور" کا دوسرا کتابی سلسلہ جلد نمبر ایک (01) شمارہ نمبر 02 مارچ 2006ء میں کتابی انداز میں شائع ہوا۔ جس کی سرپرستی میں صبیح رحمانی اور

مرتّب محمد ابرار حنیف مغل کے نام شامل ہیں۔ ساتھ ہی اس کتابی سلسلہ کے معاونین و مجلسِ مشاورت اور راہنماؤں کی ایک طویل فہرست شامل ہے۔

ماہنامہ "کاروانِ نعت" کے پہلے دو شمارے کتابی صورت میں سامنے آئے۔ اس کے بعد 2008ء سے آج تک یہ مدیر محمد ابرار حنیف مغل کی زیر ادارت ماہنامہ کے طور پر شائع ہو رہا ہے۔

ماہنامہ "کاروانِ نعت" لاہور کے زیر اہتمام خصوصی نمبر بھی شائع ہو چکے ہیں جن میں ایک "نعت خوانی نمبر" جلد 1 شمارہ 13-14 فروری، مارچ 2007ء ہے۔ صبیحؔ رحمانی کی سر پرستی میں شائع ہونے والے اس شمارے میں نعت خوانی کے موضوع پر ایک مکمل دستاویزی مواد موجود ہے۔

ماہنامہ "کاروانِ نعت" لاہور کی دوسری خصوصی اشاعت بعنوان "تعلق بالرسولؐ نمبر" ہے یہ شمارہ جلد 1 (3) شمارہ 7-8 (30-31) جولائی۔ اگست 2008ء میں شائع ہوا۔ اس شمارے میں حمدیہ و نعتیہ کلام کے ساتھ ہی مختلف مضامین و مقالات شامل ہیں جن کے عنوانات میں "معرفت و عظمت مقامِ رسولؐ"، "ادب و تعظیمِ رسولؐ"، "محبت و عشقِ رسولؐ"، "اطاعت و اتباعِ رسولؐ"، "نصرت و اعانتِ رسولؐ" اور "تعلق بالرسولؐ کا مطالعاتی انسائیکلو پیڈیا" شامل ہیں۔ان تمام مضامین میں عشقِ رسول ﷺ اور رسول ﷺ سے محبت اور عقیدت و ارادت کو موضوع بنایا گیا ہے اور سنتِ رسولؐ کے ذکر کے ساتھ اطاعتِ رسولؐ پر زور دیا گیا ہے۔ اس شمارے میں مختلف بزرگانِ دین کے اقوال بھی شامل ہیں، جس سے اس شمارے کی تزئین و زینت میں اضافہ ہوا ہے۔

ماہنامہ "کاروانِ نعت" لاہور کا موضوعاتی اشاریہ محمد عمران انیس طاہری نے ترتیب

دیا ہے۔ یہ اشاریہ مارچ 2006ء تا جون 2008ء تک کے شماروں پر مشتمل ہے، جس میں اس دور کے شماروں میں موجود مضامین کا موضوعاتی تجزیہ پیش کیا گیا۔

مدیر "کاروانِ نعت" محمد ابرار حنیف مغل کی زیر ادارت اب تک اس ماہنامے کے بے شمار شمارے شائع ہو چکے ہیں جن میں دورِ جدید میں نعتیہ فن و ادب کے بدلتے رجحانات و زاویوں کو نہایت خوب صورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ ماہنامہ نعتیہ فن و ادب کی ترویج و تفہیم اور نعت شناسی کے حوالے سے اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

بقول ڈاکٹر شہزاد احمد:

> "کاروانِ نعت لاہور کی بے بہا نعتیہ خدمات کو یقیناً ایک سطر میں بیان نہیں کیا جا سکتا بلکہ
>
> ع: سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے"

ششماہی مجلّہ و کتابی سلسلہ دبستانِ نعت

صبیحؔ رحمانی کی سرپرستی میں شروع ہونے والا "دبستانِ نعت" فروغِ حمد و نعت کا ایک کتابی سلسلہ ہے اور نعت ریسرچ سنٹر انڈیا سے شائع ہو رہا ہے جس کا آغاز 2016ء میں ہوا۔ کتابی سلسلہ "دبستانِ نعت" کے سر پرست سید صبیحؔ رحمانی (بانی و مؤسس نعت ریسرچ سنٹر کراچی) اور مدیر ڈاکٹر سراج احمد قادری جبکہ نگرانی کی خدمات فیروز احمد سیفی (نیو یارک) سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کی مجلس مشاورت میں پروفیسر عبد الحق (دہلی)، ڈاکٹر آصف آدر (گلاسگو)، ڈاکٹر احمد القاضی (جامعہ ازہر۔ مصر)، ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد فتح پوری، رشید اختر خان (دھنباد)، ڈاکٹر رضوان انصاری (سیتا پور)، ڈاکٹر شائر اللہ خان (رام پور)، پروفیسر ڈاکٹر مقصود احمد (بڑودہ)، قاضی اسد ثنائی (حیدر آباد)

شامل ہیں۔

کتابی سلسلہ "دبستانِ نعت" ششماہی کا پہلا شمارہ 2016ء میں منظرِ عام پر آیا، جس کے سر پرست صبیحؔ رحمانی ہیں۔ اس مجلّے کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں اداریہ کے بعد حصہ "تحمید و تقدیس" میں تنویر پھُول، طاہرؔ سلطانی، ابرارؔ کرت پوری کا حمدیہ و نعتیہ کلام دیا گیا ہے۔ دوسرے حصہ "گنجینۂ نقد و نظر" میں نعت نگاری و نعتیہ فن و ادب کے حوالے سے پانچ (05) مضامین شامل ہیں۔ ان مضامین کی تفصیل یوں ہے۔

☆ ڈاکٹر سید حسین احمد .... "کیا نعت صنفِ سُخن ہے؟"

☆ ڈاکٹر خسرو حسینی .... "فنِ نعت اور نعت گوئی"

☆ ڈاکٹر صابر سنبھلی .... "حدائق بخشش کے صنائع بدائع پر ایک نظر"

☆ ڈاکٹر عزیز احسن .... "نعت اور ہماری شعری روایت"

☆ ساجد حسین ساجد امروہوی .... "نعت رسولِ مقبول ﷺ اور اس کا ارتقا"

حصہ "رحمتِ بیکراں ﷺ" میں دو نعت گو شعرا "حضرت کرشن کمار طورؔ" اور "ڈاکٹر صغریٰ عالم" کے فنِ نعت گوئی پر تفصیلی مضامین شامل ہیں جن میں ان کے فنِ نعت گوئی کا تجزیہ نہایت عمدگی سے کیا گیا ہے اور حصہ "مقالات" میں مشاہیر ادب اور نقاد و محققین کے چودہ (14) مقالات شامل ہیں۔ جن میں حمد و مدح رسول ﷺ، نعتیہ شاعری کی تاریخ و روایت، فیضان معنویت اور مشہور و معروف نعت گو شعرا کے فن و ادب پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس کتابی سلسلہ میں ایک حصہ "گوشہ علامہ جامیؔ رحمتہ اللہ علیہ" کے لیے مختص کیا گیا ہے، جس میں علامہ جامیؔ رحمتہ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام میں سے دو مشہور نعتیں، نعت نگاری کے حوالے سے دو مضمون اور فارسی کلام

کا اُردو ترجمہ شامل ہے۔ اس کے بعد حصہ ''گلہائے عقیدت'' میں کل 43 نعتیہ شعرا کا کلام شامل ہے جبکہ آخری حصہ ''پیامِ مدحت'' میں ساجد حسین ساجدؔ امروہوی۔ امروہہ، ڈاکٹر صابر سنبھلی۔ سنبھل اور ڈاکٹر رضوان انصاری لکھنؤ کے نام شامل ہیں۔

''دبستانِ نعت'' کے پہلے شمارے میں شامل صنفِ نعت نگاری کی مختلف جہتوں، تفہیمِ نعت اور نعت شناسی کے پہلوؤں کو دیکھ کر اس سے انکار ممکن نہیں کہ ''دبستانِ نعت'' نے شعبۂ نعت میں گراں قدر خدمات انجام دینے کا عزم کیا ہوا ہے۔ نعتیہ فن و ادب میں اس ادارے سے شائع ہونے والے شماروں میں بہت سارے مثالی کام ہو رہے ہیں۔ نعت ریسرچ سنٹر کراچی کے بعد انڈیا سے نعتیہ مجلّے کا آغاز نعت کی ترویج و اشاعت کے لیے نہایت خوش آئند امر ہے جس کے صنفِ نعت نگاری پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ ''دبستانِ نعت'' کے اس کتابی سلسلہ کا اگلا مجلّہ شمارہ نمبر 02 جنوری-دسمبر 2017ء میں شائع ہوا۔ اسی طرح شمارہ نمبر 03 جنوری-دسمبر2018ء میں سامنے آیا جبکہ شمارہ نمبر 04 جنوری-دسمبر 2019ء میں منظرِ عام پر آیا۔ ان شماروں کے بھی سرپرست صبیحؔ رحمانی اور مدیر ڈاکٹر سراج احمد قادری ہیں۔

''دبستانِ نعت'' کے اب تک چار کتابی سلسلے شائع ہو چکے ہیں اور ہنوز اس کا اشاعتی سفر جاری ہے جو بہت آگے تک جا کر نعتیہ فن و ادب کی روشنی چہار سو پھیلانے میں اپنی خدمات بہ حسن و خوبی سر انجام دے گا۔

سہ ماہی مجلّہ نعت نیوز:

عصرِ حاضر کے نعتیہ منظر نامے میں مجلّہ ''نعت نیوز'' کراچی سے شائع ہونے والا ایک اہم سہ ماہی شمارہ و کتابی سلسلہ ہے جس کا آغاز اپریل 2006ء میں ہوا۔ مارچ

2010ء میں اس کتابی سلسلے کو سہ ماہی صورت میں تبدیل کر کے شائع کیا جانے لگا۔ مذکورہ خبر نامہ مجلّہ میں نعتیہ ادب اور نعت خوانی کے متعلقہ ملکی و عالمی خبروں کو پیش کیا جاتا ہے اور ان خبروں و مضامین کا مرکزی نقطہ نعتیہ ادب پر مرکوز کیا گیا ہے۔ "نعت نیوز" کا آغاز کرنے والوں میں بھی صبیحؔ رحمانی کا نام سر فہرست ہے۔ اس مجلّے کے سر پرست صبیحؔ رحمانی اور مرتب محمد زکریا شیخ الاشرفی، مشیر اعلیٰ کے فرائض محمد صابر داؤد نے ادا کیے جبکہ مجلسِ مشاورت میں شاہ اسد اللہ جنیدی، ڈاکٹر ریاض مجید، صاحبزادہ تسلیم احمد صابری، پروفیسر اکرم رضا، عاطف معین قاسمی، حاجی شوکت علی، سعید مغل، طارق احسان، ابرار حسین، طارق رشید، رئیس احمد، سیما رضا ردا کے نام شامل ہیں۔

"نعت نیوز" کراچی کا پہلا شمارہ اپریل 2006ء میں شائع ہوا۔ جس کے مرتب محمد زکریا شیخ الاشرفی اور سر پرست صبیحؔ رحمانی ہیں۔ اس مجلّے میں مختلف نعتیہ مضامین، مدحت، منظوم تاثرات، حمد و نعت نگاروں سے مکالمہ و گفتگو، خصوصی نشست، تعارف کتب، مراسلات اور نعت نیوز لائبریری کی تفصیلی فہرست کا اندراج کیا گیا ہے۔ مذکورہ مضامین میں ڈاکٹر شبیر احمد قادری کا مضمون "نعت خوانی کے معاشرے پر اثرات" اور رشید وارثی کا مضمون "دینی محافل کی نظامت" شامل ہیں۔ اس کے ساتھ عظمیٰ ریاض سائٹ، ڈاکٹر محمد مشرف انجم، سید نصیر الدین نصیر اور پیر سید غلام معین الحق گیلانی کا کلام شامل ہے۔

اس مجلّے میں تصویری خبریں "نعت نیوز" کے لیے بھی ایک گوشہ مختص کیا گیا ہے جس میں رنگین صفحات پر خوب صورت و یادگار تصویری خبرنامہ موجود ہے۔

"نعت نیوز" شمارہ نمبر 2 اگست 2006ء میں شائع ہوا جبکہ شمارہ نمبر 3 نومبر 2008ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس میں نعتیہ مضامین، مکالمے، تاثرات، ملکی و عالمی سطح پر جاری ہونے والی نعتیہ فن و ادب کی سر گرمیوں کی تفصیلات کو نہایت خوب صورتی سے پیش کیا گیا ہے۔

"نعت نیوز" شمارہ نمبر4 فروری-مارچ 2009ء میں شائع ہوا۔ یہ شمارہ مخصوص ربیع الاوّل کے مہینے میں شائع ہوا جس کی وجہ سے یہ شمارہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے شائع ہوا۔ اس شمارے میں حضور ﷺ کو خراجِ عقیدت اور ان سے عشق و دلی وابستگی کے اظہار کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی ولادت، سیرت، اوصاف پر مضامین و مقالات، منظوم تاثرات اور مکالمے شامل ہیں۔

"نعت نیوز" شمارہ نمبر 5 مارچ 2010ء کو کتابی سلسلہ کی بجائے سہ ماہی میں تبدیل کر دیا گیا اور عصرِ حاضر کے نعتیہ منظر نامے پر مشتمل سہ ماہی "نعت نیوز" کراچی کی جلد نمبر 1 کا شمارہ نمبر 1 مارچ 2010ء شائع ہوا۔ جس کے سر پرست سید صبیح الدین صبیحؔ رحمانی اور مدیر محمد زکریا شیخ الاشرفی ہیں۔

سہ ماہی "نعت نیوز" کراچی کے پہلے رسالے میں اداریہ، حمد و نعت، مدحت، مناقب، تاثرات اور مختلف مضامین بعنوان "نعت خوانی کے معاشرے پر اثرات" از ڈاکٹر شبیر احمد قادری، "دینی محافل کی نظامت" از رشید وارثی (مرحوم)، "میڈیا راؤنڈ اپ" از محمد ہارون شیخ الاشرفی، "بجھے چراغوں کی روشنی (رشید وارثی)" از محمد زکریا شیخ الاشرفی اور "محمد یوسف ورک سے ناظم نعت لائبریری شاہدرہ تک" از ناصر حنیف شامل ہیں۔ اس کے ساتھ اس شمارے میں "الحاج سید محمد فصیح الدین سہروردی کے ساتھ ایک

خصوصی نشست" کا احوالِ گفتگو، مکالمہ، رحلت، مراسلات، اور عطیہ کتب "نعت نیوز" لائبریری کی تفصیلات نہایت عمدگی سے بیان کی گئی ہیں۔

"نعت نیوز" خصوصی "اشاریہ نمبر" جون 2017ء میں شائع ہوا جس میں نعت نیوز کے شائع شدہ شماروں کا مکمل اشاریہ اور وضاحت پیش کی گئی۔ اس شمارے کے بعد "نعت نیوز" کا اشاعتی تسلسل با قاعدہ طور پر برقرار نہیں رہ سکا۔ نوجوان مدیر و مرتب محمد زکریا شیخ الاشرفی کی تا حال کوشش کر رہے ہیں کہ اسے جاری و ساری رکھ سکیں۔ صبیحؔ رحمانی کی سر پرستی اور زیرِ ادارت شروع ہونے والے نعتیہ مجلّوں و کتابی سلسلوں کا یہ اشاعتی سفر کامیابی سے جاری و ساری ہے جس کی سب سے بڑی وجہ صبیحؔ رحمانی کی کاوشیں ہیں جو انہوں نے ان مجلّوں کو کامیاب قرار دینے کے لیے جاری رکھیں۔

باب نہم:

نعتیہ ادب کے فروغ میں صبیحؔ رحمانی کا مقام

صبیحؔ رحمانی کا شمار دورِ حاضر کے ان نعت گو شعرا میں ہوتا ہے جن کے نعتیہ فن و ادب نے بہت کم وقت میں شہرت و مقبولیت کی منزلیں طے کیں۔ نعت ذریعہ اظہار عقیدت و محبت ہے جسے بطور ادبی صنف متعارف کروانے کی جو کاوشیں معروف نعت گو شعرا اور صبیحؔ رحمانی نے شروع کی تھیں، اُن میں وہ کامیاب ہوئے۔

؎ مجھ سے بے نام و نشان کو میرے آقا نے صبیحؔ
بخش کے ذوقِ ثناء عزت و شہرت دی ہے

(صبیحؔ رحمانی)

صبیحؔ رحمانی نے نعتیہ شاعری کو محفلوں کی لحاتی فضا سے نکال کر ادب کی آفاقی جہتوں سے ہمکنار کیا۔ نعتیہ ادب میں نعت نگاری، نعت خوانی اور نعت شناسی کے ساتھ ہی نعتیہ تحقیق و تنقید، تدوینِ نعت، تحریکِ نعت، ترویجِ نعت، تنویرِ نعت، تشہیرِ نعت میں خدمات سر انجام دے کر ایک منفرد مثال قائم کی ہے:

"سید صبیحؔ الدین رحمانی فروغِ نعت کے حوالے سے ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ نعت گوئی، نعت خوانی، نعت ریسرچ سنٹر، نعتیہ کتب کی اشاعت، نعتیہ رسائل و جرائد کی اشاعت بین الاقوامی طور پر فروغِ نعت کے لیے تنظیم سازی ان کی پہچان کے واضح اور بڑے حوالے ہیں۔"

صبیحؔ رحمانی ادبی خلوص و عقیدت، شاعرانہ سچائی اور تخلیقی لطافت سے سرشار ہو کر شب و روز نعت گوئی میں مصروف ہیں۔ ان کے نعتیہ فکر و فن میں جدت پسندی،

عقیدت کی انتہا، داخلی و خارجی جمالیاتی قدریں، اثر آفرینی اور خلاقانہ قوت کے خوب صورت استعمال نے انہیں وہ مقام و مرتبہ دلا دیا ہے جس کے لیے لوگوں کی عمریں بیت جاتی ہیں۔ اردو نعت گوئی کی تاریخ صبیحؔ رحمانی کے نام کے بغیر نا مکمل رہے گی۔ صبیحؔ رحمانی کو شخصیت اور فن کے حوالے سے مختلف مشاہیر، محققین و ناقدین اور شعرا و ادبا نے سندِ اعتبار عطا کی ہے۔ صبیحؔ رحمانی اردو نعت میں سیدِ سہ جہات ہیں:

1۔ بطور نعت گو

2۔ بطور نعت خواں

3۔ بطور نعت شناس

صبیحؔ رحمانی نے اپنے نعتیہ کلام میں فنی محاسن اور لوازمات کا استعمال نہایت خوب صورت انداز میں کیا ہے۔ صبیحؔ رحمانی نے کسی خاص مقصد کو سامنے رکھ کر نعت گوئی کو اہمیت نہیں دی بلکہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے والہانہ عشق میں ڈوب کر نعت کا سفر اختیار کیا اور نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ اس سفر کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی بھرپور کوشش و جد و جہد کی۔ ان کے نعتیہ فن و ادب میں ہمیں ایک عہد نظر آتا ہے۔ صبیحؔ رحمانی کو خود بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ ان کے سخن کے باغ کی بہار آفرینی بہار نعت کا صدقہ ہے۔

؎ بہارِ نعت سے باغِ سخن لہکا صبیحؔ ایسا
ترو تازہ رہی فصلِ نوا اوّل سے آخر تک

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن کا ہر پہلو اور ہر جہت اتنی ہمہ گیر ہے کہ اس کی شرح کئی مقالوں کی متقاضی ہے۔ ان کے نعتیہ فن کے کسی بھی پہلو کو دیکھیں نعت گوئی،

نعت خوانی یا نعت شناسی، تفہیم نعت و ترویج نعت، نعتیہ تنقید و تحقیق، نعت کی تاریخ یا مدیر "نعت رنگ" ہر پہلو میں کمالات دکھائے ہیں۔ اس حوالے سے چند آرا و تبصرے ملاحظہ فرمائیں جن میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و ادب کی تمام جہتوں اور بطور نعت گو شاعر، نعت خواں، نعت شناس ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے۔

"کلیات صبیحؔ رحمانی" مرتب ڈاکٹر شہزاد احمد کے فلیپ پر ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاقؔ (ناگپور بھارت) کی رائے موجود ہے جس میں صبیحؔ رحمانی کے فن کے حوالے سے انہوں نے لکھا ہے:

> "نعت کی ترقی میں آج جو ایک صاحب صلاحیت اور با کمال طبقہ جان و دل سے لگا ہوا ہے اس نوجوان نسل میں صبیحؔ رحمانی کا مقام بہت نمایاں ہے۔"

صبیحؔ رحمانی کے پہلے نعتیہ مجموعہ "ماہِ طیبہ" میں شامل مختلف مشاہیر ادب و ناقدین کی آراء میں ڈاکٹر جمیل جالبی کی بھی مستند رائے شامل ہے جس میں وہ صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام کی معنویت و مقبولیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

> "صبیحؔ رحمانی کا نعتیہ کلام میں نے جستہ جستہ دیکھا اور پسند کیا۔ صبیحؔ نے پُر اثر انداز میں اپنے جذباتِ عقیدت کا خوش اسلوبی سے اظہار کیا ہے اس کلام کو دیکھ کر مجھے ان کا مستقبل روشن نظر آتا ہے۔" (صفحہ:17)

نعتیہ مجموعہ "ماہِ طیبہ" میں ہی شامل مظفر وارثی کی رائے سے آخری اقتباس ملاحظہ کریں:

> "صبیحؔ رحمانی جس شیفتگی اور والہانہ پن سے قبیلۂ حسّان میں شامل ہوا ہے اُسے دیکھتے ہوئے اُمید کی جا سکتی ہے کہ اس کا ستارۂ نعت اور زیادہ روشن ہو گا۔" (صفحہ: 19)

صبیحؔ رحمانی کے مجموعہ "جادۂ رحمت" میں شامل سید ابو الخیر کشفی اپنے مضمون "جادۂ رحمت کا مسافر صبیحؔ رحمانی" میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و خدمات کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

"صبیحؔ رحمانی نے اپنے سفر کے آغاز ہی میں اپنے نقوشِ قلم اور نقوشِ قدم سے اپنی آمد کا اعلان کر دیا ہے۔ اور نعت کی دنیا میں نقوشِ قلم اور نقوشِ قدم توفیق ازلی کا دوسرا نام ہیں۔ اس پر شاعر داد سے زیادہ مُبارک باد کا مستحق ہے۔" (صفحہ:14)

پروفیسر حفیظ تائب نے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" میں شامل مضمون "پیشوائی" میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ اسلوب کی انفرادیت کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

"وہ قدرتِ کلام کو ندرت آشنا کر کے اپنی نعت کو عصرِ جدید کے اسالیب و رجحانات سے آراستہ کرتا چلا جاتا ہے اسے اپنا منفرد لب و لہجہ بنانے میں بھی بڑی نمایاں کامیابی ہوئی ہے۔" (صفحہ: 28)

ڈاکٹر عزیز احسنؔ "جادۂ رحمت کا مسافر" مرتب ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی میں شامل اپنے مضمون بعنوان "صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری حبِ رسول ﷺ کا جمالیاتی اظہار" میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ تخلیق کی داد یوں دیتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی نے کم عمری میں ہی شعر کی داخلی اور خارجی جمالیاتی قدروں کا راز پا لیا ہے اور وہ اپنے احساسِ جمال کو نعت کی تخلیق کے لیے خلاقانہ شدت سے اور اظہار کی قوت کے ساتھ استعمال کر رہا ہے۔ (صفحہ: 103)

اسی طرح ڈاکٹر عزیز احسنؔ نے صبیحؔ رحمانی کو نعتیہ خدمات کے صلے میں ملنے والے

تمغۂ امتیاز کے حوالےسے اپنے تاثرات کے ذریعے نعتیہ ادب میں ان کے مقام و مرتبے کا تعین ان الفاظ میں کیا ہے:

"الحمد للہ سید صبیح الدین صبیحؔ رحمانی کو حکومتِ پاکستان کی جانب سے تمغۂ امتیاز سے نوازا گیا ہے۔ نعتیہ ادب میں تخلیقی، تنقیدی اور تحقیقی جہتوں میں صبیحؔ رحمانی کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔ وہ نعت گو شاعر اعلیٰ درجے کے نعت خواں اور کتابی سلسلے "نعت رنگ" کے مدیر کی حیثیت سے اپنی ایک امتیازی شناخت رکھتے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھی ان کی پذیرائی ہوتی رہی ہے۔ نعتیہ ادب سے منسلک اہلِ فکر و نظر کو مبارک ہو کہ اس میدان کے ایک شہسوار کی مساعیٔ جمیلہ کا اعتراف کیا گیا۔"

شمس الرحمٰن فاروقی اپنے مضمون "صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی" مشمولہ "صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری" (فکری و تنقیدی تناظر میں) مرتبہ ڈاکٹر شمع افروز میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ کلام میں موجود جذبۂ عقیدت و محبتِ رسول ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"صبیحؔ کے یہاں سب سے بڑی بات مجھے یہ نظر آئی ہے کہ انہیں رسول پاک علیہ السلام سے سچی محبت ہے اور وہ اس محبت کو اپنے شعر میں متشکل کر سکتے ہیں۔ پیش پا افتادہ مضامین سے انہیں پرہیز ہے اور عبارت آرائی سے بھی وہ دور بھاگتے ہیں۔ نعت گوئی کے تقاضوں سے وہ واقف ہیں اور وہ اپنی بات میں جدت پیدا کرنے کی کوشش کے بجائے محبت کی نرم حدت پیدا کرتے ہیں۔" (ص: 13۔14)

تنویر پھول (امریکہ) اپنے ایک انٹرویو میں صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و ادب کے

حوالے سے کہتے ہیں:

"سید صبیح الدین صبیحؔ رحمانی محض ایک شخص کا نام نہیں بلکہ وہ ایک ادارے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کارِ فروغِ نعت میں ان کا نام خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور اس سلسلے میں ان کی مساعی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ صبیحؔ رحمانی ایک بلند پایہ نعت گو ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت خوش گلو نعت خواں بھی ہیں۔ خدا نے انہیں لحن داؤدی سے نوازا ہے۔ ان کا حمدیہ کلام "کعبے کی رونق، کعبے کا منظر، اللہ اکبر، اللہ اکبر" اور نعتیہ کلام "سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے" اور "کوئی مثل مصطفیٰ ﷺ کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا" قبولیتِ عام کی انتہائی حد تک پہنچ چکا ہے۔ سن 2019ء برادرم صبیحؔ رحمانی کے لیے اہم اور مبارک رہا کہ اس سال نعتیہ ادب کے فروغ میں ان کی خدمات کا بڑے پیمانے پر اعتراف کیا گیا جو ان کا حق ہے۔ اس سال حکومت پاکستان کی طرف سے تمغۂ امتیاز سے نوازا گیا۔ اس سے قبل جنوری 2019ء میں امریکہ میں سفیر نعت ایوارڈ اور سند تفویض کی گئی۔ اسی سال کلیاتِ صبیحؔ رحمانی کی اشاعت ہوئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ صبیحؔ رحمانی اپنی نعتیہ خدمات اور نعت سے والہانہ لگاؤ کے باعث آسمانِ نعت پر مہر درخشاں بن کر چمک رہے ہیں۔قطعۂ تاریخ ہجری:

تم کو بخشے خدا نے اعزازات
پُر ہے دامن، صبیحؔ رحمانی!
پھُول! تنویرِ نعت ہم کو ملی
"ہست روشن صبیحؔ رحمانی"

(تنویر پھول)

صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" کے آخری حصّہ بعنوان "تبصرے" صفحہ 119 تا 128 میں مختلف ادیبوں اور ناقدین و محققین نے صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری کے مختلف مضامین، جہتوں اور فکری و فنی پہلوؤں کا اعتراف کیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجیدؔ اپنے تبصرے میں لکھتے ہیں:

"صبیح رحمانی اردو کے نعت نگاروں کی صف میں اس حوالے سے منفرد حیثیت اور شناخت رکھتے ہیں کہ وہ شاعری کے عمدہ ذوق کے ساتھ ساتھ نعت گوئی کے قرینے سے بھی آشنا ہیں۔ ان کی نعت گوئی کی عمر ابھی زیادہ نہیں مگر مختصر عرصے میں ہی ان کی نعت گوئی نے قارئین کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔" (صفحہ:123)

اسی طرح اس مجموعے میں سحر انصاریؔ کا بھی دو صفحات پر مشتمل تبصرہ شامل ہے جس میں انہوں نے صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی کو سراہتے ہوئے ان کے شاندار مستقبل کی نشاندہی کی ہے:

"اس میں شک نہیں کہ نعت گوئی سے ان کا شغف قابلِ داد ہے "ماہِ طیبہ" صبیحؔ رحمانی کی نعتوں کا پہلا مجموعہ تھا۔ "جادۂ رحمت" نقشِ ثانی ہے ان دو مجموعوں کے مطالعے سے ان کے ارتقا اور مستقبل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔" (صفحہ: 124)

مسرور احمد زئی اپنے مضمون "نعت رنگ اور صبیحؔ رحمانی" مشمولہ "سفیر نعت: صبیحؔ رحمانی نمبر" مرتب آفتاب کریمی میں صبیحؔ رحمانی کے فنِ نعت گوئی کے متعلق لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی کا مشغلہ بھی نعت گوئی ہے۔ تو پھر اس شغل کی فضیلت،

برکت اور رحمت کا اندازہ کرنا کتنا مشکل ہے۔ کہ اللہ پاک نے صبیح کو اپنا ہم شغل بنایا۔" (صفحہ:92)

پروفیسر عاصی کرنالی اپنے مضمون "ایک خوب صورت نعتیہ تخلیق" مشمولہ مجلّہ "ثناء خوانِ محمدؐ" ایڈیٹر محمد عارفین خان میں صبیح رحمانی کے نعتیہ فن کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"آج نعت کو اپنے موضوعات و مسائل کا کس طرح آئینہ دار ہونا چاہیے اور مستقبل میں اس کے سفر کا رخ کن راہوں اور منزلوں کی جانب ہونا چاہیے، صبیح رحمانی کی نعت گوئی ان تمام کیفیات و مناظر کا مظہر نامہ ہے۔" (صفحہ:17)

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی (بریلی شریف۔انڈیا) اپنے مضمون "جادۂ رحمت پر ایک نظر" صفحہ 37 مشمولہ مجلّہ "ثناء خوانِ محمدؐ" میں ان الفاظ میں صبیح رحمانی کے فن کا اعتراف کرتے ہیں:

"صبیح رحمانی نے خود کو نعت گوئی کے لیے وقف کر دیا ہے، نعت گوئی ان کی فطرت کا تقاضا ہے۔ ان کی زبان و قلم کی یہی ثنا اور آرزو ہے اور وہ اس کے لیے رب عظیم کے مشکور ہیں کہ اس نے انہیں اپنے مدنی محبوب ﷺ کا واصف و ناعت بنا دیا ہے۔"

ے میں ہوں وقفِ نعت گوئی کسی اور کا قصیدہ
مری شاعری کا حصہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا

(صبیح رحمانی)

پروفیسر آفاق صدیقی اپنے ایک تبصرے مشمولہ "جادۂ رحمت کا مسافر" مرتب ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی میں صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی و نعت خوانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی اپنے اندر وسیع امکانات لیے ہوئے ہے۔ زمینوں کے انتخاب سے لے کر بات کہنے کے انداز تک میں ان کے ہاں تازگی و شائستگی جھلکتی ہے۔ لحن کی نادرہ کاری کے ساتھ ساتھ اظہار و بیان کی خوش سلیقگی ان کی نعت گوئی کو نہ صرف اپنے ہم عصروں میں ممتاز گردانتی ہے بلکہ کئی سینئر نعت گو شاعروں سے بھی نمایاں اور منفرد مقام کی حامل ٹھہراتی ہے۔" (صفحہ:131)

مضمون "خوش خصال نعت گو" از پروفیسر شفقت رضوی مشمولہ "ثناء خوانِ محمدؐ" میں صبیحؔ رحمانی کے نعت گوئی کے فن پر سیر حاصل بحث کی۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں جس میں وہ صبیحؔ رحمانی کے کمالِ فن کا حوالہ یوں دیتے ہیں:

"صبیحؔ نے کمالِ فن کا دعویٰ کبھی نہیں کیا، یہی اس کے فن کے کمال کی نشانی ہے۔ لوگ تھوڑا لکھے کو بہت جانتے ہیں وہ بہت کچھ لکھ کر بھی تشنگی اور کم مائیگی کا احساس رکھتا ہے جو ارتقا کی منزلیں طے کرنے کے لیے، اسے ممیز کرنے کے لیے کافی ہیں۔" (صفحہ:57)

احمد ہمدانی سفیرِ نعت کے صبیحؔ رحمانی نمبر میں شامل اپنے مضمون "ایک قابلِ رشک نعت گو" میں صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی و نعت خوانی اور سرکارِ دو عالمؐ سے دلی وابستگی کا حوالہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی نے خود کو نعت کے لیے وقف کر دیا ہے جو بلاشبہ بہت بڑی سعادت ہے ان کا نعتیہ کلام پڑھ کر یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ لکھتے ہیں وہ ان کی مشقِ سخن کا نہیں بلکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی عنایت کا نتیجہ ہے۔" (صفحہ:45)

اسلام آباد سے تعلق رکھنے والے نعت گو شاعر مرحوم بشیر حسین ناظم، صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی کی کرشمہ سازی و شناخت کا حوالہ اپنے مضمون "سلاستوں کی مودّب دنیا" مشمولہ مجلّہ "ثناء خوانِ محمدؐ" میں یوں دیتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی جب تہلیل و تسبیح و تحمید و تمجید اللہ و رسول سے قلب و جاں کے زنگ اتارتا ہے تو اس کا دل آئینہ جہاں نما بن کر شش جہات میں حمد و نعت کے جلوؤں کی تابانیوں اور زیبائیوں کو دیکھ کر روشن و ملتمع ہو جاتا ہے۔ بس یہی اس کے نعتیہ فن کے اصطناع و خوبی کا باعث ہے۔" (صفحہ:60)

علیم صبا نویدی (انڈیا) مجلّہ "ثناء خوانِ محمدؐ" میں شامل اپنے مضمون "خوش نصیب اور سعود شاعر" میں صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری کو داد تحسین دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی بڑے خوش نصیب اور سعود شاعر ہیں جنہوں نے کم عمری ہی میں اس صنف کی طرف توجہ دی ہے۔ ان کا نوجوان ذہن کم عمری ہی میں عشقِ رسول ﷺ سے منور اور معطر ہو گیا ہے۔ ان کا نعتیہ کلام عشقِ رسول ﷺ میں ایک والہانہ اظہار عقیدت و مودت ہے۔ وہ حضور اکرمؐ کا دامن کرم تھامنے میں بڑا سکون محسوس کرتے ہوں گے۔ ان کے قلم

نے نعتوں کے لیے جب پہلا سجدہ کیا تو اس پہلے سجدے سے آخری سجدے تک کی مدت بہت زیادہ نہیں ہے۔ پہلے "ماہِ طیبہ" میں اور پھر "جادۂ رحمت" میں انھوں نے اپنے قلم کو تمیزِ سجدہ سکھایا ہے۔ وہ اب اس مقام پر ہیں کہ انہیں ایک بہترین نعت گو شاعر کہا جا سکتا ہے۔" (صفحہ: 22)

پروفیسر جاذب قریشی نے اپنے مضمون "جنت کا گلاب" مشمولہ "جادۂ رحمت کا مسافر" مرتبہ ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی میں لکھتے ہیں کہ:

"صبیحؔ رحمانی نعت خواں بھی ہیں اور نعت گو بھی ہیں میرے خیال میں صبیح کی ان دونوں شخصیتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ دونوں کا راستہ محبوب خدا کی محبتوں اور عقیدتوں کی سمت جاتا ہے۔اس طرح یہ دونوں مل کر ایسی وحدت بن سکتے ہیں جو توانا اور منفرد کہلا سکے۔" (صفحہ: 68)

ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی اپنے مضمون "شہر علم کا ثنا خواں" مشمولہ "صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری" (فکری و تنقیدی تناظر میں) مرتبہ ڈاکٹر شمع افروز میں صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری اور بالخصوص ان کے نعتیہ مجموعہ "جادۂ رحمت" کو اردو نعت نگاری میں ایک اہم اضافہ قرار دیا ہے۔ ان کے مضمون میں شامل اس حوالے سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"قیامِ پاکستان کے بعد احیائے اسلام کے لیے تحریکات اور جد و جہد کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ نعت گوئی کو بھی بہ حیثیت ایک معتبر صنف شاعری میں بڑا فروغ ہوا ہے اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی صبیحؔ رحمانی کا مجموعہ "جادۂ رحمت" ہے۔" (صفحہ: 10)

محشر بدایونی، ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی کی مرتب کردہ کتاب "جادۂ رحمت کا مسافر"

میں شامل حصہ "تاثرات" میں لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی کو محافلِ نعت میں خوب خوب داد کلام ملتی ہے۔ نعت کے لیے ایسی زمین کا انتخاب جو اکثر نعت ہی کے لیے موزوں و مناسب ہوتا ہے ان کے سلیقہ فکر اور خوش اسلوبی طبع کا بڑا واضح ثبوت ہے۔" (صفحہ: 127)

کراچی سے پروفیسر حسن اکبر کمال لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی نہ صرف ایک خوش فکر اور تازہ کار نعت گو ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خوش الحانی کے وصف سے بھی نوازا ہے۔ اور اس درجہ نوازا ہے کہ جب صبیحؔ رحمانی اپنی سادہ و پرکار، حُبِ سرکار ختمی مرتبت ﷺ سے معمور نعتیں ایک عالم کیف و عقیدت میں پڑھنا شروع کرتے ہیں، تو سامعین پر وجد آفریں کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ہر آنکھ اشکبار اور ہر روح سرشار، رحمت کی حقدار ہو جاتی ہے۔" (مجلّہ: ثناء خوانِ محمدؐ۔ صفحہ 15)

ڈاکٹر حسرت کاس گنجویؔ اپنے مرتّبہ مجموعہ "جادۂ رحمت کا مسافر" کے مقدمہ میں صبیحؔ رحمانی کے فنِ نعت گوئی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی نے یقیناً نعت کے حوالے سے نئی شعریات Poetics دریافت کی ہے۔ صبیحؔ کے ہاں غمِ ذات بھی ہے غمِ کائنات بھی اور اپنے عہد کا آشوب بھی ہے۔ جدید حسیت کا عکس بھی ہے۔" (صفحہ: 07)

"صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری" (فکری و تنقیدی تناظر میں) مرتبہ ڈاکٹر شمع افروز میں صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ خدمات اور ان کی نعت شناسی کے حوالے سے مختلف مشاہیر ادب اور ناقدین و محققین کے ستاون (57) مضامین اور اُنتالیس (39) تبصرے و آراء

شامل ہیں جن میں ایک طرح سے صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری، ترویج و تفہیمِ نعت، نعت شناسی اور نعتیہ ادب کے فروغ میں سر انجام کی گئی خدمات پر سیر حاصل بحث و مباحث کرتے ہوئے ان کے مقام و مرتبہ کا تعین کیا گیا ہے۔ مذکورہ مجموعے سے چند مضامین سے اقتباسات ملاحظہ کیجیے جن سے صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ فن و ادب کا سفر، نعت کے علمی آفاق اور فروغِ نعت کی تحریک کی مساعئ جمیلہ سامنے آتی ہیں۔

ڈاکٹر طارق ہاشمی اپنے مضمون "اُن کی یاد، اُن کی تمنّا اُن کی سیرت کا گلاب" میں لکھتے ہیں کہ:

> "فروغِ نعت کے لیے ان کی کاوشیں سامنے ہیں وہ جس لگن اور یکسوئی کے ساتھ نقدِ نعت کی اشاعت کے لیے کوشاں ہیں وہ ان کے تخلیقی سفر میں بھی نمایاں ہے۔" (صفحہ:99)

پروفیسر ڈاکٹر افضال احمد انور نے اپنے مضمون "صبیحؔ رحمانی کی نعت نگاری" صفحہ 134 تا 140 پر صبیحؔ رحمانی کے نعتیہ اسلوب اور نعتیہ ہیئتوں، جذبے، فکری تازگی، موئثر لہجے، تمثال کاری اور شاعرانہ غنائیت پر تفصیلی بحث کی اور ان کے مضمون سے اس حوالے سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> "نعت قبیلے میں اس کا دم اپنی تینوں حیثیتوں (مدیر، نعت خواں، نعت گو) میں غنیمت ہے اور قابل تحسین و تبریک ہے۔ اس کی یہ دعا اس کے ادبی آدرش کا ماٹو ہے۔
>
> ؎ صبیحؔ ارضِ وطن پر ہو نور کی بارش
> صدائے نعت سے ہوں ساری بستیاں روشن"

پروفیسر محمد اکرم رضا اپنے مضمون "صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی و نعت شناسی" میں صبیحؔ رحمانی کی نعت شناسی کا اعتراف یوں کرتے ہیں:

"صبیحؔ رحمانی کی نعت شناسی کی خوشبو بے شمار دلوں کی دھڑکنوں میں آباد ہو چکی ہے۔" (صفحہ:150)

صبیحؔ رحمانی کا نعتیہ فن، شعری تجربے اور ریاضتِ فن کا آئینہ دار ہے۔ ان کے ہاں اظہار کا سلیقہ اور جذبے کا وفور ہے۔ نعت نگاری کی مجموعی تخلیقی و تنقیدی فضاء خصوصاً شہر نعت میں کثرت سے ظہور پذیر ہونے والی شاعری میں ان کی نعت نگاری اور نعت شناسی اپنی ایک الگ خوشبو اور جداگانہ تشخص رکھتی ہے۔

نظر آتے ہیں پھُول سب کے سب
حرفِ نعت رسُول سب کے سب
شعر جو نعت کے کہے ہیں صبیحؔ
کاش وہ ہوں قبول سَب کے سَب

(جادۂ رحمت)

ماخذات

آفتاب احمد نقوی، ڈاکٹر، پنجابی نعت، پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، لاہور، نومبر 2005ء
ابرار عبد السلام، ڈاکٹر، نعتیہ ادب مسائل و مباحث (مدیر 'نعت رنگ' کے نام موصولہ مکاتیب کاموضوعاتی و تجزیاتی مطالعہ)، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، مارچ 2019ء
ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، ادبی اصطلاحات کا تعارف، اُسلوب، لاہور، 2015ء
ابو سلمان شاہ جہان پوری، ڈاکٹر، تذکرہ نعت گو شاعرات، ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان کراچی، 1984ء
ادیب رائے پوری، مدارج النعت، اے بلاک ایچ شمالی ناظم آباد، کراچی،1982ء
ارشاد شاکر اعوان، ڈاکٹر، پاکستان میں اردو نعت کا ارتقا، علامہ اقبال اوپن یو نیورسٹی اسلام آباد، 2010ء
ارشاد شاکر اعوان، ڈاکٹر، عہد رسالت میں نعت، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ لاہور، 1993ء
اصغر وحید، روپڑی، مولانا، اُردو کے صنائع بدائع، یوسف پبلی کیشنز، حیدر آباد، 1940ء
افضال احمد انور، ڈاکٹر، فن اداریہ نویسی اور نعت رنگ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، مارچ، 2010ء
افضال احمد انور، ڈاکٹر، اردو نعت کا ہیئتی مطالعہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2009ء
تنویر قادری، مرکزی محفلِ نعت (پمفلٹ) اسلام آباد، 17 جون2012ء
حسین علی ادیب رائے پوری، نعتیہ ادب میں تنقید اور مشکلات تنقید، عباسی کتب خانہ، کراچی، 1999ء
حسرت کاس گنجوی، ڈاکٹر، مرتب، جادۂ رحمت کا مسافر، آفتاب اکیڈمی، کراچی، ستمبر 2001ء
رشید محمود، راجا، غیر مسلموں کی نعت گوئی، اظہر منزل، نیو شالا مار کالونی، ملتان روڈ، لاہور، 1994ء
رشید محمود، راجا، نعت کائنات (انتخابِ نعت) جنگ پبلشرز، آغا خان روڈ، لاہور، 1993ء
رشید وارثی، اردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، اپریل 2010ء
رضا محمد اکرم، پروفیسر، کاروانِ نعت کے حدی خواں، فروغِ ادب اکادمی، گوجر نوالہ، 1999ء

رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اصنافِ ادب، سنگ میل پبلیکشنز، لاہور، 1986ء
رفیع الدین اشفاق، سید، ڈاکٹر، اُردو میں نعتیہ شاعری، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، 1976ء
رئیس احمد، حریمِ نعت، مرتب، اقلیم نعت، شادمان ٹاون، کراچی، 1995ء
رئیس احمد، یہ روح مدینے والی ہے، مرتب، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2017ء
شاہ ارشاد عثمانی، ڈاکٹر، اُردو شاعری میں نعت گوئی، مجلس مصنفین اسلامی، انڈیا، 1991ء
شبیر احمد قادری، ڈاکٹر، نعت رنگ اہل علم کی نظر میں، نعت ریسرچ سینٹر، نارتھ کراچی، 2009ء
شفقت رضوی، پروفیسر، نعت رنگ کا تجزیاتی و تنقید مطالعہ، مہر منیر اکیڈمی، کراچی 2004ء
شمس بدایونی، ڈاکٹر، تذکرہ شعرائے بدایوں دربارِ رسول ﷺ میں، ناشر، محمد عبد الستار بدایونی، کراچی، 1988ء
شمس بریلوی، علامہ، کلامِ رضا کا تحقیقی اور ادبی جائزہ، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، جولائی، 1976ء
شمع افروز، ڈاکٹر، مرتبہ "صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری" (فکری و تنقیدی تناظر میں)، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2020ء
شہزاد احمد، ڈاکٹر، باگاہِ رسالت کے نعت گو، حمد و نعت ریسرچ فاونڈیشن، اُردو بازار، کراچی، 1996ء
شہزاد احمد، ڈاکٹر، لاکھوں سلام، (تذکرہ تضمین نگار شعرا بَر سلامِ رضا)، مکتبہ حمد و نعت، اُردو بازار، کراچی، 1986ء
شہزاد احمد، ڈاکٹر، اُردو نعت پاکستان میں، حمد و نعت ریسرچ فاونڈیشن، اُردو بازار، کراچی، 2014ء
شہزاد احمد، ڈاکٹر، نعت رنگ کے پچیس شمارے، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، جولائی 2015ء
شہزاد احمد، ڈاکٹر، کلیات صبیحؔ رحمانی، مرتب، دار السلام پبلشرز، لاہور، 2019ء
شوکت زریں چغتائی، ڈاکٹر، اُردو نعت کے جدید رجحانات، بزمِ تخلیق ادب، کراچی، 2011ء
صابر کلوروی، ڈاکٹر، عروض و بدیع، علمی کتب خانہ، اُردو بازار، لاہور، 2001ء
صبیح الدین رحمانی، سید، ماہ طیبہ، نظام اکادمی کراچی، 5 مئی 1989ء
صبیح الدین رحمانی، سید، جادۂ رحمت، ممتاز پبلشرز، اردو بازار کراچی، 9319ء
صبیح الدین رحمانی، سید، مرتبہ، نعت نگر کا باسی، اقلیمِ نعت، کراچی، 2008ء

صبیح الدین رحمانی، سید، مرتبہ، غالب اور ثنائے خواجہ، نعت ریسرچ سنٹر کراچی، 2009ء
صبیح الدین رحمانی، سید، مرتبہ، اردو نعت میں تجلّیاتِ سیرت، نعت ریسرچ سنٹر کراچی، 2015ء
صبیح الدین رحمانی، سید، مرتبہ، ڈاکٹر عزیز احسن اور مطالعات، حمد و نعت، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2015ء
صبیح الدین رحمانی، سید، مرتبہ، اردو نعت کی شعری روایت، اکادمی بازیافت، کراچی، 2016ء
صبیح الدین رحمانی، سید، مرتبہ، کلام رضا، فکری و فنی زاویے، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، 2017ء
صبیح الدین رحمانی، سید، مرتبہ، پاکستانی زبانوں میں نعت، روایت و ارتقا، نعت ریسرچ سنٹر کراچی، 2017ء
صبیح الدین رحمانی، سید، مرتبہ، کلامِ محسن کاکوروی: ادبی و فکری جہات، اکادمی بازیافت، کراچی، 2018ء
صبیح الدین رحمانی، سید، مرتبہ، اقبال کی نعت: فکری و اسلوبیاتی مطالعہ، اکادمی بازیافت، کراچی 2018ء
صبیح الدین رحمانی، سید، مرتبہ، اردو حمد کی شعری روایت، اکادمی بازیافت، کراچی، 2019ء
طفیل محمد حافظ، ڈاکٹر، نعت اور آدابِ نعت، اسلامک ایجوکیشن، راولپنڈی، س ن
عاصی کرنالی، ڈاکٹر، اُردو حمد و نعت پر فارسی شعری راویات کا اثر، اقلیمِ نعت، کراچی۔ جون، 2001ء
عبد اللہ عباس ندوی، ڈاکٹر، عربی میں نعتیہ کلام، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، 1982ء
عزیز احسن، ڈاکٹر، خوابوں میں سنہری جالی ہے، مرتبہ، ممتاز پبلشرز کراچی، 1997ء
عزیز احسن، ڈاکٹر، اُردو نعتیہ ادب کے انتقادی سرمائے کا تحقیقی مطالعہ، گلستانِ جوہر، کراچی، 2013ء
عزیز احسن، ڈاکٹر، اُردو نعت اور جدید اسالیب، فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، کراچی، دسمبر، 1998ء
عزیز احسن، ڈاکٹر، نعت کے تنقیدی آفاق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ستمبر 2010ء
عزیز احسن، ڈاکٹر، نعت کی تخلیقی سچائیاں، اقلیمِ نعت، صائمہ ایونیو، کراچی، مارچ، 2013ء
فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو کی نعتیہ شاعری، حلقہ نیاز و نگار، کراچی، 1998ء
فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اُردو کی نعتیہ شاعری، آئینہ ادب، لاہور، 1974ء

فضل فتح پوری، افضال حسین نقوی، اُردو نعت تاریخ و ارتقاء، ڈار پبلی کیشنز، کراچی، اپریل، 1989ء
فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو کی نعتیہ شاعری، حلقہ نیاز و نگار، کراچی، 1998ء
قاسم محمد سید، (مولف) پاکستان کے نعت گو شعراء، جلد اوّل، ہارون اکیڈمی، کراچی، 1993ء
کوکب نورانی علامہ، نعت اور آدابِ نعت، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2002ء
گوہر ملسیانی، عصرِ حاضر کے نعت گو، گوہر ادب پبلی کیشنز، صادق آباد، پنجاب، 1983ء
محمد ابو الخیر کشفی، ڈاکٹر، نعت اور تنقیدِ نعت، طاہرہ کشفی میموریل سوسائٹی، کراچی، 2001ء
محمد سہیل شفیق، ڈاکٹر، نعت نامے: بنامِ صبیح رحمانی، مرتبہ، نعت ریسرچ سنٹر کراچی، 2014ء
محمد مقصود حسین قادری، سلام کے لیے حاضرغلام ہو جائے، مرتبہ، فیض رضا پبلی کیشنز کراچی، 2000ء
محمد محبوب، سرکار کے قدموں میں، مرتبہ، بزم غوثیہ انٹرنیشنل، کراچی، 2002ء
محمد شعیب پروفیسر، اسلامی نعتیہ شاعری اور شاہ ولی اللہ، شاہ عنایت قادری اکیڈمی، لاہور، 1991ء
محمد قاسم، سید، پاکستان کے نعت گو شعرا، ہارون اکیڈمی، اورنگی ٹاون، کراچی، 1993ء
یحییٰ نشیط، سید، ڈاکٹر، اُردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، کراچی، 2010ء
یونس شاہ، سید، تذکرہ نعت گویان اردو، الگیلان پبلشرز، ایبٹ آباد، 1982ء
یونس شاہ گیلانی، سید، پروفیسر، تذکرہ نعت گویان اُردو، (جلد اوّل) مکہ بکس، لاہور، 1982ء
یونس شاہ گیلانی، سید، پروفیسر، تذکرہ نعت گویان اُردو، (جلد دوم) مکہ بکس، لاہور، نومبر 1982ء